فہرست مضامین نور محمدی بہشتی زیور حصہ سوم مکمل مدلل

پتہ ملنے کا نور محمد کارخانہ تجارت کتب بالمقابل آرام باغ فریر روڈ کراچی

نور محمدی بہشتی زیور کا تیسرا حصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اول روزے کا بیان

حدیث شریف میں روزہ کا بڑا ثواب آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کا بڑا رتبہ ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس نے رمضان کے روزے محض اللہ تعالیٰ کے واسطے ثواب سمجھ کر رکھے تو اس کے سب اگلے گناہ بخشدئے جاویںگے اور نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ روزہ دار کے منھ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پیاری ہے قیامت کے دن روزہ کا بیحد ثواب ملیگا روایت ہے کہ روزہ داروں کے واسطے قیامت کے دن عرش کے تلے دسترخوان چناجاویگا وہ لوگ اس پر بیٹھ کر کھانا کھاوینگے اور سب لوگ ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوں گے اس پر وہ لوگ کہیں گے کہ یہ لوگ کیسے ہیں کہ کھانا کھا پی رہے ہیں اور ہم ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوئے ہیں ان کو جواب ملیگا کہ یہ لوگ روزہ رکھا کرتے تھے اور تم لوگ روزہ نہ رکھتے تھے یہ روزہ بھی دین اسلام کا بڑا رکن ہے جو کوئی رمضان کے روزے نہ رکھے گا بڑا گناہ ہوگا اور اس کا دین کمزور ہو جاویگا۔ مسئلہ رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان پر جو مجنون اور نابالغ نہ ہو فرض ہیں جب تک کوئی عذر نہو روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے اور اگر کوئی روزہ کی نذر کرلے تو نذر کر لینے سے روزہ فرض ہو جاتا ہے، اور قضا اور کفارے کے روزے بھی فرض ہیں اور اس کے سوا اور سب روزے نفل ہیں رکھے تو ثواب ہے اور نہ رکھے تو کوئی گناہ نہیں البتہ عید اور بقرعید کے دن اور بقرعید سے بعد تین دن روزہ رکھنا حرام ہے مسئلہ جب سے فجر کی نماز کا وقت آتا ہے اس وقت سے لے کر سورج ڈوبنے تک روزے کی نیت سے سب کھانا اور پینا چھوڑ دے اور مرد سے ہمبستر بھی نہ ہو شرع میں اس کو روزہ کہتے ہیں۔

مسئلہ (۳) زبان سے کچھ کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ جب اول میں یہ دھیان ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور دن بھر نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ ہمبستر ہوئی تو اس کا روزہ ہو گیا اور اگر کوئی زبان سے بھی کہدے کہ یا اللہ میں کل تیرا روزہ رکھوں گی۔

ل۱ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ ۱۲ (رد المحتار صفحہ ۱۱۰/۲ج) ۲ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک (مشکوۃ صفحہ ۱۷۳) ۳ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصائمون توضع لہم یوم القیامۃ مائدۃ تحت العرش فیاکلون منہا والناس فی شدۃ ابو نعیم الاصبہانی فی الترغیب من طریق احمد بن ابی الحواری عن ابی سلیمان قال جارفی ابو علی الاصم یا حسن حدیث سمعتہ فی الدنیا قال توضع للصوام مائدۃ یاکلون ص

والناس فی الحساب فیقولون یا رب نحن نحاسب وہم یاکلون فیقول طالما صاموا وافطرتم وقاموا ونمتم (در منثور جلد اول صفحہ ۵) ۴ وشرائطہ (ای الصوم) ثلاثۃ شرط وجوب وہو الاسلام والبلوغ والعقل کذا فی النہایۃ وفتح القدیر (بحر صفحہ ۲۷۶/۲ج) وہو (الصوم) فرض (در مختار) (نور الایضاح صفحہ ۱۳۵) وصوم النذر والکفارۃ واجب (رد المحتار ۱۱۲/۲ج) واما النفل فہو ما سوی ذلک نور الایضاح صفحہ ۱۲۹ ۵ والمکروہ فہو قسمان مکروہ تنزیہا ومکروہ تحریما الاول کصوم عاشوراء منفردا عن التاسع والثانی صوم العیدین وایام التشریق (نور الایضاح صفحہ ۱۲۹) ۶ ہو (ای الصوم) ترک الاکل والجماع من الصبح الی الغروب بنیۃ من اہلہ (بحر صفحہ ۲۷۸/۲ج) ومن فہا ذی النیۃ فی المحیط بان یعرف بقلبہ انہ صوم (بحر صفحہ ۲۷۹/۲ج) والسنۃ ان یتلفظ بہا کذا فی النہر الفائق عالمگیری صفحہ ۱۹۵/۱ج ۷ اسرار صوم معلوم کرو کہ اکثر آدمی خدا کے احکام سے محض اسلئے بچتے ہیں کہ طبیعت بہیمی کا جوش اس کو کمال ذاتی کے حصول سے باز رکھتا ہے یعنی وہ جوش قوت بہیمیہ کو قوت ملکیہ کے تابع نہیں ہونے دیتا اس لئے قوت بہیمیہ کے خلاف اسکے دل میں نفرت اور بغض پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ وہ کوشش کرتا ہے کہ قوت بہیمیہ کے جوش کو توڑ دے چنانچہ اس کو توڑنے کے لئے اسے بجز اسکے کوئی چیز نہیں ملتی کہ وہ بھوکا اور پیاسا رہے مجامعت ترک کرے اپنی زبان، دل اور اعضاء کو روکے رہے انھیں امور سے وہ اپنے مرض جسمانی کا علاج ص

یا عربی میں یہ کہدے کہ بِصَومِ غَدٍ نَوَیتُ تو بھی کچھ حرج نہیں یہ بھی بہتر ہے **مسئلہ**(۴) اگر کسی نے دن بھر نہ تو کچھ کھایا نہ پیا صبح سے شام تک بھوکی پیاسی رہی لیکن دل میں روزہ کا ارادہ نہ تھا بلکہ بھوک نہیں لگی یا کسی اور وجہ سے کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تو اس کا روزہ نہیں ہوا اگر دل میں روزہ کا ارادہ کر لیتی تو روزہ ہو جاتا۔ **مسئلہ**(۵) شرع سے روزہ کا وقت صبح سے شروع ہوتا ہے اس لئے جب تک صبح نہ ہو کھانا پینا وغیرہ سب کچھ جائز ہے بعضی عورتیں پچھلے کو سحری کھا کر نیت کی دعا پڑھ کر لیٹ رہتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ اب نیت کر لینے کے بعد کچھ کھانا پینا نہ چاہئے یہ غلط خیال ہے جب تک صبح نہ ہو برابر کھا پی سکتی ہے چاہے نیت کر چکی ہو یا ابھی نہ کی ہو۔

باب دوم
رمضان شریف کے روزے کا بیان

مسئلہ(۱) رمضان شریف کے روزے کی اگر رات سے نیت کرلے تو بھی فرض ادا ہو جاتا ہے اور اگر رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ صبح ہو گئی تب بھی یہی خیال رہا کہ میں آج کا روزہ نہ رکھوں گی پھر دن چڑھے خیال آگیا کہ فرض چھوڑ دینا بڑی بات ہے اس لئے اب روزے کی نیت کر لی تب بھی روزہ ہو گیا لیکن اگر صبح کو کچھ کھا پی چکی ہو تو اب نیت نہیں کر سکتی۔ **مسئلہ**(۲) اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو دن کو ٹھیک دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے رمضان کے روزے کی نیت کر لینا درست ہے **مسئلہ**(۳) رمضان شریف کے روزے میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو اتنا سوچ لے کل میرا روزہ ہے بس اتنی ہی نیت سے بھی رمضان کا روزہ ادا ہو جاوے گا اگر نیت میں خاص یہ بات نہ آئی ہو کہ رمضان کا روزہ ہے یا فرض روزہ ہے تب بھی روزہ ہو جاوے گا **مسئلہ**(۴) رمضان کے مہینے میں اگر کسی نے یہ نیت کی کہ میں کل نفل کا روزہ رکھوں گی رمضان کا روزہ نہ رکھوں گی بلکہ اس روزہ کی پھر کبھی قضا رکھ لوں گی تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا اور نفل کا نہیں ہوا **مسئلہ**(۵) پچھلے رمضان کا روزہ قضا ہو گیا تھا اور پورا سال گذر گیا اب تک اس کی قضا نہیں رکھی پھر جب رمضان کا مہینہ آگیا تو اسی قضا کی نیت سے روزہ رکھا تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوگا اور قضا کا روزہ نہ ہوگا قضا کا روزہ رمضان کے بعد رکھے۔ **مسئلہ**(۶) کسی نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جاوے تو میں اللہ تعالیٰ کے دو روزے یا ایک روزہ رکھوں گی پھر جب رمضان کا مہینہ

وهو اليوم اي اليوم الشرعي من طلوع الفجر الى الغروب وهل المراد اول زمان الطلوع او انتشار الضوء فيه خلاف كالخلاف في الصلوة والاول احوط والثاني اوسع (رد المحتار ص ۱۱۰/ج۲) وفي عالمگيري ووقته حين يطلع الفجر الثاني وهو المستطير المنتشر في الافق الى غروب الشمس (ص ۱۹۴/ج۱) ۳ كلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر (الآية) ۴ و ۵ فيصح اداء صوم رمضان والنذر المعين والنفل بنية من الليل فلا تصح قبل الغروب ولا عنده الى الضحوة الكبرى لا بعدها ولا عندها اعتبارا لاكثر اليوم (رد المحتار ص ۱۱۶/ج۲) ۶ فيصح صوم رمضان والنذر المعين والنفل بنية من الليل الى الضحوة الكبرى وبمطلق النية اي من غير تقييد بوصف الفرض او الواجب او السنة وبنية نفل (رد المحتار ص ۱۱۶/ج۲) وفي عالمگيري جاز صوم رمضان والنذر المعين والنفل بنية ذلك اليوم (ص ۱۹۵/ج۱) ۷ و ۸ و ۹ فيصح صوم رمضان بنية نفل لعدم المزاحم وبخطاء في وصف كنية واجب آخر في اداء رمضان فقط لتعينه بتعيين الشارع اي في قوله عليه الصلوة والسلام اذا انسلخ شعبان فلا صوم الا رمضان (رد المحتار ص ۱۱۷/ج۲)

۱ وشرط صحتها الاداء النية والطهارة عن الحيض والنفاس (عالمگیری ص ۱۹۵/ج۱) ۲ هو الصوم امساك عن المفطرات حقيقة او حكما في وقت مخصوص

۵ مراد یہ صبح صادق ہے نہ کہ صبح کاذب ۲۰ **مسئلہ** ۵ اولیٰ یہ دیکھ لے کہ صبح صادق کتنے بجے ہوتی ہے پھر دیکھ لے کہ سورج کتنے بجے غروب ہوتا ہے۔

آیا تو اس نے اسی نذر کے روزہ رکھنے کی نیت کی رمضان کے روزے کی نیت نہیں کی تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا نذر کا روزہ ادا نہیں ہوا نذر کے روزے رمضان کے بعد پھر رکھے سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ رمضان کے مہینہ میں جب کسی روزے کی نیت کریگی تو رمضان ہی کا روزہ ہوگا کوئی اور روزہ صحیح نہ ہوگا مسئلہ(۷) شعبان کی انتیسویں تاریخ کو اگر رمضان شریف کا چاند نکل آوے تو صبح کو روزہ رکھو اور اگر نہ نکلے یا آسمان پر ابر ہو اور چاند نہ دکھائی دے تو صبح کو روزہ نہ رکھو، حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے بلکہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کے روزے شروع کرو مسئلہ(۸) انتیسویں تاریخ ابر کی وجہ سے رمضان شریف کا چاند نہیں دکھائی دیا تو صبح کو نفل روزہ بھی نہ رکھو ہاں اگر ایسا اتفاق پڑا کہ ہمیشہ پیر اور جمعرات یا کسی اور مقرر دن کا روزہ رکھا کرتی تھی اور کل وہی دن ہے تو نفل کی نیت سے صبح کو روزہ رکھ لینا بہتر ہے پھر اگر کہیں سے چاند کی خبر آگئی تو اسی نفل روزے سے رمضان کا فرض ادا ہو گیا اب اس کی قضا نہ رکھے مسئلہ(۹) بدلی کی وجہ سے انتیس تاریخ کو رمضان کا چاند نہیں دکھائی دیا تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک نہ کھاؤ نہ پیو اگر کہیں سے خبر آجاوے تو اب روزہ کی نیت کر لو اور اگر خبر نہ آئے تو کھاؤ پیو مسئلہ(۱۰) انتیسویں تاریخ چاند نہیں ہوا تو یہ خیال نہ کرو کہ کل کا دن رمضان کا تو ہے نہیں لاؤ میرے ذمہ جو پار سال کا ایک روزہ قضا ہے اس کی قضا ہی رکھ لوں یا کوئی نذر مانی تھی اس کا روزہ رکھ لوں اس دن قضا کا روزہ اور کفارہ کا روزہ اور نذر کا روزہ رکھنا بھی مکروہ ہے کوئی روزہ نہ رکھنا چاہیئے اگر قضا یا نذر کا روزہ رکھ لیا پھر کہیں سے چاند کی خبر آگئی تو بھی رمضان ہی کا روزہ ادا ہو گیا قضا اور نذر کا روزہ پھر سے رکھے اور اگر خبر نہیں آئی تو جس روزہ کی نیت کی تھی وہی ادا ہو گیا۔

چاند دیکھنے کا بیان

مسئلہ(۱) - اگر آسمان پر بادل ہے یا غبار ہے اس وجہ سے رمضان کا چاند نظر نہیں آیا لیکن ایک دیندار پرہیزگار سچے آدمی نے آکر گواہی دی کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے تو چاند کا ثبوت ہو گیا ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو مسئلہ(۲) اور اگر بدلی کی وجہ سے عید کا چاند نہ دکھائی دیا تو ایک شخص کی گواہی کا اعتبار نہیں ہے چاہے جتنا بڑا معتبر آدمی ہو بلکہ جب دو معتبر اور پرہیزگار مرد یا ایک دیندار مرد اور دو دیندار عورتیں اپنے چاند دیکھنے کی گواہی دیویں تب چاند کا ثبوت ہوگا اور اگر چار عورتیں گواہی دیں تو بھی قبول نہیں مسئلہ(۳) جو آدمی دین کا پابند نہیں برابر گناہ کرتا رہتا ہے مثلاً

ﻟﮧ وینبغی للناس ان یلتمسوا الھلال فی الیوم التاسع والعشرین من شعبان فان رأوہ صاموا وان غم علیھم اکملوا عدۃ شعبان ثلثین یوما ثم صاموا لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم الھلال فاکملوا عدۃ شعبان ثلثین یوما (ہدایہ ج ۱ ص ۱۹۳) ﻟﮧ ولا یصومون یوم الشک الا تطوعا لقولہ علیہ السلام لا یصام الیوم الذی یشک فیہ انہ من رمضان الا تطوعا ہدایہ ص ۱۹۳ ﻟﮧ المتنفل یوم الشک ہو ما استوی فیہ طرف العلم والجہل وذا بان غم ہلال رمضان فی الیوم التاسع والعشرین فیقع الشک فی الیوم الثلثین انہ من شعبان او رمضان فصل لمن وافق صوما یعتادہ او لمن صام ثلاثۃ ایام او اکثر آخر شعبان ولا تکمیل شعبان عن کالقاضی والمفتی من العلماء ویفطر غیرہم بعد نصف النہار ان نوی یوم الشک وجبا (شرح نقایہ ص ۱۷۰ ج ۱ وہدایہ ص ۱۹۴ ج ۱) ﻟﮧ فان ظہر ان ذلک رمضان لوجود النیۃ وان ظہر انہ من شعبان فان کان نوی رمضان کان تطوعا شرح نقایہ ص ۱۷۰ ج ۱ ﻟﮧ والمختار ان یصوم المفتی بالتطوع بنفسہ اخذا بالاحتیاط ویفتی العامۃ بالتلوم الی وقت الزوال ثم بالافطار للتہمۃ (ہدایہ ص ۱۹۴ ج ۱) ﻟﮧ وان کان نوی واجبا غیر رمضان قیل یکرہ تطوعا لانہ منہی عنہ فلا یتادی بہ الواجب وقیل یجزیہ عن الذی نواہ وہو الاصح (شرح نقایہ ص ۱۷۰ ج ۱) بقیہ مضمون صفحہ پانچ پر

بقیہ مضمون صفحہ پانچ پر

نماز نہیں پڑھتا یا روزہ نہیں رکھتا یا جھوٹ بولا کرتا ہے یا اور کوئی گناہ کرتا ہے شریعت کی پابندی نہیں کرتا تو شرع میں اس کی بات کا کچھ اعتبار نہیں ہے چاہے جتنی قسمیں کھا کر کے بیان کرے بلکہ ایسے اگر دو تین آدمی ہوں ان کا بھی اعتبار نہیں مسئلہ (۴) یہ جو مشہور ہے کہ جس دن رجب کی چوتھی اس دن رمضان کی پہلی ہوتی ہو شریعت میں اس کا بھی کچھ اعتبار نہیں ہے اگر چاند نہو تو روزہ نہ رکھنا چاہئے مسئلہ (۵) چاند دیکھکر یہ کہنا کہ چاند بہت بڑا ہے کل کا معلوم ہوتا ہے بُری بات ہے حدیث میں آیا ہے کہ یہ قیامت کی نشانی ہے کہ جب قیامت قریب ہو گی تو لوگ ایسا کہا کریں گے خلاصہ یہ کہ چاند کے بڑے چھوٹے ہونے کا بھی کچھ اعتبار نہ کرو نہ ہندوؤں کی اس بات کا اعتبار کرو کہ آج دوج ہے آج ضرور چاند ہے شریعت سے یہ سب باتیں واہیات ہیں مسئلہ (۶) اگر آسمان بالکل صاف ہو تو دو چار آدمیوں کے کہنے اور گواہی دینے سے بھی چاند ثابت نہ ہو گا چاہے رمضان کا چاند ہو چاہے عید کا البتہ اگر اتنی کثرت سے لوگ اپنا چاند دیکھ لینا بیان کریں کہ دل گواہی دینے لگے کہ یہ سب کے سب بات بنا کر نہیں آئے ہیں اتنے لوگوں کا جھوٹا ہونا کسی طرح نہیں ہو سکتا تب چاند ثابت ہو گا مسئلہ (۷) شہر بھر میں یہ خبر مشہور ہے کہ کل چاند ہوا بہت لوگوں نے دیکھا لیکن بہت تلاش کیا پھر بھی کوئی ایسا آدمی نہیں ملتا جس نے خود چاند دیکھا ہو تو ایسی خبر کا کچھ اعتبار نہیں ہے مسئلہ (۸) کسی نے رمضان شریف کا چاند اکیلے دیکھا سوائے اس کے شہر بھر میں کسی نے نہیں دیکھا لیکن شرع کی پابند نہیں ہے تو اس کی گواہی سے شہر والے تو روزہ نہ رکھیں لیکن خود یہ روزہ رکھے اور اگر اس اکیلی دیکھنے والی نے تیس روزے پورے کر لئے لیکن ابھی عید کا چاند نہیں دکھائی دیا تو اکتیسواں روزہ بھی رکھے اور شہر والوں کی ساتھ عید کرے مسئلہ (۹) اگر کسی نے عید کا چاند اکیلے دیکھا اس لئے اس کی گواہی کا شریعت نے اعتبار نہیں کیا تو اس اکیلے دیکھنے والے آدمی کو بھی عید کرنا درست نہیں ہے صبح کو روزہ رکھے اور اپنے چاند دیکھنے کا اعتبار نہ کرے اور روزہ نہ توڑے۔

باب	قضا روزے کا بیان	چہارم

مسئلہ (۱) جو روزے کسی وجہ سے جاتے رہے ہوں رمضان کے بعد جہاں تک جلدی ہو سکے انکی قضا رکھ لے دیر نہ کرے بے وجہ قضا رکھنے میں دیر لگانا گناہ ہے مسئلہ (۲) روزے کی قضا میں دن تاریخ مقرر کر کے قضا کی نیت کرنا کہ فلاں تاریخ کے روزے کی قضا رکھتی ہوں یہ ضروری نہیں ہے

(بقیہ صفحہ چار کا) ۱۶ وقبل خبر عدل ولو قنا او امرأۃ للصوم فقط مع غیم بنت الرویۃ او دخان او غبار (شرح نقایہ ص ۱۶۱ ج ۱) وفی الہدایۃ جلا کان او امرأۃ حرا کان او عبدا (ہدایہ ص ۱۹۰ ج ۱) ۵ واذا کان بالسماء علۃ لم تقبل فی ہلال الفطر الا شہادۃ رجلین او رجل وامرأتین (ہدایہ ص ۱۹۱ ج ۱) ۵ وقید بالعدل لان الفاسق لا تقبل خبرہ فی الدیانات التی یمکن تلقیہا من العدل (شرح نقایہ ص ۱۶۱ ج ۱) وفی البحر ولو تعدد کفاسقین فکثیر (ص ۲۸۶ ج ۲) و فی البحر ایضا واعلم ان ان کان من باب الدیانات فیکتفی فیہ بخبر الواحد العدل کہلال رمضان وما کان من حقوق العباد وفیہ الزام محض کالبیوع والاملاک فشرطہ العدد والعدالۃ ولفظ الشہادۃ مع باقی شروطہا ومنہ الفطر الا ان یکون الملزم بہ غیر مسلم (ص ۲۸۸ ج ۲) مضمون صفحہ ۱ او ۲ ۵ ولا عبرۃ بقول الموقتین ولو عدولا علی المذہب (رد المحتار ص ۱۲۵ ج ۲) ان الشارع لم یعتمد الحساب بل الغاہ بالکلیۃ لقولہ نحن امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب الشہر ہکذا وہکذا (رد المحتار ص ۱۲۶ ج ۲) ۳ ۵ وقیل بلا علۃ جمع عظیم ای شرط القبول عند عدم علۃ فی السماء لہلال الصوم او الفطر او غیرہما فلا یقبل خبر الواحد)

یقع العلم الشرعی بخبرہم وہو مفوض الی رای الامام من غیر تقدیر بہ (رد المحتار ص ۱۲۶ ج ۲ وہدایہ ص ۱۹۵ ج ۱) ۴ ۵ قال الرحمتی معنی الاستفاضۃ ان تاتی من تلک البلدۃ جماعات متعددون کل منہم یخبر عن اہل باقی صفحہ ۶ پر

بلکہ جتنے روزے قضا ہوا تنے ہی روزے رکھ لینا چاہئے البتہ اگر دو رمضان کے کچھ کچھ روزے قضا
ہوگئے اس لئے دونوں سال کے روزوں کی قضا رکھنا ہے تو سال کا مقرر کرنا ضروری ہے یعنی
اس طرح نیت کرے کہ فلاں سال کے روزوں کی قضا رکھتی ہوں **مسئلہ (۳)** قضا روزے میں رات
سے نیت کرنا ضروری ہے اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو قضا صحیح نہیں ہوئی بلکہ وہ روزہ نفل ہوگیا
قضا کا روزہ پھر سے رکھے **مسئلہ (۴)** کفارے کے روزے کا بھی یہی حکم ہے کہ رات سے نیت
کرنا چاہئے اگر صبح ہونے کے بعد نیت کی تو کفارے کا روزہ صحیح نہیں ہوا **مسئلہ (۵)** جتنے روزے
قضا ہوگئے ہیں چاہے سب ایک دم سے رکھ لیوے چاہے تھوڑے تھوڑے کرکے رکھے دونوں
باتیں درست ہیں **مسئلہ (۶)** اگر رمضان کے روزے ابھی قضا نہیں رکھے اور دوسرا رمضان
آگیا تو خیر اب رمضان کے ادا روزے رکھے اور عید کے بعد قضا رکھے لیکن اتنی دیر کرنا بری
بات ہے **مسئلہ (۷)** رمضان کے مہینے میں دن کو بیہوش ہوگئی اور ایک دن سے زیادہ بیہوش
رہی تو فقط دو دن کے روزے قضا رکھے جس دن بیہوش ہوئی اس ایک دن کی قضا واجب
نہیں کیونکہ اس دن کا روزہ بوجہ نیت کے درست ہوگیا ہاں اگر اس دن روزے سے نہ تھی یا اس
دن حلق میں کوئی دوا ڈالی گئی اور وہ حلق سے اتر گئی تو اس دن کی قضا بھی واجب ہے **مسئلہ (۸)** اور اگر رات
کو بیہوش ہوئی تب بھی جس رات کو بیہوش ہوئی اس ایک دن کی قضا واجب نہیں ہے باقی اور جتنے
دن بیہوش رہی سب کی قضا واجب ہے ہاں اگر اس رات کو صبح کا روزہ رکھنے کی نیت نہ تھی یا
صبح کو کوئی دوا حلق میں ڈالی گئی تو اس دن کا روزہ بھی قضا رکھے **مسئلہ (۹)** اگر سارے رمضان
بھر بیہوش رہے تب بھی قضا رکھنا چاہئے یہ نہ سمجھے کہ سب روزے معاف ہوگئے البتہ اگر
جنون ہوگیا اور پورے رمضان بھر سٹرن دیوانی رہی تو اس رمضان کے کسی روزے کی قضا
واجب نہیں اور اگر رمضان شریف کے مہینے میں کسی دن جنون جاتا رہا اور عقل ٹھکانے ہوگئی
تو اب سے روزے رکھنا شروع کرے اور جتنے روزے جنون میں گئے ان کی قضا بھی رکھے ۔

بقیہ مضمون صفحہ پانچ
تلک البلدة انہم صاموا عن
رویتہ لا مجرد الشیوع من غیر
علم بمن اشاعہ کما قد تشیع اخبار
یتحدث بہا سائر اہل البلدة
ولا یعلم من اشاعہا فمثل ہذا
لا ینبغی ان یسمع فضلا عن ان
یثبت بہ حکم (در مختار ۱۲۹)
۵ ومن رای ہلال رمضان
وحدہ صام وان لم یقبل الامام
شہادتہ لقولہ علیہ السلام صوموا
لرویتہ وافطروا لرویتہ (ہدایہ ۱۹۵)
۶ ولو اکمل ہذا الرجل ثلثین
یوما لم یفطر الا مع الامام لان
الوجوب علیہ للاحتیاط (ہدایہ)
۷ ومن رای ہلال الفطر
وحدہ لم یفطر احتیاطا (ہدایہ)
وفی عالمگیری رجل رای
ہلال الفطر وشہد ولم تقبل
شہادتہ کان علیہ ان یصوم
(شامی ۱۹۸) ۸ وقضاء
رمضان ان شاء فرقہ وان
شاء تابعہ لاطلاق النص لکن
المستحب المتابعة مسارعة
الی اسقاط الواجب (ہدایہ)
۹ ولو نواہ قضاء رمضان
ولم یعین الیوم صح ولو عن رمضانین
کقضاء الصلوة صح ایضا و
ان لم ینو فی الصلوة اول صلوة
علیہ او آخر صلوة علیہ کذا فی الکنز
قال المصنف قال الزیلعی
والاصح اشتراط التعیین فی
الصلوة وفی رمضانین (شرح

باب	نذر کے روزے کا بیان	پنجم

مسئلہ (۱) جب کوئی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا واجب ہے اگر نہ رکھے گی تو گنہگار ہوگی **مسئلہ (۲)**
نذر دو طرح کی ہے ایک تو یہ کہ دن تاریخ مقرر کرکے نذر مانی کہ یا اللہ اگر آج فلاں کام ہو جاوے
تو کل ہی تیرا روزہ رکھوں گی یا یوں کہا کہ یا اللہ اگر میری فلاں مراد پوری ہو جاوے تو پرسوں جمعہ

تنویر مسائل شتی باب قضاء الفوائت مضمون صفحہ ہذا ۷ جس روز بیہوش ہوئی اس دن کا روزہ ہوگیا کیونکہ وہ صحیح نیت کے ساتھ تھا اگر ایک روز سے زیادہ بیہوش رہی تو دو دن

کے دن روزہ رکھوں گی ایسی نذر میں اگر رات سے روزہ کی نیت کرے تو بھی درست ہے اور اگر رات سے نیت نہ کی تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے نیت کر لیوے یہ بھی درست ہے نذر ادا ہو جاوے گی **مسئلہ (۳)** جمعہ[1] کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی اور جب جمعہ آیا تو بس اتنی نیت کر لی کہ آج میرا روزہ ہے یہ مقرر نہیں کیا کہ یہ نذر کا روزہ ہے یا کہ نفل کی نیت کر لی تب بھی نذر کا روزہ ادا ہو گیا۔ البتہ[2] اس جمعہ کو اگر قضا روزہ رکھ لیا اور نذر کا روزہ رکھنا یاد نہ رہا یا یاد تو تھا مگر قصداً قضا کا روزہ رکھا تو نذر کا روزہ ادا نہ ہو گا بلکہ قضا کا روزہ ہو جاوے گا نذر کا روزہ پھر رکھے۔ **مسئلہ (۴)** اور[3] دوسری نذر یہ ہے کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر نہیں مانی بس اتنا ہی کہا یا اللہ اگر میرا فلاں کام ہو جاوے تو ایک روزہ رکھوں گی یا کسی کام کا نام نہیں لیا ویسے ہی کہہ دیا کہ پانچ روزے رکھوں گی ایسی نذر میں رات سے نیت کرنا شرط ہے اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو نذر کا روزہ نہیں ہوا بلکہ وہ روزہ نفل ہو گیا۔

ششم	نفل روزے کا بیان	باب

مسئلہ (۱) نفل[4] روزے کی نیت اگر یہ مقرر کر کے کرے کہ میں نفل کا روزہ رکھتی ہوں تو بھی صحیح ہے اور اگر فقط اتنی نیت کرے کہ میں روزہ رکھتی ہوں تب بھی صحیح ہے۔ **مسئلہ (۲)** دوپہر[5] سے ایک گھنٹہ پہلے تک نفل کی نیت کر لینا درست ہے تو اگر دس بجے دن تک مثلاً روزہ رکھنے کا ارادہ تھا لیکن ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں پھر جی میں آ گیا اور روزہ رکھ لیا تو بھی درست ہے **مسئلہ (۳)** رمضان[6] شریف کے مہینہ کے سوا جس دن چاہے نفل کا روزہ رکھے جتنے زیادہ رکھے گی زیادہ ثواب پاوے گی البتہ عید کے دن اور بقر عید کی دسویں گیارہویں بارہویں اور تیرہویں سال بھر میں فقط پانچ دن روزے رکھنے حرام ہیں اس کے سوا سب روزے درست ہیں۔ **مسئلہ (۴)** اگر[7] کوئی شخص عید کے دن روزہ رکھنے کی منت مانے تب بھی اس دن کا روزہ درست نہیں اس کے بدلے کسی اور دن رکھ لیوے **مسئلہ (۵)** اگر کسی نے یہ منت مانی کہ میں پورے سال کے روزے رکھوں گی سال میں کسی دن کا روزہ بھی نہ چھوڑوں گی تب بھی یہ پانچ روزے نہ رکھے[8] باقی سب رکھ لے پھر ان پانچ روزوں کی قضا رکھ لیوے **مسئلہ (۶)** نفل[9] کا روزہ نیت کرنے سے واجب ہو جاتا ہے سو اگر صبح[10] کو یہ نیت کی کہ آج میرا روزہ ہے پھر اس کے بعد توڑ دیا تو اب اس کی قضا رکھے **مسئلہ (۷)** کسی[11] نے رات کو ارادہ کیا کہ میں کل روزہ رکھوں گی لیکن پھر صبح[12] ہونے سے پہلے ارادہ بدل گیا اور روزہ نہیں رکھا تو قضا واجب نہیں **مسئلہ (۸)**

---

[1] ویصح ایضاً کل اداء رمضان والنذر المعین بمطلق النیۃ من غیر تقیید بوصف المعیار فیقع عن النذر معتبرۃ بایجاب الله تعالیٰ وبنیۃ النفل لعینه مراقی صفحہ ۱۰۶

[2] ویصح النذر المعین زمانہ بنیۃ واجب غیرہ بل یقع عما نواہ من الواجب فیہ (مراقی صفحہ ۱۰۶ عالمگیری صفحہ ۱۹۶)

[3] وما القسم الثانی وھو مایشترط لہ تعیین النیۃ وتبییتہا فھو قضاء رمضان وقضاء ما افسدہ من نفل وصوم الکفارات بانواعہا والنذر المطلق عن تقییدہ بزمان کقولہ لله علی صوم یوم (مراقی صفحہ ۱۰۶)

[4] دیکھو حاشیہ صفحہ ہذا نمبر ۱

[5] والنفل کلہ یجوز بنیۃ قبل الزوال (ہدایہ صفحہ ۱۹۳ جلد ۱)

[6] ویلزم النفل بالشروع الا فی الایام المنہیۃ عن صومہا ای یوم الفطر والاضحی مع ثلاث بعدہ وھی ایام التشریق ولابی حنیفۃ ان صیام ہذہ الایام منہی عنہ فلا یجب اتمامہ بل یجب افسادہ ووجوب القضاء مبنی علی وجوب الاتمام (شرح نقایہ صفحہ ۱۷۸ جلد ۱)

[7] واذا قال لله علی صوم یوم النحر افطر وقضی (صفحہ ۲۰۶ جلد ۱ وبحر صفحہ ۳۱۵ جلد ۲)

[8] ولو قال لله علی صوم ہذہ السنۃ افطر یوم الفطر ویوم النحر وایام التشریق وقضاہا ہدایہ صفحہ ۲۰۶ جلد ۱ وبحر صفحہ ۳۱۵ جلد ۲)

[9] ویلزم النفل بالشروع فیجب قضاؤہ ان افسدہ (شرح نقایہ صفحہ ۱۷۸ جلد ۱)

[10] یہاں صبح کہنے کا مقصد صبح صادق کہنا ہے جس سے

[11] ولو نوی من اللیل ثم رجع عن نیتہ قبل طلوع الفجر صح رجوعہ فی الصیامات کلہا کذا فی السراج الوہاج (عالمگیری صفحہ ۱۹۵ جلد ۱)

بے شوہر کی اجازت کے نفل روزہ رکھنا درست نہیں اگر بے اجازت روزہ رکھ لیا تو اس کے تڑوانے سے توڑ دینا درست ہے پھر جب وہ کہے تب اس کی قضا رکھے مسئلہ (۹) کسی کے گھر مہمان گئی یا کسی نے دعوت کردی اور کھانا نہ کھانے سے اس کا جی برا ہوگا دل شکنی ہوگی تو اس کی خاطر سے نفل روزہ توڑ دینا درست ہے اور مہمان کی خاطر سے گھروالی کو بھی توڑ دینا درست ہے مسئلہ (۱۰) کسی نے عید کے دن نفل روزہ رکھ لیا اور نیت کرلی تب بھی توڑ دے اور اس کی قضا رکھنا بھی واجب نہیں مسئلہ (۱۱) محرم کی دسویں تاریخ روزہ رکھنا مستحب ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی یہ روزہ رکھے اس کے گذرے ہوئے ایک سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں مسئلہ (۱۲) اسی طرح بقر عید کی نویں تاریخ روزہ رکھنے کا بھی بڑا ثواب ہے اس سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور اگر شروع چاند سے نویں تک برابر روزہ رکھے تو بہت ہی بہتر ہے مسئلہ (۱۳) شب برات کی پندرہویں اور عید کے چھ دن نفل روزہ رکھنے کا بھی اور نفلوں سے زیادہ ثواب ہے مسئلہ (۱۴) اگر ہر مہینے کی تیرہویں۔ چودہویں۔ پندرہویں تین دن روزہ رکھ لیا کرے تو گویا اس نے سال بھر برابر روزے رکھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ تین روزے رکھا کرتے تھے ایسے ہی ہر دوشنبہ و جمعرات کے دن بھی روزہ رکھا کرتے تھے اگر کوئی ہمت کرے تو ان کا بھی بہت ثواب ہے۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور جن سے ٹوٹ جاتا ہے اور قضا یا کفارہ لازم آتا ہے انکا بیان

باب	قضا یا کفارہ لازم آتا ہے انکا بیان	ہفتم

مسئلہ (۱) اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھالیوے یا پانی پیوے یا بھولے سے خاوند سے ہمبستر ہوجاوے تو اس کا روزہ نہیں گیا اگر بھول کر پیٹ بھر بھی کھاپی لیوے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا اگر بھول کر کئی دفعہ کھاپی لیا تب بھی روزہ نہیں گیا مسئلہ (۲) ایک شخص کو بھول کر کچھ کھاتے پیتے دیکھا تو اگر وہ اس قدر طاقت دار ہے کہ روزہ سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی تو روزہ یاد دلا دینا واجب ہے اور اگر کوئی ناطاقت ہو کہ روزے سے تکلیف ہوتی ہے اس کو یاد نہ دلاوے کھانے دیوے

(بحر صفحہ ۲۹۲ مراقی صفحہ ۱۱۴ عالمگیری صفحہ ۲۰۳)

ف ا ویکرہ ان تصوم المرأۃ تطوعا بغیر اذن زوجہا الا ان یکون مریضا او صائما او محرما بحج او عمرۃ تقضی المرأۃ اذا اذن لہا زوجہا او بانت (عالمگیری صفحہ ۲۰۱ ج ۱ رد المختار صفحہ ۱۶۶ ج ۲ و مراقی صفحہ ۱۰۶) ف ۳ والضیافۃ عذر للضیف والمضیف ان کان صاحبہا ممن لا یرضی بمجرد حضورہ یتاذی بترک الافطار الا لا ہو الصحیح من المذہب رد المختار صفحہ ۱۶۶ ج ۲ و بحر صفحہ ۳۰۹ ج ۲ ف ۳ دیکھو حاشیہ ج ۲ صفحہ ۲ ف ۴ ان السنۃ ما واظب علیہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم و خلفاؤہ من بعدہ وہی قسمان سنۃ الہدی و ترکہا یوجب الاسیارۃ والکراہۃ کالجماعۃ والاذان والسنۃ الزوائد کسیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لباسہ وقیامہ وقعودہ ولا یوجب ترکہا کراہۃ والظاہر ان صوم عاشوراء من القسم الثانی بل سماہ فی الخانیۃ

مستحبا فقال یستحب ان یصوم یوم عاشوراء بصوم یوم قبلہ او یوم بعدہ لیکون مخالفا لاہل الکتاب ونحوہ فی البدائع بل تقتضی ما ورد من ان صومہ کفارۃ للسنۃ الماضیۃ وصوم عرفۃ کفارۃ للماضیۃ والمستقبلۃ کون صوم عرفۃ آکد منہ والا لزم ان یکون المستحب افضل من السنۃ وہو خلاف الاصل (رد المختار صفحہ ۱۱۳ ج ۲) ف ۵ ویستحب صوم تسعۃ ایام من اول ذی الحجۃ کذا فی السراج الوہاج (عالمگیری صفحہ ۲۰۱ ج ۱) ف ۶ المرغوبات من الصیام انواع اولہا صوم المحرم الثانی صوم رجب والثالث صوم شعبان وصوم عاشوراء عالمگیری صفحہ ۲۰۲ ج ۱ واما المندوب فہو صوم ثلاثۃ ایام من کل شہر لیکون کصیام جمیعہ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا ویندب کونہا ای الثلاثۃ الایام البیض وہی الثالث عشر والرابع عشر والخامس عشر سمیت بذلک لتکامل ضوء الہلال وشدۃ البیاض لما فی ابی داؤد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرنا ان نصوم البیض ثلاث عشرۃ واربع عشرۃ وخمس عشرۃ قال وقال ہو کہیئۃ الدہر ای صیام الدہر ومن ہذا القسم صوم یوم الاثنین ویوم الخمیس ومنہ صوم ست من شہر شوال (مراقی صفحہ ۱۰۶)

ف ۷ فان اکل الصائم او شرب او جامع ناسیا لم یفطر بحر صفحہ ۲۹۱ ج ۲ و ہدایہ صفحہ ۱۹۶ ج ۲ و عالمگیری صفحہ ۲۰۶ ج ۱، ف ۸ بشرطیکہ شوہر مکان پر موجود نہ ہو تو اجازت کی ضرورت ہی نہیں ۱۲ ف ۵ بشرطیکہ میزبان کے شریک طعام نہ ہونے سے مہمانوں کی دل شکنی ہوتی ہو ۱۲

نوٹ: مسئلہ نمبر ۳ صفحہ ۵۸ پر درج کیا گیا۔ مسئلہ (۴) دن کو سرمہ لگانا تیل لگانا خوشبو سونگھنا درست ہے اس سے روزے میں کچھ نقصان نہیں آتا چاہے جس وقت ہو بلکہ اگر سرمہ لگانے کے بعد تھوک میں یا رینٹھ میں سرمہ کا رنگ دکھائی دے تو بھی روزہ نہیں گیا نہ مکروہ ہوا

نوٹ: مسئلہ نمبر ۵ صفحہ ۵۸ پر درج کیا گیا ہے۔

مسئلہ (۶) حلق[۲] کے اندر مکھی چلی گئی یا آپ ہی آپ دھواں چلا گیا یا گرد و غبار چلا گیا تو روزہ نہیں گیا البتہ اگر قصداً ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا مسئلہ (۷) لوبان[۳] وغیرہ کوئی دھونی سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ جاتا رہا اسی طرح حقہ پینے سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے۔ البتہ اس دھونیں کے سوا عطر کیوڑہ گلاب پھول وغیرہ اور خوشبو سونگھنا جس میں دھواں نہ ہو درست ہے مسئلہ (۸) دانتوں[۴] میں گوشت کا ریشہ اٹکا ہوا تھا۔ یا ڈلی کا دھرا وغیرہ کوئی اور چیز تھی اس کو خلال سے نکال کر کھا گئی لیکن منہ سے باہر نہیں نکالا آپ ہی آپ حلق میں چلی گئی تو دیکھو اگر چنے سے کم ہے تب تو روزہ نہیں گیا اور اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو جاتا رہا البتہ اگر منہ سے باہر نکال لیا تھا پھر اس کے بعد نگل گئی تو ہر حال میں روزہ ٹوٹ گیا چاہے وہ چیز چنے کے برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔ مسئلہ (۹) تھوک[۵] نگلنے سے روزہ نہیں جاتا چاہے جتنا ہو۔ مسئلہ (۱۰) اگر[۶] پان کھا کر خوب کلی غرغرہ کر کے منہ صاف کر لیا۔ لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو اس کا کچھ حرج نہیں روزہ ہو گیا۔ (ق)

نوٹ: مسئلہ نمبر ۱۱ صفحہ ۵۸ پر درج کیا گیا ہے۔

مسئلہ (۱۲) ناک[۷] کو اتنے زور سے سڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اسی طرح منہ کی رال سڑک کر کے نگل جانے سے روزہ نہیں جاتا مسئلہ (۱۳) منہ[۸] میں پان دبا کر سو گئی اور صبح ہو جانے کے بعد آنکھ کھلی تو روزہ نہیں ہوا قضا رکھے اور کفارہ واجب نہیں مسئلہ (۱۴) کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں مسئلہ (۱۵) آپ[۹] ہی آپ قے ہو گئی تو روزہ نہیں گیا چاہے تھوڑی سی قے ہوئی یا زیادہ البتہ اگر اپنے اختیاری قے کی اور بھر منہ قے ہوئی تو روزہ جاتا رہا اور اگر اس سے تھوڑی ہو تو خود کرنے سے بھی نہیں گیا مسئلہ (۱۶) تھوڑی سی قے آئی پھر آپ ہی آپ حلق میں لوٹ گئی تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا البتہ اگر قصداً

---

۱ اودھن لا یفسد صومہ او اکتحل ولو وجد طعمہ ای طعم الکحل فی حلقہ ولونہ فی بزاقہ او نخامتہ فی الاصح وھو قول الاکثر وسواء کان طیبا او غیرہ وتقیید مسئلۃ الاکتحال بدہن الشارب الا تفاق انہ یکرہ للصائم شم رائحۃ المسک والورد ونحوہ مما لا یکون جوہراً متصلا کالدخان (مراقی ص ۱۱۰ ورد المختار ص ۱۳۳-۱۳۴ ج ۲)...

۲ او دخل حلقہ غبار او ذباب او دخان ولو ذاکرا استحسانا لعدم امکان التحرز عنہ ومفادہ انہ لو ادخل حلقہ الدخان افطر ای دخان کان ولو عوداً او عنبراً لو ذاکراً لا مکان التحرز عنہ (رد المختار ص ۱۳۳ ج ۲ ومراقی ص ۱۱۰ وشرح نقایہ ص ۱۴۵ ج ۱)

۳ ... الا دخل حتی لو تبخر بخورہ فآواہ فی نفسہ واشتمہ ذاکرا الصومہ افطر لامکان التحرز عنہ (رد المختار ص ۱۳۳ ج ۲)

۴ ولو اکل لحما بین اسنانہ ان مثل حمصۃ فاکثر قضی فقط وفی اقل منہا لا یفطر الا اذا اخرجہ من فمہ فاکلہ ولا کفارۃ (رد المختار ص ۱۵۳ ج ۲ ومراقی ص ۱۱۱ وشرح نقایہ ص ۱۴۷ ج ۱)

۵ وفی الحجۃ سئل ابراہیم عمن ابتلع بلغما قال ان کان اقل من ملء فیہ لا ینقض اجماعا وان کان ملء فیہ ینقض صومہ عند ابی یوسف وعند ابی حنیفۃ لا ینقض (مراقی ص ۱۱۰)

۶ او بقی بلل فی فیہ بعد المضمضۃ وابتلعہ مع الریق کطعم ادویۃ ومص اہلیلج بخلاف نحو سکر (رد المختار ص ۱۳۴ ج ۲)

۷ دخل انفہ مخاط فاستنشقہ عمداً وابتلعہ لا یفسد صومہ (مراقی ص ۱۱۱)

۸ وان افطر خطا کان تمضمض فسبقہ الماء او شرب نائما قضی فقط ای بدون کفارۃ (رد المختار بحذف ص ۱۳۹ ...)

لوٹا لیتی تو روزہ ٹوٹ جاتا

مسئلہ (۱۷) کسی[1] نے کنکر یا لوہے کا ٹکڑا وغیرہ کوئی ایسی چیز کھا لی جس کو نہیں کھایا کرتے اور نہ اس کو کوئی بطور دوا کے کھاتا ہے تو اس کا روزہ جاتا رہا۔ لیکن اس پر کفارہ واجب نہیں اور اگر ایسی چیز کھائی یا پی جس کو لوگ کھایا کرتے ہیں یا کوئی ایسی چیز ہے کہ یوں تو نہیں کھاتے لیکن بطور دوا کے ضرورت کے وقت کھاتے ہیں تو بھی روزہ جاتا رہا اور قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

نوٹ مسئلہ نمبر ۱۸ و ۱۹ صفحہ ۹ پر درج کیا گیا ہے

مسئلہ (۲۰) روزے[2] کے توڑنے سے کفارہ جب ہی لازم آتا ہے جب کہ رمضان شریف میں روزہ توڑ ڈالے اور رمضان شریف کے سوا اور کسی روزے کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا چاہے جس طرح توڑے اگرچہ وہ رمضان کی قضا ہی کیوں نہ ہو البتہ[3] اگر اس روزے کی نیت رات سے نہ کی ہو یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن حیض آ گیا ہو تو اس کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں

مسئلہ (۲۱) کسی[4] نے روزے میں ناس لیا یا کان میں تیل ڈالا یا جلاب میں عمل لیا اور پینے کی دوا نہیں پی تب بھی روزہ جاتا رہا لیکن قضا واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں اور کان میں پانی ڈالا تو روزہ نہیں گیا۔

نوٹ مسئلہ نمبر ۲۲ و ۲۳ صفحہ ۵۹ پر درج کیا گیا ہے

مسئلہ (۲۴) منہ[5] سے خون نکلتا ہے اس کو تھوک کے ساتھ نگل گئی تو روزہ ٹوٹ گیا البتہ اگر تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ (۲۵) اگر زبان سے کوئی[6] چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کسی کا شوہر بڑا بدمزاج ہو اور یہ ڈر ہو کہ اگر سالن میں نمک پانی درست نہ ہوا تو ناک میں دم کر دے گا اسکو نمک چکھ لینا درست ہے اور مکروہ نہیں۔

مسئلہ (۲۶) اپنے[7] منہ سے چبا کر چھوٹے بچے کو کوئی چیز کھلانا مکروہ ہے البتہ اگر اس کی ضرورت پڑے اور مجبوری و ناچاری ہو جاوے تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ (۲۷) کوئلہ[8] چبا کر دانت مانجھنا اور منجن سے دانت مانجھنا مکروہ ہے اور اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جاوے گا تو روزہ جاتا رہے گا۔

ف۱ ومن ابتلع الحصاة او الحديد افطر ولا كفارة عليه ولو اكل ما يتغذى به او ما يتداوى به فعليه القضاء والكفارة (هدايه ص۱۹۹ ج۱) شرح نقایہ ص۱۷۳ ج۱

ف۲ ليس في افساد صوم غير رمضان كفارة (هدايه ص۲۰۰ ج۱ شرح نقایہ ص۱۷۲ ج۱)

ف۳ وانما يكفر ان نوى ليلا ولم يكن مكرها ولم يطرأ مسقط كمرض و حيض (رد المختار ص۱۵۱ ج۲)

ف۴ ومن احتقن او استعط او اقطر في اذنه افطر ولا كفارة عليه ولو اقطر في اذنيه الماء او دخلهما لا يفسد صومه (هدايه ص۲۰۰ ج۱)

ف۵ او خرج الدم من بين اسنانه ودخل حلقه يعني ولم يصل الى جوفه اما اذا وصل فان غلب الدم او تساويا فسد والا لا الا اذا وجد طعمه واستحسنه المصنف وهو ما عليه الاكثر (رد المحتار ص۱۳۴ ج۲ ۱۳۵)

ف۶ وكره ذوق شيء ومضغه بلا عذر كذا في الكنز ومن العذر في الاول ما لو كان زوج المرأة وسيدها سيئ الخلق فذاقت المرقة ومن العذر في الثاني ان لا تجد من يمضغ الطعام لصبيها من حائض او نفساء او غيرهما ممن لا يصوم ولم تجد طبيخا ولا لبنا حليبا (عالمگیری ص۱۹۹ ج۱) ورد المحتار ص۱۵۳ ج۲

ف۷ دیکھو حاشیہ مسئلہ ہذا

ف۸ شرح نقایہ ص۱۷۵ ج۱

اور مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے چاہے سوکھی مسواک ہو یا تازی اسیوقت کی توڑی ہوئی اگر نیب (یعنی نیم ۱۲) کی مسواک ہے اور اس کا کڑوا پن منھ میں معلوم ہوتا ہو تب بھی مکروہ نہیں ۔

نوٹ مسئلہ نمبر ۲۸ صفحہ ۵۹ پر درج کیا گیا ہے

مسئلہ (۲۹) کسی نے[۱] بھولے سے کچھ کھالیا اور یوں سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اسوجہ سے پھر قصداً کچھ کھالیا تو اب روزہ جاتا رہا فقط قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں **مسئلہ (۳۰)** کسی[۲] کو قے ہوئی اور وہ سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس گمان پر پھر قصداً کھالیا اور روزہ توڑ دیا تو بھی قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں **مسئلہ (۳۱)** اگر سرمہ[۳] لگایا فصد لی یا تیل ڈالا پھر سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر قصداً کھالیا تو قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں **مسئلہ (۳۲)** رمضان[۴] کے مہینے میں اگر کسی کا روزہ اتفاقاً ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی دن میں کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے سارے دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے ۔ **مسئلہ (۳۳)** کسی نے رمضان میں روزہ کی نیت ہی نہیں کی اس لئے کھاتی پیتی رہی اس پر کفارہ واجب نہیں کفارہ جب ہے کہ نیت کر کے توڑ دیوے

باب ہشتم　سحری کھانے اور افطار کرنے کا بیان

مسئلہ (۱) سحری[۵] کھانا سنت ہے اگر بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم سے کم دو تین چھوہارے ہی کھالیوے یا کوئی اور چیز تھوڑی بہت کھالیوے کچھ نہ سہی تو تھوڑا سا پانی ہی پی لیوے **مسئلہ (۲)** اگر کسی نے[۶] سحری نہ کھائی اٹھ کر ایک آدھ پان کھالیا تو بھی سحری کھانے کا ثواب مل گیا **مسئلہ (۳)** سحری[۷] میں جہانتک ہو سکے دیر کر کے کھانا بہتر ہے لیکن اتنی دیر نہ کرو کہ صبح ہونے لگے اور روزہ شبہ میں پڑ جاوے **مسئلہ (۴)** اگر سحری[۸] بڑی جلدی کھالی مگر اس کے بعد پان تمباکو چائے پانی دیر تک کھاتی پیتی رہی جب صبح ہونے میں تھوڑی دیر رہگئی تب کلی کر ڈالی تب بھی دیر کر کے کھانے کا ثواب مل گیا اور اس کا بھی وہی حکم ہے جو دیر کر کے کھانیکا حکم ہے **مسئلہ (۵)** اگر رات[۹] کو سحری کھانے کے لئے آنکھ نہ کھلی سب کے سب سو گئے تو بے سحری کھائے صبح کا روزہ رکھو سحری چھوٹ جانے سے روزہ چھوڑ دینا بڑی کم ہمتی کی بات اور بڑا گناہ ہے **مسئلہ (۶)** جب[۱۰] تک صبح نہ ہو اور فجر کا وقت نہ آوے جس کا بیان نمازوں کے وقت میں گذر چکا ہے تب تک سحری کھانا درست ہے اس کے بعد درست نہیں **مسئلہ (۷)** کسی کی دیر میں آنکھ کھلی اور یہ خیال ہوا کہ ابھی رات باقی ہے اس گمان پر سحری کھالی پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو جانے کے بعد سحری کھائی تھی تو روزہ نہیں ہوا قضا رکھے اور کفارہ واجب نہیں لیکن پھر بھی کچھ کھائے پیئے نہیں روزہ داروں کی طرح رہے اسی طرح اگر

---

[۱] ولو اکل او شرب او جامع ناسیا وظن ان ذلک فطرہ فاکل متعمداً الا کفارۃ علیہ (عالمگیری ص ۲۰۶/۱ہدایہ ص ۲۰۶/۱)

[۲] ولو ذرعہ القئ فظن انہ یفطرہ فافطر لا کفارۃ علیہ (عالمگیری ص ۲۰۶/۱)

[۳] واذا اکتحل او ادہن نفسہ او شاربہ ثم اکل متعمداً فعلیہ الکفارۃ (عالمگیری ص ۲۰۶/۱)

[۴] یجب علی الصحیح وقیل یستحب الامساک بقیۃ الیوم علی من فسد صومہ ولو بعذر ثم زال مراقی ص ۱۱۴

[۵] ویستحب السحور لما رواہ الجماعۃ الا ابا داؤد عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسحروا فان فی السحور برکۃ قیل المراد بالبرکۃ حصول التقوی علی صوم الغد او زیادۃ الثواب ورواہ احمد السحور کلہ برکۃ فلا تدعوہ ولو ان یجرع احدکم جرعۃ من ماء کان اللہ وملائکتہ یصلون علی المتسحر (رد المحتار ص ۱۵۷/۲ وبحر کذا فی ص ۳۱۵/۲)

[۶] دیکھو ۵

[۷] (ویستحب) تاخیرہ (ای السحور) ومحل الاستحباب ما اذا لم یشک فی بقاء اللیل فان شک کرہ الاکل فی الصحیح کما فی البدائع لحدیث ثلاث من اخلاق المرسلین تعجیل الافطار وتاخیر السحور والسواک (رد المحتار ص ۱۵۷/۲ وہدایہ ص ۲۰۵/۱)

[۸] دیکھو حاشیہ ۷ ص ۶۰

[۹] یہ

سورج ڈوبنے کے گمان سے روزہ کھول لیا پھر سورج نکل آیا تو روزہ جاتا رہا اسکی قضا کرے کفارہ واجب نہیں اور اب جب تک سورج نہ ڈوب جاوے کچھ کھانا پینا درست نہیں۔ **مسئلہ (۸)** اگر اتنی دیر ہوگئی کہ صبح ہو جانے کا شبہ پڑ گیا تو اب کچھ کھانا مکروہ ہے اور اگر ایسے وقت کچھ کھا لیا یا پانی پی لیا تو برا کیا اور گناہ ہوا پھر اگر معلوم ہوگیا کہ اس وقت صبح ہوگئی تھی تو اس روزے کی قضا رکھے اور اگر کچھ نہ معلوم ہو شبہ ہی شبہ رہ جاوے تو قضا رکھنا واجب نہیں ہے لیکن احتیاط کی بات یہ ہے کہ اس کی قضا رکھ لیوے۔ **مسئلہ (۹)** مستحب یہ ہے کہ جب سورج یقیناً ڈوب جاوے تو ترت روزہ کھول ڈالی دیر کر کے روزہ کھولنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ (۱۰)** بدلی کے دن ذرا دیر کر کے روزہ کھولو جب خوب یقین ہو جاوے کہ سورج ڈوب گیا ہوگا تب افطار کرو اور صرف گھڑی گھڑیال وغیرہ پر کچھ اعتماد نہ کرو جب تک تمہارا دل گواہی نہ دیدے کیونکہ گھڑی شاید کچھ غلط ہوگئی ہو بلکہ اگر کوئی اذان بھی کہدیوے لیکن ابھی وقت کے آنے میں کچھ شبہ ہے تب بھی روزہ کھولنا درست نہیں۔ **مسئلہ (۱۱)** چھوہارے سے روزہ کھولنا بہتر ہے یا اور کوئی میٹھی چیز ہو اس سے کھولے وہ بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کرے بعضی عورتیں اور بعضے مرد نمک کی کنکری سے افطار کرتے ہیں اور اسمیں ثواب سمجھتے ہیں یہ غلط عقیدہ ہے۔ **مسئلہ (۱۲)** جب تک سورج ڈوبنے میں شبہ رہے تب تک افطار کرنا جائز نہیں۔

باب	کفّارے کا بیان	نہم

مسئلہ (۱) رمضان شریف کے روزے توڑ ڈالنے کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے برابر لگاتار روزے رکھے تھوڑے تھوڑے کر کے روزے رکھنے درست نہیں اگر کسی وجہ سے بیچ میں دو ایک روزے نہیں رکھے تو اب پھر سے دو مہینے کے روزے رکھنے شروع کرے حیض کی وجہ سے جاتے رہے ہیں وہ معاف ہیں ان کے چھوٹ جانے سے کفارہ میں کچھ نقصان نہیں آیا لیکن پاک ہونے کے بعد ترت پھر روزے رکھنے شروع کرے اور ساٹھ روزے پورے کر لیوے۔ **مسئلہ (۲)** نفاس کی وجہ سے بیچ میں روزے چھوٹ گئے پورے روزے لگاتار نہیں رکھ سکی تو بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا سب روزے پھر سے رکھے۔ **مسئلہ (۳)** اگر دکھ بیماری کی وجہ سے بیچ میں کفارے کے کچھ روزے چھوٹ گئے تب بھی تندرست ہونے کے بعد پھر سے روزے رکھنے شروع کرے۔ **مسئلہ (۴)** اگر بیچ میں رمضان کا مہینہ آگیا تب بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا۔ **مسئلہ (۵)** اگر کسی کو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح شام پیٹ بھر کے کھانا کھلا دیوے جتنا ان کے پیٹ میں سماوے خوب تنکر کھا لیویں۔ **مسئلہ (۶)** ان مسکینوں

---

۵ وان کان اکبر رایہ انہ اکل والفجر طالع فعلیہ قضاؤہ عملاً بغالب الرای وفیہ الاحتیاط وعلی ظاہر الروایۃ لا قضاء علیہ لان الیقین لا یزول بالشک الا یشد ولو ظہر ان الفجر طالع لا کفارۃ علیہ فلو شک فی غروب الشمس لا یحل لہ الفطر لان الاصل ہو النہار ولو اکل فعلیہ القضاء عملاً بالاصل وان کان اکبر رایہ ان اکل قبل الغروب فعلیہ القضاء روایۃ واحدۃ لان النہار ہو الاصل ولو کان شاکا فیہ وتبین انہا لم تغرب ینبغی ان تجب الکفارۃ نظراً الی ما ہو الاصل وہو النہار (ہدایہ ج۱ ص۲۰۶ وبحر ج۲ ص۳۱۳)

۳ وفی ۶ ویستحب السحور وتاخیرہ وتعجیل الفطر الا فی یوم غیم ولا یفطر ما لم یغلب علی ظنہ غروب الشمس وان اذن المؤذنون (رد المحتار ج۲ ص۱۵۶-۱۵۷ وبحر ج۲ ص۳۱۵)

۴ عن انس انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یفطر علی رطبات قبل ان یصلی فان لم یکن رطبات فتمرات فان لم یکن تمرات حسا حسوات من ماء رواہ احمد وابو داؤد والترمذی (زیلعی ج۱ ص۳۴۳) وفی الترمذی عن انس ابن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وجد تمراً فلیفطر علیہ ومن لا فلیفطر علی ماء فان الماء طہور (ج۱ ص۸۸)

۵ دیکھو حاشیہ صفحہ ہذا نمبر ۱

میں اگر بعض بالکل چھوٹے بچے ہوں تو جائز نہیں ان بچوں کے بدلے اور مسکینوں کو پھر کھلادے مسئلہ (۷) اگر گیہوں کی روٹی ہو تو روکھی روٹی کھلانا بھی درست ہے اور اگر جو، باجرہ، جوار وغیرہ کی روٹی ہو تو اسکے ساتھ کچھ دال وغیرہ دینا چاہیے جس کے ساتھ روٹی کھاویں مسئلہ (۸) اگر کھانا نہ کھلاوے بلکہ ساٹھ مسکینوں کو کچا اناج دیدے تو بھی جائز ہے ہر ایک مسکین کو اتنا دے جتنا صدقہ فطر دیا جاتا ہے اور صدقہ فطر کا بیان زکوٰۃ کے باب میں آوے گا انشاء اللہ تعالیٰ مسئلہ (۹) اگر اتنے اناج کی قیمت دیدے تو بھی جائز ہے مسئلہ (۱۰) اگر کسی اور سے کہدیا کہ تم میری طرف سے کفارہ ادا کردو اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادو اور اس نے اس کی طرف سے کھانا کھلادیا یا کچا اناج دیدیا تب بھی کفارہ ادا ہو گیا اور اگر بے اس کے کہے کسی نے اس کی طرف سے دیدیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا مسئلہ (۱۱) اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک صبح و شام کھانا کھلادیا یا ساٹھ دن تک کچا اناج یا قیمت دیتی رہی تب بھی کفارہ صحیح ہو گیا مسئلہ (۱۲) اگر ساٹھ دن تک لگاتار کھانا نہیں کھلایا بلکہ بیچ میں کچھ دن ناغہ ہو گئے تو کچھ حرج نہیں یہ بھی درست ہے مسئلہ (۱۳) اگر ساٹھ دن کا اناج حساب کر کے ایک فقیر کو ایک ہی دن دیدیا تو درست نہیں۔ اسی طرح ایک ہی فقیر کو ایک ہی دن اگر ساٹھ دفعہ کر کے دیدیا تب بھی ایک ہی دن کا ادا ہوا ایک کم ساٹھ مسکینوں کو پھر دینا چاہیے پھر اسی طرح قیمت دینے کا بھی حکم ہے یعنی ایک دن میں ایک مسکین کو ایک روزے کے بدلے سے زیادہ دینا درست نہیں مسئلہ (۱۴) اگر کسی فقیر کو صدقہ فطر کی مقدار سے کم دیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا مسئلہ (۱۵) اگر ایک ہی رمضان کے دو یا تین روزے توڑ ڈالے تو ایک ہی کفارہ واجب ہے۔ البتہ اگر یہ دونوں روزے ایک رمضان کے نہ ہوں تو الگ الگ کفارہ دینا پڑیگا

جن وجہوں سے روزہ توڑ دینا جائز ہے اُنکا بیان

مسئلہ (۱) اچانک ایسی بیمار پڑ گئی کہ روزے نہ توڑے گی تو جان پر بن آوے گی یا بیماری بہت بڑھ جاوے گی تو روزہ توڑ دینا درست ہے جیسے دفعۃً پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ بیتاب ہو گئی یا سانپ نے کاٹ کھایا تو دوا پی لینا اور روزہ توڑ دینا درست ہے ایسے ہی اگر ایسی پیاس لگی کہ ہلاکت کا ڈر ہے تو بھی روزہ توڑ ڈالنا درست ہے مسئلہ (۲) حاملہ عورت کو اگر کوئی ایسی بات پیش آگئی جس سے اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا ڈر ہے تو روزہ توڑ ڈالنا درست ہے مسئلہ (۳) کھانا پکانے کی وجہ سے بیحد پیاس لگ آئی اور اتنی بیتابی ہو گئی کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ کھول ڈالنا درست ہے لیکن اگر خود اس نے قصداً اتنا کام کیا جس سے ایسی حالت ہو گئی تو گنہگار ہو گی۔ (رد المحتار ص ۱۲۷ ج ۲)

ف ۱ اذا عجز عن الاعتاق لفقره وعجز عن الصوم لكبره جاز له ان يطعم ستين مسكيناً (عالمگیری ص ۲۰۷ ج ۲) وفی رد المحتار اطعم ستين مسكينا ولو حكما كالفطرة قدرا ومصرفا او قيمة ذلك وان اراده الاباحة فغداهم وعشاهم او غداهم وعطاهم قيمة العشاء او عكسه او اطعمهم غداءين او عشاءين او عشاء وسحورا واشبعهم جاز بشرط ادام فی خبز شعير وذرة لا بر كما جاز لو اطعم واحدا ستين يوما ولو اباحه كل الطعام فی يوم واحد دفعة اجزأ عن يوم فقط اتفاقا وكذا اذا ملكه الطعام بدفعات فی يوم واحد على الاصح (رد المحتار ص ۱۳۰ ج ۲ و مراقی ص ۱۱۲)

ف ۲ و ۳ كالفطرة قدرا ای نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعير او دقيق كل كاصله وكذا السويق (رد المحتار ص ۸۰۲ ج ۲ و عالمگیری ص ۲۰۷ ج ۱) ف ۴ امر غيره ان يطعم عنه عن ظهاره ففعل ذلك الغير صح قيد بالامر لانه لو اطعم عنه بلا امر لم يجز (رد المحتار ص ۸۰۳ ج ۲) ف ۵ دیکھو حاشیہ ۱ صفحہ ہذا ف ۶ ولو فی اوقات متفرقة (مراقی ص ۱۱۲) ف ۷ دیکھو حاشیہ ۱ صفحہ ہذا ف ۸ ولو اعطى مسكينا اقل من نصف صاع لا يجزيه (بحر ص ۱۰۰ ج ۴) ف ۹ وتكرر فطره ولم يكفر للاول يكفيه واحدة ولو فی رمضانين عند محمد وعليه الاعتماد بزازية ومجتبى وغيرهما نقله فی البحر عن الاسرار وقبله عن الجوهرة لو جامع فی رمضانين فعليه كفارتان وان لم يكفر للاول فی ظاهر الرواية (رد المحتار ص ۱۵۱ ج ۲)

باب جن وجہوں سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے ان کا بیان ۱۱

مسئلہ (۱) اگر ایسی بیماری[1] ہے کہ روزہ نقصان کرتا ہے اور یہ ڈر ہے کہ اگر رکھیگی تو بیماری بڑھ جاوے گی یا دیر میں اچھی ہوگی یا جان جاتی رہے گی تو روزہ نہ رکھے جب اچھی ہو جاوے تو اسکی قضا رکھ لے لیکن فقط اپنے دل سے ایسا خیال کر لینے سے روزہ چھوڑ دینا درست نہیں ہے بلکہ جب کوئی مسلمان دیندار حکیم طبیب کہدے کہ روزہ تم کو نقصان کرے گا تب چھوڑنا چاہیئے۔ مسئلہ (۲)[2] اگر حکیم یا ڈاکٹر کافر ہے یا شرع کا پابند نہیں ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہیں ہے فقط اس کے کہنے سے روزہ نہ چھوڑے مسئلہ (۳)[3] اگر حکیم نے تو کچھ کہا نہیں لیکن خود اپنا تجربہ ہے اور کچھ ایسی نشانیاں معلوم ہوئیں جسکی وجہ سے دل گواہی دیتا ہے کہ روزہ نقصان کرے گا تب بھی روزہ نہ رکھے اور اگر خود تجربہ کار نہ ہو اور اس بیماری کا کچھ حال معلوم نہ ہو تو فقط خیال کا اعتبار نہیں اگر دیندار حکیم کے بغیر بتائے اور بے تجربے کے اپنے خیال ہی خیال پر رمضان کا تو روزہ توڑے گی تو کفارہ دینا پڑے گا اور اگر روزہ رکھیگی تو گنہگار ہوگی۔ مسئلہ (۴)[4] اگر بیماری سے اچھی ہو گئی لیکن ابھی ضعف باقی ہے اور یہ غالب گمان ہے کہ اگر روزہ رکھا تو پھر بیمار پڑ جاوے گی تب بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ مسئلہ (۵)[5] اگر کوئی مسافرت میں ہو تو اس کو بھی درست ہے کہ روزہ نہ رکھے پھر کبھی اس کی قضا رکھ لیوے اور مسافرت کے معنے وہی ہیں جس کا نماز کے بیان میں ذکر ہو چکا ہے یعنی تین منزل جانے کا قصد ہو۔ مسئلہ (۶)[6] مسافرت میں اگر روزے سے کوئی تکلیف نہ ہو جیسے ریل پر سوار ہے اور یہ خیال ہے کہ شام تک گھر پہونچ جاؤنگی یا اپنے ساتھ سب راحت و آرام کا سامان موجود ہے تو ایسے وقت سفر میں بھی روزہ رکھ لینا بہتر ہے اور اگر روزہ نہ رکھے بلکہ قضا رکھ لیوے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہاں رمضان شریف کے روزے کی جو فضیلت ہے اس سے محروم رہے گی اور اگر راستہ میں روزہ کی وجہ سے تکلیف اور پریشانی ہو تو ایسے وقت روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔ مسئلہ (۷)[7] اگر بیماری سے اچھی نہیں ہوئی اسی میں مر گئی یا ابھی گھر نہیں پہنچی مسافرت ہی میں مر گئی تو جتنے روزے بیماری یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہیں آخرت میں اُن کا مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ قضا رکھنے کی مہلت ابھی اس کو نہیں ملی تھی۔ مسئلہ (۸)[9] اگر بیماری میں دس روزے گئے تھے پھر پانچ دن اچھی رہی لیکن قضا روزے نہیں رکھے تو پانچ روزے معاف ہیں فقط پانچ روزوں کی قضا نہ رکھنے پر پکڑی جاوی گی اور اگر پورے دس دن اچھی رہی تو پورے دسوں دن کی پکڑ ہوگی اس لئے ضروری ہے کہ جتنے روزوں کا مواخذہ اس پر ہونے والا ہے اتنے دنوں کا فدیہ

[1] لمسافر سفر شرعیا ولو بمعصیة او حامل و مرضع خافت علی نفسہا او ولدہا او مریض خاف الزیادة لمرضہ و صحیح خاف المرض وخادمة خافت الضعف بغلبة الظن بامارة او تجربة او باخبار طبیب حاذق مسلم مستور وقیل عدالتہ شرط و جزم بہ الزیلعی ظاہر مافی البحر والنہر ضعفہ قلت واذا اخذ بقول طبیب لیس فیہ ہذہ الشروط وافطر فالظاہر لزوم الکفارة کما لو افطر بدون امارة ولا تجربة لعدم غلبة الظن والناس عنہ غافلون (رد المختار ط $\frac{159}{2}$ و مراقی ص ۱۱۵)

[2] اما الکافر فلا یعتمد علی قولہ لاحتمال ان غرضہ افساد العبادة (رد المختار ص ۱۵۹)

[3][4] دیکھو حاشیہ نمبر اصفحہ ہذا

[5][6] ویندب لمسافر الصوم لآیة ان لم یضرہ فان شق علیہ او علی رفیقہ فالفطر افضل لموافقة الجماعة (رد المختار ص $\frac{16}{2}$ و مراقی ص ۱۱۶)

[7] بخلاف المسافر فانہ اذا نوی واجبا آخر (فی رمضان) یقع عما نواہ فی ذلک لو اجب روایة واحدة عن ابی حنیفة (مراقی ص ۱۰۶)

[9] فان ماتوا فیہ ای فی ذلک العذر فلا تجب علیہم الوصیة بالفدیة لعدم ادراکہم عدة من ایام اخر ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصیة بقدر ادراکہم عدة من ایام اخر وفوتہ ای فوت القضاء بالموت فلو فاتہ عشرة ایام فقدر علی خمسة فداہا فقط (رد المحتار ص $\frac{161}{2}$) ۱۲

دینے کے لئے کہہ مرے جبکہ اس کے پاس مال ہو اور فدیہ کا بیان آگے آتا ہے **مسئلہ (۹)** اسیطرح اگر مسافرت میں روزے چھوڑ دیئے تھے پھر گھر پہونچنے کے بعد مرگئی تو جتنے دن گھر میں رہی ہے فقط اتنے دن کی پکڑ ہوگی اس کو بھی چاہئے کہ فدیہ کی وصیت کر جاوے اگر روزے اس سے زیادہ چھوٹے ہوں تو ان کا مواخذہ نہیں ہے **مسئلہ (۱۰)** اگر راستہ میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے ٹھیر گئی تو اب روزہ چھوڑنا درست نہیں کیونکہ شرع سے اب وہ مسافر نہیں رہی البتہ[۳] اگر پندرہ دن سے کم ٹھیرنے کی نیت ہو تو روزہ نہ رکھنا درست ہے **مسئلہ (۱۱)** حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو جب اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا کچھ ڈر ہو تو روزہ نہ رکھے[۴] پھر کبھی قضا رکھ لیوے لیکن اگر اپنا شوہر مالدار ہے کہ کوئی انّا رکھکر دودھ پلوا سکتا ہے تو دودھ پلانے کی وجہ سے ماں کو روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے البتہ اگر وہ ایسا لڑکا ہے کہ سوائے اپنی ماں کے کسی اور کا دودھ نہیں پیتا ہے تو ایسے وقت ماں کو روزہ نہ رکھنا درست ہے **مسئلہ (۱۲)** کسی انّا نے دودھ پلانے کی نوکری کی پھر رمضان آگیا اور روزہ سے بچہ کی جان کا ڈر ہے تو انّا کو بھی روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

نوٹ مسئلہ نمبر ۱۳ و ۱۴ صفحہ ۵۹ پر درج کیا گیا ہے

مسئلہ (۱۵) اسی طرح اگر کوئی دن کو مسلمان ہوئی یا دن کو جوان ہوئی تو اب دن بھر کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے اور اگر کچھ کھالیا تو اس روزہ کی قضا رکھنا بھی نئی مسلمان اور نئی جوان کے ذمے واجب نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۶) مسافرت میں روزہ نہ رکھنے کا ارادہ تھا لیکن دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے ہی اپنے گھر پہونچ گئی یا ایسے وقت میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے کہیں رہ پڑی اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں ہے تو اب روزے کی نیت کر لیوے۔

باب	فدیہ کا بیان	۱۳

مسئلہ (۱) جس کو اتنا بوڑھا پا ہو گیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی یا اتنی بیمار ہے کہ اب اچھے ہونے کی امید نہیں نہ روزے رکھنے کی طاقت ہے تو وہ روزے نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو صدقۂ فطر کے برابر غلہ دیدے یا صبح شام پیٹ بھر کے اس کو کھلا دیوے شرع میں اسکو فدیہ کہتے ہیں اور اگر غلہ کے بدلے اسیقدر غلہ کی قیمت دیدے تب بھی درست ہے۔ **مسئلہ (۲)** ردالمحتار ۱۴۳/۲

۱؎ فان صح المریض او اقام المسافر ثم ماتا لزمہما القضاء بقدر الصحۃ والاقامۃ وہذا قولہم جمیعاً من غیر خلاف ہذا ہو التصحیح کذا فی السراج الوہاج (عالمگیری ۲۰۷/۱)

۲؎ ولو نوی مسافر الفطر ثم نوی فاقام و نوی الصوم فی وقتہا قبل الزوال صح مطلقاً و یجب علیہ الصوم لو کان فی رمضان لزوال المرض (ردالمحتار ۱۶۷/۲، ۱۶۸)

۳؎ ولا یزال فی حکم السفر حتی ینوی الاقامۃ فی بلدۃ او قریۃ خمسۃ عشر یوماً او اکثر (بحر ۲۹۹/۱)

۴؎ وہی اما کانت او ظئراً اما الظئر فلان الارضاع واجب علیہا بالعقد واما الام فلوجوبہ دیانۃ مطلقاً وقضاءً اذا کان الاب معسراً او کان الولد لا یرضع من غیرہا ۱۲ (ردالمحتار ۱۸۹/۲)

۶؎ وصبی بلغ وکافر اسلم وکلہم یقضون ما فاتہم الا الاخیرین ای وان افطرا لعدم اہلیتہا الجزء الاول من الیوم وہو السبب فی الصوم لکن لو نویا قبل الزوال کان نفلاً فیقضی بالافساد (ردالمحتار صفحہ ۱۶۴/۲)

۷؎ اذا نوی المسافر الافطار ثم قدم مصر قبل الزوال فنوی الصوم اجزاہ وان کان فی رمضان فعلیہ ان یصوم (ہدایہ ۲۰۳/۱)

۸؎ عالمگیری ۲۰۷/۱ ردالمحتار ۱۹۳/۲ ۱۲-

گیہوں[۵] اگر تھوڑا تھوڑا کر کے کئی مسکینوں کو بانٹ دیوے تو بھی صحیح ہے **مسئلہ (۳)** پھر[۱] اگر کبھی طاقت آگئی یا بیماری سے اچھی ہو گئی تو سب روزے قضا رکھنے پڑینگے اور جو فدیہ دیا ہے اُسکا ثواب الگ ملیگا **مسئلہ (۴)** کسی[۲] کے ذمہ کئی روزے قضا تھے اور مرتے وقت وصیت کر گئی کہ میرے روزوں کے بدلے فدیہ دیدینا تو اس کے مال میں سے اس کا ولی فدیہ دیدے اور کفن دفن اور قرض ادا کر کے جتنا مال بچے اس کی ایک تہائی میں سے اگر سب فدیہ نکل آوے تو دینا واجب ہوگا **مسئلہ (۵)** اگر[۳] اس نے وصیت نہیں کی مگر ولی نے اپنے مال میں سے فدیہ دیدیا تب بھی خدا سے امید رکھے کہ شاید قبول کر لے اور اب روزوں کا مواخذہ نہ کرے اور بغیر وصیت کئے خود مردے کے مال میں سے فدیہ دینا جائز نہیں ہے اسی طرح اگر تہائی مال سے زیادہ ہو جاوے تو باوجود وصیت کے بھی زیادہ دینا بدون رضامندی سب وارثوں کے جائز نہیں ہاں اگر سب وارث خوشی دل سے راضی ہو جاویں تو دونوں صورتوں میں فدیہ دینا درست ہے لیکن نابالغ وارث کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں۔ بالغ وارث اپنا حصہ جدا کر کے اس میں سے دیدیں تو درست ہے **مسئلہ (۶)** اگر کسی[۴] کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور وصیت کر کے مر گئی کہ میری نمازوں کے بدلے میں یہ فدیہ دیدینا اس کا بھی یہی حکم ہے **مسئلہ (۷)** ہر[۵] وقت کی نماز کا اتنا ہی فدیہ ہے جتنا ایک روزہ کا فدیہ ہے اس حساب سے دن رات کے پانچ فرض اور ایک وتر چھ نمازوں کی طرف سے ایک چھٹانک کم پونے گیارہ سیر گیہوں انشی روپے کے سیر سے دیوے مگر احتیاطاً پورے بارہ سیر دیوے **مسئلہ (۸)** کسی[۶] کے ذمہ زکوٰۃ باقی ہے ابھی ادا نہیں کی تو وصیت کر جانے سے اس کا ادا کر دینا وارثوں پر واجب ہے اگر وصیت نہیں کی اور وارثوں نے اپنی خوشی سے دیدی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی **مسئلہ (۹)** اگر ولی[۷] مردے کی طرف سے قضا روزے رکھ لیوے یا اس کی طرف سے قضا نمازیں پڑھ لیوے تو یہ درست نہیں اس کے ذمہ سے نہ اترے گی **مسئلہ (۱۰)** بیوجہ[۸] رمضان کا روزہ چھوڑ دینا درست نہیں اور بڑا گناہ ہے یہ نہ سمجھے کہ اس کے بدلے ایک روزہ قضا رکھ لونگی کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان کے ایک روزے کے بدلے میں اگر سال بھر برابر روزے رکھتی رہے تب بھی اتنا ثواب نہ ملیگا جتنا رمضان میں ایک روزہ کا ثواب ملتا ہے **مسئلہ (۱۱)** اگر کسی[۹] نے شامت اعمال سے روزہ نہ رکھا تو وہ لوگوں کے سامنے کچھ نہ کھائے نہ پیئے نہ یہ ظاہر کرے کہ آج میرا روزہ نہیں ہے اس لئے کہ گناہ کر کے اس کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے اگر سب سے کہہ دیگی تو دوہرا گناہ ہوگا ایک تو روزہ نہ رکھنے کا دوسرا گناہ ظاہر کرنے کا یہ جو مشہور ہے کہ خدا کی چوری نہیں تو بندہ کی کیا چوری یہ غلط بات ہے بلکہ جو کسی عذر سے روزہ نہ رکھے اسکو بھی مناسب ہے کہ سب کے روبرو نہ کھاوے

[۱] ولو قدر علی الصیام بعد ما فدی بطل حکم الفداء الذی فداه حتی یجب علیه الصوم (عالمگیری ص ۲۰۷ ج ۱) [۲] ولو فات صوم رمضان بعذر المرض اوالسفر واستدام المرض والسفر حتی مات لا قضاء علیه لکنه ان اوصیٰ بان یطعم عنه صحت وصیته وان لم تجب علیه ویطعم عنه من ثلث ماله (عالمگیری ص ۲۰۷ ج ۱) من ثلث ماله بعد تجهیزه وایفاء دیون العباد فلو زادت الفدیة علی الثلث لا یجب الزائد الا باجازة الوارث (رد المحتار ص ۱۶۱ ج ۲) [۳] فان لم یوص فتبرع عنه الورثة جاز ولا یلزمهم من غیر ایصاء (عالمگیری ص ۲۰۷ ج ۱) [۴] وفدیة کل صلوٰة کصوم یوم (شرح نقایه ص ۱۷۱ ج ۱) [۵] وفدیة کل صلوٰة ولو وترا کصوم یوم علی المذهب (رد المحتار ص ۱۶۳ ج ۲ وهدایه ص ۲۰۲ ج ۱) [۶] والحاصل ان ما کان عبادة بدنیة فان الوصی یطعم عنه بعد موته ای من ثلث لزوماً ان اوصی والا جوازاً وکذا یقال فیما یعده بعد موته عن کل واجب کالفطرة والمالیة کالزکوٰة تخرج عنه القدر الواجب (رد المحتار ص ۱۶۳ ج ۲) [۷] ولا یصوم عنه الولی ولا یصلی (هدایه ص ۲۰۲ ج ۱) [۸] وعن ابی هریرة رضی الله عنه من افطر یوما من رمضان من غیر رخصة ولا مرض لم یقضه صوم الدهر کله وان صامه (ترمذی ص ۹۰ ج ۱) [۹] ثم قیل الحائض تاکل سراً لا جهراً (بحر ص ۲۳۱) فعلم من کان من اکل عمداً فی نهار رمضان لا یبدلا سراً (۱۲) [۵] فدیہ میں جو گیہوں یا جو وغیرہ دیا

مسئلہ (۱۲) جب لڑکا یا لڑکی روزہ رکھنے کے لائق ہو جاویں تو ان کو بھی روزہ کا حکم کرے اور جب دس برس کی عمر ہو جاوے تو مار کر روزہ رکھاوے اگر سارے روزے نہ رکھ سکے تو جتنے رکھ سکے رکھاوے مسئلہ (۱۳) اگر نابالغ لڑکا لڑکی روزہ رکھ کے توڑ ڈالے تو اس کی قضا نہ رکھاوے۔ البتہ اگر نماز کی نیت کر کے توڑ دے تو اس کو دہراوے۔

باب	اعتکاف کا بیان	۱۳

رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کے دن چھپنے سے ذرا پہلے سے رمضان کی انتیس یا تیس تاریخ یعنی جس دن عید کا چاند نظر آجاوے اس تاریخ کے دن چھپنے تک اپنے گھر میں جہاں نماز پڑھنے کیلئے جگہ مقرر کر رکھی ہو اس جگہ پابندی سے جم کر بیٹھنا اس کو اعتکاف کہتے ہیں اس کا بڑا ثواب ہے اگر اعتکاف شروع کرے تو فقط پیشاب پائخانہ یا کھانے پینے کی ناچاری سے تو وہاں سے اٹھنا درست ہے اور اگر کوئی کھانا پانی دینے والا ہو تو اس کے لئے بھی نہ اٹھے ہر وقت اسی جگہ رہے اور وہیں سووے اور بہتر یہ ہے کہ بیکار نہ رہے قرآن پڑھتی رہے نفلیں اور تسبیحیں جو توفیق ہو اس میں لگی رہے اور اگر حیض یا نفاس آجاوے تو اعتکاف چھوڑ دے اس میں درست نہیں اور اعتکاف میں مرد سے ہمبستر ہونا لپٹنا چمٹنا بھی درست نہیں

باب	زکوٰۃ کا بیان !	۱۴

جس کے پاس مال ہو اور اس کی زکوٰۃ نہ نکالتی ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی گنہگار ہے قیامت کے دن اس پر بڑا سخت عذاب ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی تختیاں بنائی جاوینگی پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس کی دونوں کروٹیں اور پیشانی اور پیٹھ داغی جاویگی اور جب ٹھنڈی

سلہ ویومر الصبی بالصوم اذا اطاقہ ... الظاہر انہ یومر بقدر الاطاقۃ اذا لم یطق جمیع الشہر ویضرب علیہ ابن عشر کالصلوۃ فی الاصح بید لا بخشبۃ ولا یجاوز الثلاث کما قیل بہ فی الصلوۃ (رد المختار ص۱۴۲ ج۲) سلہ ۲ الصبی اذا افسد صومہ لا یقضی لانہ یلحقہ فی ذلک مشقۃ بخلاف الصلوۃ فانہ یومر بالاعادۃ لانہ لا یلحقہ مشقۃ (رد المختار ص۱۴۳)

سلہ ۳ ہو (ای الاعتکاف) لغۃ اللبث وشرعا ذکر لبث ذکر فی مسجد ولبث امرأۃ فی مسجد بیتہا وہو المعد لصلوتہا الذی یندب لہا وکل احد اتخاذہ وان الاعتکاف ... سنۃ موکدۃ فی العشر الاخیر من رمضان فیختم الصوم بہ (رد المختار بحذف ص۱۷۶ ج۲) سلہ ۴ ولا یخرج منہ الا لحاجۃ شرعیۃ وطبعیۃ او ضروریۃ کانہدام المسجد واخراج ظالم کرہا وتفرق اہلہ وخوف علی نفسہ ومتاعہ من المکابرین فیدخل مسجدا غیرہ من ساعۃ (مراقی ص۱۱۹ ورد المحتار ص۱۸۰-۱۸۱ ج۲) سلہ ۵ وخص المعتکف باکل وشرب ونوم وعقد احتاج الیہ لنفسہ او عیالہ فلو لتجارۃ کرہ کبیع ونکاح ورجعۃ فلو خرج لاجلہا فسد لعدم الضرورت ای الی الخروج حیث جازت فی المسجد وفی الظہیریۃ وقیل یخرج بعد الغروب للاکل والشرب وینبغی حملہ علی ما اذا لم یجد من یاتی لہ بہ فحینئذ یکون من الحوائج الضروریۃ کالبول (رد المحتار ص۱۸۳ ج۲) سلہ ۶ ویکرہ تحریما صمت ان اعتقدہ قربۃ والا ... وتکلم الا بخیر کقراءۃ قرآن وحدیث وعلم (رد المحتار ص۱۸۵ ج۲) سلہ ۷ والرکن اللبث والشرط المسجد المخصوص والنیۃ والصوم فی المنذور والاسلام

دیحل للاسبوع والطہارۃ من حیض ونفاس بالاشتراط الصحیح ولا تشترط الطہارۃ من الجنابۃ لصحۃ الصیام معہا (مراقی ص۱۱۸) سلہ ۸ وحرم الوطی ودواعیہ (مراقی ص۱۱۹) سلہ ۹ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من صاحب ذہب ولا فضۃ لا یؤدی منہا حقہا الا اذا کان یوم القیامۃ صفحت لہ صفائح من نار فاحمی علیہا فی نار جہنم فیکوی بہا جنبہ وجبینہ وظہرہ کلما بردت اعیدت لہ رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص۱۵۵) سلہ اگر دوران اعتکاف میں حیض یا نفاس آجائے تو اعتکاف توڑ دے اور پاک ہوتے ہی خاص اس روز کے اعتکاف کی قضا ادا کرے اگر ادا یگی رمضان ہی میں کرتی ہے تو رمضان ہی کا روزہ کافی ہے اور اگر رمضان کے بعد ادا کریگی تو روزہ رکھنا پڑیگا سلہ اسرار زکوٰۃ جب کسی مسکین کو کوئی حاجت پیش آتی ہے اور وہ زبان حال یا قول سے اس کیلئے خدا کے حضور میں گریہ وزاری کرتی ہے تو اس کا یہ عاجزی کرنا خدا کی بخشش کی دروازہ کو کھول دیتا ہے اور اسوقت تقاضائے مصلحت الٰہیہ ہوتا ہے کہ کسی ذکی شخص کو الہام ہوتا ہے کہ اسکی حاجت رفع ہو جائے تب الہام اس پر چھا جاتا ہے اسی کے موافق خدا کی خوشنودی پیدا ہوتی ہے اور اوپر سے نیچے سو دائیں بائیں سے (بقیہ صفحہ ملاحظہ)

ہو جاوینگی پھر گرم کر کے داغی جاوینگی اور نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ نہ ادا کی تو قیامت کے دن اس کا مال بڑا زہریلا گنجا سانپ بنایا جاویگا وہ اس کی گردن میں لپٹ جاویگا پھر اس کے دونوں جبڑے نوچے گا اور کہیگا میں ہی تیرا مال ہوں میں ہی تیرا خزانہ ہوں، خدا کی پناہ بھلا اتنے عذاب کی کون سہار کر سکتا ہے تھوڑے سے لالچ کے بدلے یہ مصیبت بھگتنا بڑی بیوقوفی کی بات ہے خدا کی دی ہوئی دولت کو خدا ہی کی راہ میں نہ دینا کتنی بیجا بات ہے۔ **مسئلہ** (۱) جس[۱] کے پاس ساڑھے[۲] باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو اور ایک[۳] سال تک باقی رہے تو سال گذرنے پر اس کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور اگر اس[۴] سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر اس سے زیادہ ہو تو بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ **مسئلہ** (۲) کسی[۵] کے پاس آٹھ تولہ سونا چار مہینے یا چھ مہینے تک رہا پھر وہ کم ہو گیا اور دو تین مہینے کے بعد پھر مال مل گیا تب بھی زکوٰۃ دینا واجب ہے غرضکہ جب سال کے اول و آخر میں مالدار ہو جاوے اور سال کے بیچ میں کچھ دن اس مقدار سے کم رہجاوے تو بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے بیچ میں تھوڑے دن کم ہو جانے سے زکوٰۃ معاف نہیں ہوتی البتہ اگر سب مال جاتا رہے اس کے بعد پھر مال ملے تو جب سے پھر ملا ہے تب سے سال کا حساب کیا جاویگا۔ **مسئلہ** (۳) کسی[۶] کے پاس آٹھ نو تولہ سونا تھا لیکن سال گذرنے سے پہلے پہلے جاتا رہا پورا سال نہیں گذرنے پایا تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ **مسئلہ** (۴) کسی[۷] کے پاس دو سو روپے ہیں اور اتنے ہی روپیوں کی وہ قرضدار بھی ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ چاہے سال بھر تک رہے چاہے نہ رہے اور اگر ڈیڑھ سو روپیہ کی قرضدار ہے تو بھی زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ ڈیڑھ سو روپے قرضہ میں چلے گئے تو فقط پچاس[۸] روپے رہ گئے اور پچاس روپے میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ **مسئلہ** (۵) اگر[۹] دو سو روپے پاس ہیں اور ایک سو روپیوں کی قرضدار ہے تو ایک سو روپے کی زکوٰۃ واجب ہے۔ **مسئلہ** (۶) سونے[۱۰] چاندی کے زیور اور برتن اور سچا گوٹہ ٹھپہ سب پر زکوٰۃ واجب ہے، چاہے پہنتی رہتی ہو یا بند رکھے ہوں اور کبھی نہ پہنتی ہو غرضکہ چاندی و سونے کی ہر چیز پر زکوٰۃ واجب ہے البتہ اگر اتنی مقدار سے کم ہو جو اوپر بیان ہوئی تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(بقیہ صفحہ ۱۷) برکتیں اس پر نازل ہوتی ہیں اور وہ قابل رحمت ہو جاتا ہے جب ثانی کی خواہش کسی مذہب کے مشہور اور معزز کرنے کیلئے ہو جاتی ہے تو جو شخص اسکے کام چلانے پر مامور ہوتا ہے اس پر رحمت ہوتی ہے یہ اسطرح پر ہوتا ہے کہ تنگ حالی میں بڑائی کی ضرورت پڑے یا قحط سالی کا زمانہ ہو اور کسی نہایت مفلس گروہ کا خدا کو زندہ رکھنا مقصود ہو تب سچی خبر دینے والا پیغمبر ان موقعوں پر ایک قاعدہ کلیہ مقرر کر کے کہتا ہے کہ جو شخص ایسے تنگ حال پر یا فلاں فلاں حالت میں خیرات کریگا تو اس کا عمل مقبول ہو جائیگا اور ان امور کو کوئی شخص سنتا ہے اور اپنی دلی شہادت سے اس حکم کو مان لیتا ہے اور ان سب عدوں کو یہ سچا پاتا ہے (حجۃ اللہ البالغہ ص ۳۴) ملے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتاہ اللہ مالا فلم یؤد زکوتہ مثل لہ یوم القیامۃ شجاعا اقرع لہ زبیبتان یطوقہ یوم القیامۃ ثم یاخذ بلہزمتیہ یعنی شدقیہ ثم یقول انا مالک انا کنزک ثم تلا ولا یحسبن الذین یبخلون الآیۃ رواہ البخاری (مشکوٰۃ ص ۱۵۶) ملے نصاب الذہب عشرون مثقالا والفضۃ مائتا درہم کل عشرۃ دراہم وزن سبعۃ مثاقیل (رد المحتار ص ۳۲) ملے فاذا کانت مائتین وحال علیہا الحول نصفہا خمسۃ دراہم (ہدایہ ص ۱۶۶) ملے ولیس فیما دون مائتی درہم صدقۃ (ہدایہ ص ۱۶۶) ولیس فیما دون عشرین مثقالا من ذہب صدقۃ (ہدایہ ص ۱۶۶)

ملے واذا کان النصاب کاملا فی طرفی الحول فنقصانہ فیما بین ذلک لا یسقط الزکوٰۃ (ہدایہ ص ۱۷۶) ملے بخلاف ما لو ہلک الکل حیث یبطل حکم الحول حتی لا تجب الزکوٰۃ لانعدام النصاب فی الجملۃ (ہدایہ ص ۱۷۶) ملے ومن کان علیہ دین یحیط بمالہ فلا زکوٰۃ علیہ (ہدایہ ص ۱۶۶) ملے وان کان مالہ اکثر من دینہ زکی الفاضل اذا بلغ نصابا بالفراغۃ عن الحاجۃ (ہدایہ ص ۱۶۶) ملے وفی تبر الذہب و الفضۃ وحلیہما واوانیہما الزکوٰۃ (ہدایہ ص ۱۶۷) ملے قول مشہور کے مطابق اگر مثقال کو ساڑھے چار ماشہ کا مان لیا جائے اور روپیہ انگریزی لکھنؤ کا وزن سے ساڑھے گیارہ ماشہ کا مان لیا جائے تو چاندی کا نصاب چون روپیہ بارہ آنہ تین رتی بھر ہوتا ہے اور سونے کا نصاب سات روپیہ ساڑھے تیرہ آنہ دو رتی بھر ہوتا ہے اسی حساب سے مہر فاطمی کی رقم ایک سو چون روپیہ ساڑھے آٹھ آنہ ہوئی لیکن اس حساب میں کمی بیشی ہو جاتی ہے لہذا احتیاط اس میں ہے کہ جب کسی کے پاس چاندی چالیس روپیہ بھر ہو جائے اور سونا پانچ رتی کم چھ روپیہ بھر ہو جائے

تو زکوٰۃ دیدیا کرے اور صدقۂ فطر اسی تھ روپے کے سیر سے دو سیر گیہوں دیدے اور نجاست غلیظہ جب ساڑھے تین ماشہ ہو جائے تو بغیر پاک کئے ہوئے نماز نہ پڑھے اور مہر فاطمی میں ... روپیہ

مسئلہ (۷) سونا چاندی اگر کھرا نہ ہو بلکہ اس میں کچھ میل ہو جیسے مثلاً چاندی میں رانگا ملا ہوا ہے تو دیکھو چاندی زیادہ ہے یا رانگا۔ اگر چاندی زیادہ ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو چاندی کا حکم ہے یعنی اگر اتنی مقدار ہو جو اوپر بیان ہوئی تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر رانگا زیادہ ہے تو اس کو چاندی نہ سمجھیں گے پس جو حکم پیتل، تانبے، لوہے، رانگے وغیرہ اسباب کا آگے آویگا وہی اس کا بھی حکم ہے۔ مسئلہ (۸) کسی کے پاس نہ تو پوری مقدار سونے کی ہے نہ پوری مقدار چاندی کی بلکہ تھوڑا سونا ہے اور تھوڑی چاندی تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جاوے یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جاوے تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر دونوں چیزیں اتنی تھوڑی تھوڑی ہیں کہ دونوں کی قیمت نہ اتنی چاندی کے برابر ہے نہ اتنے سونے کے برابر تو زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر سونے اور چاندی دونوں کی مقدار پوری پوری ہے تو قیمت لگانے کی ضرورت نہیں۔ مسئلہ (۹) فرض کرو کہ کسی زمانہ میں پچیس روپے کا ایک تولہ سونا ملتا ہے اور ایک روپے کی ڈیڑھ تولہ چاندی ملتی ہے اور کسی کے پاس دو تولہ سونا اور پانچ روپے ضرورت سے زائد ہیں اور سال بھر تک وہ رہ گئے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے کیونکہ دو تولہ سونا پچاس روپے کا ہوا اور پچاس روپے کی چاندی پچھتر تولہ ہوئی تو دو تولہ سونے کی چاندی اگر خریدو گی تو پچھتر تولہ ملیگی اور پانچ روپے تمہارے پاس ہیں اس حساب سے اتنی مقدار سے بہت زیادہ مال ہو گیا جتنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ البتہ اگر فقط دو تولہ سونا ہو اس کے ساتھ روپے اور چاندی کچھ نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ مسئلہ (۱۰) ایک روپیہ کی چاندی دو تولہ ملتی ہے اور کسی کے پاس فقط تیس روپے ہیں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اور یہ حساب نہ لگاویں گے کہ تیس روپے کی چاندی ساٹھ تولہ ہوئی کیونکہ روپیہ تو چاندی کا ہوتا ہے اور جب فقط چاندی یا فقط سونا پاس ہو تو وزن کا اعتبار ہے قیمت کا اعتبار نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۱) کسی کے پاس سو روپے ضرورت سے زائد رکھے تھے پھر سال پورا ہونے سے پہلے پہلے پچاس روپے اور مل گئے تو ان پچاس روپے کا حساب الگ نہ کرینگے بلکہ اسی سو روپے کے ساتھ اس کو ملا دیویں گے اور جب ان سو روپے کا سال پورا ہوگا تو پورے ڈیڑھ سو کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور ایسا سمجھینگے کہ پورے ڈیڑھ سو پر سال گذر گیا۔ مسئلہ (۱۲) کسی کے پاس سو تولہ چاندی رکھی تھی پھر سال گذرنے سے پہلے دو چار تولہ سونا آ گیا یا نو دس تولہ سونا مل گیا تب بھی اس کا حساب الگ نہ کیا جاویگا بلکہ اس چاندی کے ساتھ ملا کر کے زکوٰۃ کا حساب ہوگا پس جب اس چاندی کا سال پورا ہو جاوے گا تو اس سب مال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مسئلہ (۱۳) سونے چاندی کے سوا اور جتنی چیزیں ہیں جیسے لوہا۔ تانبا۔ گلٹ۔ پیتل۔ رانگا وغیرہ اور ان چیزوں کے بنے ہوئے برتن وغیرہ اور کپڑے جوتے اور اس کے سوا جو کچھ اسباب ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کو بیچتی اور سوداگری کرتی ہو تو دیکھو وہ اسباب کتنا ہے اگر اتنا ہے کہ اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے

۱؎ واذا كان الغالب على الورق الفضة فهو في حكم الفضة واذا كان الغالب عليها الغش فهو في حكم العرض يعتبر ان تبلغ قيمته نصابا (ہدایہ ص۱۴۶ ج۱ ورد المحتار ص۳۲ ج۲) ۲؎ ويضم الذهب الى الفضة وعكسه بجامع الثمنية قيمة وقالا بالاجزاء (رد المحتار ص۳۲ ج۲) ۳؎ والمعتبر وزنهما اداء ووجوبا لا قيمتهما (رد المحتار ص۳۴-۱۴ ج۲) ۴؎ ومن كان له نصاب فاستفاد في اثناء الحول من جنسه ضمه اليه وزكاه (ہدایہ ص۱۴۷ ج۱) ۵؎ وفي عرض تجارة قيمته نصاب من ذهب او ورق ربع عشر (رد المحتار ص۳۲ ج۲) ۶؎ دیکھو حاشیہ ۲ ص۱۸ ۷؎ اگر سونے اور چاندی دونوں کا حساب علیحدہ علیحدہ کرکے دینا چاہے تو دے سکتا ہے لیکن اس صورت میں دونوں کی قیمت لگا کر دینا چاہے تو یہ ضروری ہے کہ جس طرح قیمت لگانے میں غریبوں کا زیادہ فائدہ ہو اسی طرح قیمت لگائے قیمت لگانے کی دو صورتیں ہیں چاندی کو سونے کی قیمت میں تبدیل کرے یا سونے کو چاندی کی قیمت میں بدل لے چنانچہ اگر ان دونوں صورتوں میں

جس صورت میں غرباء کا زیادہ فائدہ ہو وہی اختیار کرنا چاہئے۔ ۸؎ دیکھو حاشیہ ۲ صفحہ ۱۸-۱۲۰

ساتھ تولہ سونے کے برابر ہے تو جب سال گذر جائے تو اس سوداگری کے اسباب[۱] میں زکوٰۃ واجب ہے
اور اگر اتنا نہ ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر وہ مال[۲] سوداگری کے لئے نہیں ہے تو اس میں زکوٰۃ
واجب نہیں ہے چاہے جتنا مال ہو اگر ہزاروں روپے کا مال ہو تب بھی زکوٰۃ واجب نہیں مسئلہ(۱۴) گھر[۳] کا
اسباب جیسے پتیلی، دیگچہ، بڑی دیگ، سینی، لگن اور کھانے پینے کے برتن اور رہنے سہنے کا مکان اور پہننے کے
کپڑے سچے[۴] موتیوں کا ہار وغیرہ ان چیزوں میں زکوٰۃ واجب نہیں چاہے جتنا ہو اور چاہے روزمرہ کے کاروبار میں آتا ہو یا نہ آتا ہو کسی طرح زکوٰۃ واجب نہیں ہاں اگر یہ سوداگری کا اسباب ہو تو پھر اس میں زکوٰۃ واجب
ہے، خلاصہ یہ کہ سونے چاندی کے سوا اور جتنا مال اسباب ہو اگر وہ سوداگری کا اسباب ہے تو زکوٰۃ واجب ہے
نہیں تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے مسئلہ(۱۵) کسی[۵] کے پاس دس پانچ گھر ہیں ان کو کرایہ پر چلاتی ہے تو ان
مکانوں پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں چاہے جتنی قیمت کے ہوں، ایسے ہی اگر کسی نے دو چار سو روپے کے
برتن خرید لئے اور ان کو کرایہ پر چلاتی رہتی ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں غرضکہ کرایہ پر چلانے سے مال
میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی مسئلہ(۱۶) پہننے[۶] کے دھرا دُجوڑے چاہے جتنے زیادہ قیمتی ہوں اس میں زکوٰۃ
واجب نہیں لیکن اگر ان میں سچا کام ہے اور اتنا کام ہے کہ اگر چاندی چھوڑائی جاوے تو ساڑھے باون تولہ
یا اس سے زیادہ نکلے گی تو اس چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں مسئلہ(۱۷)
کسی[۷] کے پاس کچھ چاندی یا سونا ہے اور کچھ سوداگری کا مال ہے تو سب کو ملا کر دیکھو اگر اس کی قیمت ساڑھے
باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جاوے تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں۔
مسئلہ(۱۸) سوداگری[۸] کا مال وہ کہلاویگا جس کو اسی ارادہ سے مول لیا ہو کہ اس کی سوداگری کریں گے تو اگر
کسی نے اپنے گھر کے خرچ کے لئے یا شادی وغیرہ کے خرچ کیلئے چاول مول لئے پھر ارادہ ہو گیا کہ لاؤ اسکی
سوداگری کر لیں تو یہ مال سوداگری کا نہیں ہے اور اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ مسئلہ(۱۹) اگر کسی[۹] پر
تمہارا قرض آتا ہے تو اس قرض پر بھی زکوٰۃ واجب ہے لیکن قرض کی تین قسمیں ہیں ایک یہ کہ نقد روپیہ یا سونا
چاندی کسی کو قرض دیا یا سوداگری کا اسباب بیچا اس کی قیمت باقی ہے اور ایک سال کے بعد یا دو تین
برس کے بعد وصول ہوا تو اگر اتنی مقدار ہو جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو ان سب برسوں کی زکوٰۃ دینا
واجب ہے اور اگر یکمشت نہ وصول ہو تو جب اس میں سے گیارہ[۱۰] روپے ملیں تب اتنے کی زکوٰۃ واجب
ہے اور اگر اس سے کم ملیں تو واجب نہیں پھر جب گیارہ روپے اور ملیں تو اس کی زکوٰۃ دیوے اسیطرح

ساذی قاضی خاں ص۱۱۷ ج۱) ۲ھ والازم فی مضروب کل منہما ومعمولہما ای ما یعمل من نحو حلیۃ سیف او منطقۃ او لجام او سرج او الکواکب فی المصاحف والاوانی وغیرہا اذا کانت تخلص بالاذابۃ وفی عرض تجارۃ قیمتہ نصاب (رد المحتار ص۴۱ ج۲) والاصل ان ما عدا الحجرین والسوائم الجواہر والعقارات والمواشی علوفۃ والعبید والثیاب والامتعۃ ونحو ذلک من العروض انما زکی بنیۃ التجارۃ (رد المحتار ص۱۸ ج۲) ۳ھ وتضم قیمۃ العروض الی الذہب والفضۃ حتی یتم النصاب لان الوجوب فی الکل باعتبار التجارۃ وان افترقت جہۃ الاعداد (ہدایہ ص۱۷۴ ج۱) ۴ھ ومن اشتری جاریۃ للتجارۃ ونواہا للخدمۃ بطلت عنہا الزکوٰۃ کذا فی الزاہدی (عالمگیری ص۱۷۴ ج۱) وان نواہا للتجارۃ بعد ذلک لم تکن للتجارۃ حتی یبیعہا فیکون فی ثمنہا زکوٰۃ لان النیۃ لم تتصل بالعمل (ہدایہ ص۱۶۷ ج۱) ۵ھ وما سائر الدیون المقربہا فہی علی ثلاث مراتب عند ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ضعیف وہو کل دین ملکہ بغیر فعلہ لا بدلا عن شیٔ نحو المیراث او بفعلہ لا بدلا عن شیٔ کالوصیۃ او بفعلہ بدلا عما لیس بمال کالمہر وبدل الخلع والصلح عن دم العمد والدیۃ وبدل الکتابۃ لا زکوٰۃ فیہ عندہ حتی یقبض نصابا ویحول علیہ الحول

۱ھ ونیۃ التجارۃ لیثبت الاعداد (ہدایہ ص۱۶۸ ج۱) ۲ھ ولیس فی دور السکنی وثیاب البدن واثاث المنازل ودواب الرکوب وعبید الخدمۃ وسلاح الاستعمال زکوٰۃ (عالمگیری ص۱۷۲ و شرح نقایہ ص۱۴۶ ج۱) ۳ھ لا زکوٰۃ فی اللآلی والجواہر وان ساوت الفا اتفاقا الا ان تکون للتجارۃ (در المختار ص۳۴ ج۲) ۴ھ ولو اشتری قدورا من صفر یمسکہا ویواجرہا لا تجب فیہا الزکوٰۃ (عالمگیری ص۱۸۰ ج۱) ولو اشتری الرجل دارا او عبدا للتجارۃ ثم آجرہ یخرج من ان یکون للتجارۃ لانہ لما آجرہ فقد قصد المنفعۃ

علیہ الحول ووسط وہو ما یجب بدلا عن مال لیس للتجارۃ کعبید الخدمۃ وثیاب البذلۃ اذا قبض ما ئتین زکی لما مضی فی روایۃ الاصل وقوی وہو ما یجب بدلا عن سلع التجارۃ اذا قبض اربعین زکی لما مضی کذا

دیتی رہے اور جب دیوے تو سب برسوں کی دیوے! اور اگر قرضہ اس سے کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی البتہ اگر اس کے پاس کچھ اور مال بھی ہو اور دونوں ملا کر مقدار پوری ہو جاوے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ **مسئلہ** (۲۰) اور اگر نقد نہیں دیا نہ سوداگری کا مال بیچا بلکہ کوئی اور چیز بیچی تھی جو سوداگری کی نہ تھی جیسے پہننے کے کپڑے بیچ ڈالے یا گھرہستی کا اسباب بیچ دیا اس کی قیمت باقی ہے اور اتنی ہے جتنی میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے پھر وہ قیمت کئی برس کے بعد وصول ہو تو سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور اگر سب ایکدفعہ کر کے نہ وصول ہو بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے ملے تو جب تک چون روپے بارہ آنہ نہ وصول ہوں تب تک زکوٰۃ واجب نہیں ہے جب چون روپے بارہ آنہ ملجاویں تو سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ **مسئلہ** (۲۱) تیسری قسم یہ ہے کہ شوہر کے ذمہ مہر ہو وہ کئی برس کے بعد ملا تو اس کی زکوٰۃ کا حساب ملنے کے دن سے ہے پچھلے برسوں کی زکوٰۃ واجب نہیں۔ بلکہ اگر اب اس کے پاس رکھا رہے اور اس پر سال گذر جاوے تو زکوٰۃ واجب ہوگی نہیں تو واجب نہیں۔ **مسئلہ** (۲۲) اگر کوئی مالدار آدمی جس پر زکوٰۃ واجب ہے سال گذرنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دیدے اور سال کے پورے ہونے کا انتظار نہ کرے تو یہ بھی جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اور اگر مالدار نہیں ہے بلکہ کہیں سے مال ملنے کی امید تھی اس امید پر مال ملنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دیدی تو یہ زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، جب مال ملجاوے اور اس پر سال گذر جاوے تو پھر زکوٰۃ دینا چاہیئے **مسئلہ** (۲۳) مالدار آدمی اگر کئی سال کی زکوٰۃ پیشگی دیدے یہ بھی جائز ہے لیکن اگر کسی سال مال بڑھ گیا تو بڑھتی کی زکوٰۃ پھر دینا پڑے گی۔ **مسئلہ** (۲۴) کسی کے پاس سو روپے ضرورت سے زائد رکھے ہوئے ہیں اور سو روپے کہیں اور سے ملنے کی امید ہے اس نے پورے دو سو روپے کی زکوٰۃ سال پورا ہونے سے پہلے ہی پیشگی دیدی یہ بھی درست ہے لیکن اگر ختم سال پر روپیہ نصاب سے کم ہو گیا تو زکوٰۃ معاف ہو گئی اور وہ دیا ہوا صدقہ نافلہ ہو گیا۔ **مسئلہ** (۲۵) کسی کے مال پر پورا سال گذر گیا لیکن ابھی زکوٰۃ نہیں نکالی تھی کہ سارا مال چوری ہو گیا یا اور کسی طرح سے جاتا رہا تو زکوٰۃ بھی معاف ہو گئی اگر خود اپنا مال کسی کو دیدیا یا اور کسی طرح اپنے اختیار سے ہلاک کر ڈالا تو جتنی زکوٰۃ واجب ہوئی تھی وہ معاف نہیں ہوئی بلکہ دینا پڑے گی۔ **مسئلہ** (۲۶) سال پورا ہونے کے بعد کسی نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا تب بھی زکوٰۃ معاف ہو گئی۔ **مسئلہ** (۲۷) کسی کے پاس دو سو روپے تھے ایک سال کے بعد اس میں سے ایک سو چوری ہو گئے یا ایکسو روپے خیرات کر دئے تو ایکسو کی زکوٰۃ معاف ہو گئی فقط ایک سو کی زکوٰۃ دینا پڑے گی

(بقیہ صفحہ ۲۰) ہوتے ہیں چونکہ کسر کا حساب عوام کی سمجھ سے بالاتر ہے اس لئے پورے گیارہ روپے لکھ دئے گئے ہیں۔ لیکن احتیاطاً جب آٹھ روپے وصول ہو جائیں اسی وقت اتنے حصے کی زکوٰۃ دیدینی چاہیئے۔ ۱۱ دیکھو حاشیہ ۲ صفحہ ۲ ۱۲ و ان قدم الزکوٰۃ علی الحول وہو مالک النصاب

جائز (ہدایہ ج ۱ ص ۱۷۲) ۱۳ و یجوز التعجیل لاکثر من سنۃ لوجود السبب (عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۶) فاذا کان لہ النصاب من الذہب والفضۃ او عروض التجارۃ اقل من المائتین فعجل الزکوٰۃ ثم کمل النصاب و ان کان لہ مائتا درہم او عروض للتجارۃ قیمتہا مائتا درہم فتصدق بالخمسۃ عن الزکوٰۃ وانتقص النصاب حتی حال علیہ الحول والنصاب ناقص وکان النصاب کاملا وقت التعجیل ثم ہلک جمیع المال صار ما عجل بہ تطوعاً (عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۶) ۱۴ وان ہلک المال بعد وجوب الزکوٰۃ سقطت الزکوٰۃ وفی ہلاک البعض یسقط بقدرہ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۰ وہدایہ ج ۱ ص ۱۷۳) وان استہلک النصاب لا یسقط کذا فی السراجیۃ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۰) ۱۵ ومن تصدق بجمیع النصاب ولا ینوی الزکوٰۃ سقط فرضہ وہذا استحسان کذا فی الزاہدی (عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۱) ۱۶ دیکھو حاشیہ ۳ صفحہ ہذا ۱۷ یہاں مال سے وہ مال مراد ہے جس پر زکوٰۃ آتی ہے ۱۸ دیکھو حاشیہ ۳ صفحہ ہذا ۱۹ لیکن اگر خرچ کر ڈالا یا ہبہ کر دیا تو زکوٰۃ واجب رہے گی

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

باب ۱۵ زکوٰۃ کے ادا کرنے کا بیان!

مسئلہ (۱) جب[1] مال پر پورا سال گذر جاوے تو فوراً زکوٰۃ ادا کر دے نیک کام میں دیر لگانا اچھا نہیں کہ شاید اچانک موت آجاوے اور یہ مواخذہ اپنی گردن پر رہ جاوے اگر سال گذرنے پر زکوٰۃ ادا نہیں کی یہانتک کہ دوسرا سال بھی گذر گیا تو گنہگار ہوئی اب بھی توبہ کر کے دونوں سال کی زکوٰۃ دیدے غرض عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ضرور دیدے باقی نہ رکھے۔ مسئلہ (۲) جتنا[2] مال ہے اسکا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا واجب ہے یعنی سو[3] روپے میں ڈھائی روپے اور چالیس[4] روپے میں ایک روپیہ۔ مسئلہ (۳) جس[5] وقت زکوٰۃ کا روپیہ کسی غریب کو دیوے اس وقت اپنے دل میں اتنا ضرور خیال کر لے کہ میں زکوٰۃ میں دیتی ہوں اگر یہ نیت نہیں کی یوں ہی دیدیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دینا چاہیئے اور یہ جتنا دیا ہے اس کا ثواب الگ ملیگا۔ مسئلہ (۴) اگر فقیر[6] کو دیتے وقت یہ نیت نہیں کی تو جب تک وہ مال فقیر کے پاس رہے اس وقت تک یہ نیت کر لینا درست ہے اب نیت کر لینے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔ البتہ جب فقیر نے خرچ کر ڈالا اس وقت نیت کرنے کا اعتبار نہیں ہے اب پھر سے زکوٰۃ دیوے۔ مسئلہ (۵) کسی[7] نے زکوٰۃ کی نیت سے دو روپے نکال کر الگ رکھ لئے کہ جب کوئی مستحق ملیگا اس کو دیدونگی پھر جب فقیر کو دیدیا اس وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا بھول گئی تو بھی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ البتہ اگر زکوٰۃ کی نیت سے نکال کر الگ نہ رکھتی تو ادا نہ ہوتی۔ مسئلہ (۶) کسی[8] نے زکوٰۃ کے روپے نکالے تو اختیار ہے چاہے سب ایک ہی کو دیدے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی غریبوں کو دیوے اور چاہے اسی دن سب کو دیدے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی مہینے میں دیوے۔ مسئلہ (۷) بہتر یہ ہے کہ ایک غریب کو کم از کم اتنا دیدے کہ اس دن کے لئے کافی ہو جاوے کسی اور سے مانگنا نہ پڑے۔ مسئلہ (۸) ایک ہی فقیر[9] کو اتنا مال دیدینا جتنے مال کے ہونے سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مکروہ ہے لیکن اگر دیدیا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اور اس سے کم دینا جائز ہے مکروہ بھی نہیں۔ مسئلہ (۹) کوئی[10] عورت قرض مانگنے آئی اور یہ معلوم ہے کہ وہ اتنی تنگدست اور مفلس ہے کہ کبھی ادا نہ کر سکے گی ایسی نادہند ہے کہ قرض لے کر کبھی ادا نہیں کرتی اس کو قرض کے نام سے زکوٰۃ کا روپیہ دیدیا اور اپنے دل میں سوچ لیا کہ میں زکوٰۃ دیتی ہوں تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اگرچہ وہ اپنے دل میں یہی سمجھے کہ مجھے قرض دیا ہے۔ مسئلہ (۱۰) اگر کسی[11] کو انعام کے نام سے کچھ دیا مگر دل میں یہی نیت ہے کہ میں زکوٰۃ دیتی ہوں تب بھی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔

[1] و افتر اضہا عمری ای علی التراخی وقیل فوری ای واجب علی الفور وعلیہ الفتوی (ردالمحتار ص۱۶/۲) [2] ثم فی کل اربعۃ مثاقیل قیراطان لان الواجب ربع العشر وذلک فیما قلنا اذ کل مثقال عشرون قیراطا (ہدایہ ص۱۸۵/۱) [5] وشرط صحۃ ادائہا نیۃ مقارنۃ لہ ای للاداء ولو کانت المقارنۃ حکما کما لو دفع بلا نیۃ ثم نوی والمال قائم فی ید الفقیر او نوی عند الدفع للوکیل ثم دفع الوکیل بلا نیۃ او دفعہا الذمی الیہ فدفعہا للفقراء جاز لان المعتبر نیۃ الآمر (ردالمحتار ص۱۳/۲) [7] ولا یجوز اداء الزکوٰۃ الا بنیۃ مقارنۃ للاداء او مقارنۃ لعزل مقدار الواجب (ہدایہ ص۱۸۶/۱) [8] فیصرف المزکی الی کلہم او الی بعضہم ولو واحدا من ای صنف کان (ردالمحتار ص۹۲/۲) [7] یندب دفع ما یغنیہ یومہ عن السوال واعتبار حالہ من حاجۃ وعیال (ردالمحتار ص۹۵/۲ وعالمگیری ص۱۸۸/۱) [9] ویکرہ ان یدفع الی رجل مائتی درہم فصاعداً وان دفع جاز (عالمگیری ص۱۸۸/۱ وہدایہ ص۱۸۶/۱) [10] فلو سماہا ہبۃ او قرضا تجزیہ فی الاصح (ردالمحتار ص۱۴/۲) [11] ومن اعطی مسکینا دراہم وسماہا ہبۃ او قرضا ونوی الزکوٰۃ فانہا تجزیہ وہو الاصح۔ (عالمگیری ص۱۷۱/۱) [4] اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ چالیس روپیہ اگر کسی کے پاس ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی مسئلہ میں یہ بتانا مقصود ہے کہ جب صاحب نصاب ہو گیا تو ہر چالیس روپیہ پر ایک روپیہ زکوٰۃ واجب ہو گی۔ ۱۲

مسئلہ (۱۱) کسی غریب آدمی پر تمہارے دس روپے قرض ہیں اور تمہارے مال کی زکوٰۃ بھی دس روپے یا اس سے زیادہ ہے اس کو اپنا قرض زکوٰۃ کی نیت سے معاف کر دیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی البتہ اسکو دس روپے زکوٰۃ کی نیت سے دیدو تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اب یہی روپے اپنے قرض میں اس سے لے لینا درست ہیں۔ مسئلہ (۱۲) کسی کے پاس چاندی کا اتنا زیور ہے کہ حساب سے تین تولہ چاندی زکوٰۃ کی ہوتی ہے اور بازار میں تین تولہ چاندی دو روپے کی بکتی ہے، تو زکوٰۃ میں دو روپے دیدینا درست نہیں کیونکہ دو روپیہ کا وزن تین تولہ نہیں ہوتا اور چاندی کی زکوٰۃ میں جب چاندی دیجاوے تو وزن کا اعتبار ہوتا ہے قیمت کا اعتبار نہیں ہوتا ہاں اس صورت میں اگر دو روپے کا سونا خرید کر کے دیدیا یا دو روپے کے پیسے یا دو روپیہ کا کپڑا یا اور کوئی چیز دیدی یا خود تین تولہ چاندی دیدے تو درست ہے زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔ مسئلہ (۱۳) زکوٰۃ کا روپیہ خود نہیں دیا بلکہ کسی اور کو دیدیا کہ تم کسی کو دیدینا یہ بھی جائز ہے اب وہ شخص دیتے وقت اگر زکوٰۃ کی نیت نہ بھی کرے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔ مسئلہ (۱۴) کسی غریب کو دینے کے لئے تم نے دو روپے کسی کو دیئے لیکن اس نے بعینہٖ وہی دو روپے فقیر کو نہیں دئے جو تم نے دئے تھے بلکہ اپنے پاس سے دو روپیہ تمہاری طرف سے دیدئے اور یہ خیال کیا کہ وہ روپے میں لیلوں گا تب بھی زکوٰۃ ادا ہو گئی بشرطیکہ تمہارے روپے اس کے پاس موجود ہوں اور اب وہ شخص اپنے دو روپے کے بدلے میں تمہارے وہ دونوں روپے لیوے البتہ اگر تمہارے دئے ہوئے روپے اس نے پہلے خرچ کر ڈالے اس کے بعد اپنے روپے غریب کو دئے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی یا تمہارے روپے اسکے پاس رکھے تو ہیں لیکن اپنے روپے دیتے وقت یہ نیت نہ تھی کہ میں وہ روپے لے لونگا تب بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی اب وہ دونوں روپے پھر زکوٰۃ میں دیوے۔ مسئلہ (۱۵) اگر تم نے روپے نہیں دئے لیکن اتنا کہدیا کہ تم ہماری طرف سے زکوٰۃ دیدینا اس لئے اس نے تمہاری طرف سے زکوٰۃ دیدی تو ادا ہو گئی اور جتنا اس نے تمہاری طرف سے دیا ہے اب تم سے لے لیوے۔ مسئلہ (۱۶) اگر تم نے کسی سے کچھ نہیں کہا اس نے بلا تمہاری اجازت کے تمہاری طرف سے زکوٰۃ دیدی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی اب اگر تم منظور بھی کر لو تب بھی درست نہیں اور جتنا تمہاری طرف سے دیا ہے تم سے وصول کرنے کا اس کو حق نہیں۔ مسئلہ (۱۷) تم نے ایک شخص کو اپنی زکوٰۃ دینے کے لئے دو روپے دیئے تو اس کو اختیار ہے چاہے خود کسی غریب کو دیدے یا کسی اور کے سپرد کر دے کہ تم یہ روپیہ زکوٰۃ میں دیدینا اور یہ نام کا بتلانا ضروری نہیں ہے کہ فلانی کی طرف سے یہ زکوٰۃ دینا اور وہ شخص وہ

سلہ واداء الدین عن الدین والعین عن العین وعن الدین یجوز واداء الدین عن العین وعن دین سیقبض لا یجوز وحیلۃ الجواز ان یعطی مدیونہ الفقیر زکوٰتہ ثم یاخذہ عن دینہ (درالمختار ج ۲ ص ۱۶ وعالمگیری ج ۱ ص ۱۷۱) سلہ والمعتبر وزنہما اداء ووجوبا لا قیمتہا وہذا ان لم یؤد من خلاف الجنس والا اعتبرت القیمۃ اجماعا (درالمختار ج ۲ ص ۱۷) سلہ والمعتبر نیۃ الموکل فی الزکوٰۃ دون الوکیل کذا فی معراج الدرایۃ فلو دفع الزکوٰۃ الی رجل وامرہ ان یدفع الی الفقراء فدفع ولم ینو عند الدفع جاز (عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۱) سلہ ولو تصدق بدراہم نفسہ اجزاء ان کان علی نیۃ الرجوع وکانت دراہم الموکل قائمۃ (درالمختار ج ۲ ص ۱۵) سلہ ولو امر غیرہ بالدفع عنہ جاز (درالمختار ج ۲ ص ۱۵) سلہ ولو ادی زکوٰۃ غیرہ بغیر امرہ فبلغہ فاجاز لم یجز (درالمختار ص ۱۲) سلہ وللوکیل ان یدفع لولدہ الفقیر وزوجتہ لا لنفسہ الا اذا قال ربہا ضعہا حیث شئت (درالمختار ج ۲ ص ۱۴-۱۵) سلہ اس حیلہ کو اس قرض کی زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی جو اس فقیر کے ذمہ تھا کیونکہ جب زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے حساب لگایا جائے گا کہ کتنے روپیوں کی

زکوٰۃ واجب ہے تو قرض کے یہ روپے بھی شمار میں ضرور ہی آئیں گے۔ ۱۲

روپیہ اگر اپنے کسی رشتہ دار یا ماں باپ کو غریب دیکھ کر دیدے تو بھی درست ہے لیکن اگر وہ خود غریب ہو تو آپ ہی لے لینا درست نہیں۔ البتہ اگر تم نے یہ کہدیا ہو کہ جو چاہے کرو اور جسے چاہے دیدو تو آپ بھی لے لینا درست ہے۔

باب	پیداوار کی زکوٰۃ کا بیان!	۱۶

مسئلہ(۱) کوئی شہر کافروں کے قبضہ میں تھا وہی لوگ وہاں رہتے سہتے تھے پھر مسلمان ان پر چڑھ آئے اور لڑ کر وہ شہر ان سے چھین لیا اور وہاں دین اسلام پھیلایا اور مسلمان بادشاہ نے کافروں سے لیکر شہر کی ساری زمین انہی مسلمانوں کو بانٹ دی تو ایسی زمین کو شرع میں عشری کہتے ہیں اور اگر اس شہر کے رہنے والے لوگ سب کے سب اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے لڑنے کی ضرورت نہیں پڑی تب بھی اس شہر کی سب زمین عشری کہلاوے گی اور عرب کے ملک کی بھی ساری زمین عشری ہے

مسئلہ(۲) اگر کسی کے باپ دادا سے یہی عشری زمین برابر چلی آتی ہو یا کسی ایسے مسلمان سے خریدی جس کے پاس اسی طرح چلی آتی ہو تو ایسی زمین میں جو کچھ پیدا ہو اس میں بھی زکوٰۃ واجب ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کھیت کو سینچنا نہ پڑے فقط بارش کے پانی سے پیداوار ہو گئی یا ندی اور دریا کی کنارے پر ترائی میں کوئی چیز بوئی اور بے سینچے پیدا ہو گئی تو ایسے کھیت میں جتنا پیدا ہووے اس کا دسواں حصہ خیرات کر دینا واجب ہے یعنی دس من میں ایک من اور دس سیر میں ایک سیر اور اگر کھیت کو پرہلا کر کے یا کسی اور طریق سے سینچا ہو تو پیداوار کا بیسواں حصہ خیرات کرے یعنی بیس من میں ایک من اور بیس سیر میں ایک سیر اور یہی حکم ہے باغ کا ایسی زمین میں کتنی ہی تھوڑی چیز پیدا ہوئی ہو ہر حال یہ صدقہ خیرات کرنا واجب ہے کم اور زیادہ ہونے میں کچھ فرق نہیں ہے۔

مسئلہ(۳) اناج ساگ ترکاری میوہ پھل پھول وغیرہ جو کچھ پیدا ہو سب کا یہی حکم ہے۔

مسئلہ(۴) عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل سے اگر شہد نکالا تو اس میں بھی یہ صدقہ واجب ہے۔

مسئلہ(۵) کسی نے اپنے گھر کے اندر کوئی درخت لگایا یا کوئی چیز ترکاری کی قسم سے یا اور کچھ بویا اور اس میں پھل آیا تو اس میں یہ صدقہ واجب نہیں ہے

مسئلہ(۶) اگر عشری زمین کوئی کافر خرید لے تو وہ عشری نہیں رہتی پھر اگر اس سے مسلمان بھی خرید لے یا کسی اور طور پر اس کو مل جاوے تب بھی وہ عشری نہ ہو گی

مسئلہ(۷) یہ بات کہ یہ دسواں یا بیسواں حصہ کس کے ذمہ ہے یعنی زمین کے مالک پر ہے یا پیداوار کے مالک پر ہے اس میں بڑا عالموں کا اختلاف ہے

۱؎ ارض العرب وما اسلم اھلہا او فتح عنوۃ وقسم بین جیشنا والبصرۃ عشریۃ (رد المختار ص ۳۲) ۲؎ و تجب العشر (فی مسقی سماء ای مطر وسیح کنہر بلا شرط نصاب و بلا شرط بقاء الا فی نحو حطب وقصب و حشیش) و یجب نصفہ فی مسقی غرب ای دلو کبیر و دالیۃ ای دولاب (رد المختار ص ۴۹ ج ۲ و ہدایہ ص ۱۸۱ ج ۱) ۳؎ فیجب العشر

عندابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ فی کل ما تخرجہ الارض من الحنطۃ والشعیر والدخن والارز واصناف الحبوب والبقول والریاحین والاوراد والرطاب وقصب السکر والذریرہ والبطیخ والقثاء والخیار والباذنجان والعصفر واشباہ ذلک مما لہ ثمرۃ باقیۃ او غیر باقیۃ قل او کثر (رد المختار ص ۱۸۶ ج ۱) ۴؎ یجب العشر فی العسل اذا کان فی ارض العشر وما یجمع من ثمار الاشجار التی لیست بمملوکۃ کاشجار الجبال یجب فیہا العشر کذا فی الظہیرۃ (عالمگیری ص ۱۸۶ ج ۱ و بحر ص ۲۵۵ ج ۲) ۵؎ ولو کان فی دار رجل شجرۃ مثمرۃ لا عشر فیہا کذا فی شرح المجمع لابن مالک (عالمگیری ص ۱۸۶ ج ۱) ۶؎ ولو کانت الارض لمسلم باعہا من ذمی غیر تغلبی وقبضہا فعلیہ الخراج عندابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ فان اخذہا منہ مسلم بالشفعۃ او ردت علی البائع لفساد البیع فہو عشریۃ کما کانت (عالمگیری ص ۱۸۶ ج ۱) ۷؎ ولو آجر ارضا عشریۃ کان العشر علی الآجر عندابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وعندہما علی المستاجر وفی المزارعۃ علی قولہما العشر علیہما بالحصۃ وعلی قولہ علی رب الارض لکن یجب فی حصتہ فی عینہ وفی حصۃ المزارع یکون دینا فی ذمتہ (عالمگیری بحذف ص ۱۸۷ ج ۱) ۸؎ یعنی جن مسلمان سپاہیوں نے ملک کو فتح کیا ہے لیکن اگر ان کے علاوہ کسی اور مسلمان کو زمین دیدی گئی تو [illegible]

مگر ہم آسانی کے واسطے یہی بتلایا کرتے ہیں کہ پیداوار والے کے ذمہ ہے سو اگر کھیت ٹھیکہ پر ہو خواہ نقد پر یا غلہ پر تو کسان کے ذمہ ہوگا اور اگر کھیت بٹائی پر ہو تو زمیندار اور کسان دونوں اپنے اپنے حصہ کا دیں۔

باب ۱۷　جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اُن کا بیان

مسئلہ (۱) جس[ا] کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اتنی ہی قیمت کا سوداگری کا اسباب ہو اس کو شریعت میں مالدار کہتے ہیں ایسے شخص کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اسکو زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور کھانا بھی حلال نہیں، اسی طرح جس کے پاس اتنی ہی قیمت کا کوئی مال ہو جو سوداگری کا اسباب تو نہیں لیکن ضرورت سے زائد ہے وہ بھی مالدار ہے ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اگرچہ خود اس قسم کے مالدار پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔ **مسئلہ (۲)** اور جس[ب] کے پاس اتنا مال نہیں بلکہ تھوڑا مال ہے یا کچھ بھی نہیں یعنی ایک دن کے گذارہ کے موافق بھی نہیں اس کو غریب کہتے ہیں ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور ان لوگوں کو لینا بھی درست ہے **مسئلہ (۳)** بڑی بڑی دیگیں اور بڑے بڑے فرش فروش اور شامیانے جن کی برسوں میں ایک آدھ دفعہ کہیں شادی بیاہ میں ضرورت پڑتی ہے اور روزمرہ ان کی ضرورت نہیں ہوتی وہ ضروری اسباب میں داخل نہیں **مسئلہ (۴)** رہنے[ج] کا گھر اور پہننے کے کپڑے اور کام کاج کے لئے نوکر چاکر اور گھر کی گھرستی جو اکثر کام میں رہتی ہے یہ سب ضروری اسباب میں داخل ہیں اس کے ہونے سے مالدار نہیں ہوگی چاہے جتنی قیمت کی ہو اس لئے اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اسی طرح پڑھے ہوئے آدمی کے پاس اس کی سمجھ اور برتاؤ کی کتابیں بھی ضروری اسباب میں داخل ہیں۔ **مسئلہ (۵)** کسی[د] کے پاس دس[ہ] پانچ مکان ہیں جن کو کرایہ پر چلاتی ہے اور اس کی آمدنی سے گذر کرتی ہے یا ایک آدھ گاؤں ہے جس کی آمدنی آتی ہے لیکن بال بچے اور گھر میں کھانے پینے والے لوگ اتنے زیادہ ہیں کہ اچھی طرح بسر نہیں ہوتی اور تنگی رہتی ہے اور اس کے پاس کوئی ایسا مال بھی نہیں جس میں زکوٰۃ واجب ہو تو ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ **مسئلہ (۶)** کسی[و] کے پاس ہزار روپے نقد موجود ہیں لیکن وہ پورے ہزار روپے کا یا اس سے بھی زائد کا قرضدار ہے تو اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر قرضہ ہزار روپے سے کم ہو تو دیکھو قرضہ کے کر کتنے روپے بچتے ہیں

ا ولا یجوز دفع الزکوٰۃ الی من یملک نصابا ای مال کان دنانیر او دراہم او سوائم او عروضا للتجارۃ او لغیر التجارۃ فاضلا عن حاجتہ فی جمیع السنۃ ہکذا فی الزاہدی (عالمگیری ص ۱۸۹/۱) ب منہا الفقیر وہو من لہ ادنیٰ شئی وہو مادون النصاب او قدر نصاب غیر نام وہو مستغرق فی الحاجۃ فلا یخرجہ عن الفقیر ملک نصب کثیرۃ

غیر نامیۃ اذا کانت مستغرقۃ بالحاجۃ ومنہا المسکین وہو من لاشئی لہ فیحتاج الی المسئلۃ لقوتہ او ما یواری بدنہ ویحل لہ ذلک بخلاف الاول حیث لاتحل المسئلۃ لہ فانہا لاتحل لمن یملک قوت یومہ بعد سترۃ بدنہ (عالمگیری ص ۱۸۸/۱) ج لاباس ان یعطی من الزکوٰۃ من لہ مسکن وما یتاثث بہ فی منزلہ وخادم وفرس وسلاح وثیاب البدن وکتب العلم ان کان من اہلہ فان کان لہ فضل عن ذلک تبلغ قیمتہ مائتی درہم حرم علیہ اخذ الصدقۃ والذی یظہر مما مر ان ما کان من اثاث المنزل وثیاب البدن واوانی الاستعمال مما لابد لامثالہ منہ فہو من الحاجۃ الاصلیۃ وما زاد علی ذلک من الحلی والاوانی والامتعۃ التی یقصد بہا الزینۃ اذا بلغ نصابا تصیر بہ غنیۃ۔ (رد المحتار بحذف ص ۸۹/۲)۔ د دیکھو حاشیہ ۳ صفحہ ہذا ہ وکذا لو کان لہ حوانیت او دار غلۃ تساوی ثلاثۃ آلاف درہم وغلتہا لا تکفی لقوتہ وقوت عیالہ یجوز صرف الزکوٰۃ الیہ فی قول محمد رحمہ اللہ تعالیٰ (عالمگیری ص ۱۸۹/۱) و (ومن مصارف الزکوٰۃ) مدیون لایملک نصابا فاضلا عن دینہ وہو المراد بالغارم فی الآیۃ کذا ذکر فی الفتح القفی

انہ تعلق علی رب الدین الدین ایضا فانہ قال والغارم من لزمہ دین اولہ دین علی الناس لایقدر علی اخذہ ولیس عندہ نصاب (رد المحتار ص ۸۳/۲)۔

اگر اتنے بچیں جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اگر اس سے کم بچیں تو دینا درست ہے۔ مسئلہ (۷) ایک شخص اپنے گھر کا بڑا مالدار ہے لیکن کہیں سفر میں ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے پاس کچھ خرچ نہیں رہا سارا مال چوری ہو گیا یا اور کوئی وجہ ایسی ہوئی کہ اب گھر تک پہنچنے بھر کا بھی خرچ نہیں ہے ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے ایسے ہی اگر حاجی کے پاس راستے میں خرچ چک گیا اور اس کے گھر میں بہت مال و دولت ہے اسکو بھی دینا درست ہے۔ مسئلہ (۸) زکوٰۃ کا پیسہ کسی کافر کو دینا درست نہیں مسلمان ہی کو دیوے اور زکوٰۃ اور عشر اور صدقہ فطر اور نذر اور کفارہ کے سوا اور خیر خیرات کافر کو بھی دینا درست ہے۔ مسئلہ (۹) زکوٰۃ کے پیسہ سے مسجد بنوانا یا کسی لاوارث مردہ کا گور و کفن کر دینا یا مردے کی طرف سے اسکا قرضہ ادا کر دینا یا کسی اور نیک کام میں لگا دینا درست نہیں جب تک کسی مستحق کو دے نہ دیا جاوے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ مسئلہ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا پیسہ اپنے ماں باپ دادا دادی، نانا نانی پردادا وغیرہ جن لوگوں سے یہ پیدا ہوئی ہے ان کو دینا درست نہیں ہے اسی طرح اپنی اولاد اور پوتے پڑپوتے نواسے وغیرہ جو لوگ اس کی اولاد میں داخل ہیں ان کو بھی دینا درست نہیں، ایسے ہی بی بی اپنے میاں کو اور میاں بی بی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ مسئلہ (۱۱) ان رشتہ داروں کے سوا اور سب کو زکوٰۃ دینا درست ہے جیسے بھائی، بہن، بھتیجی، بھانجی، چچا، پھوپی، خالہ، ماموں، سوتیلی ماں، سوتیلا باپ دادا ساس خسر وغیرہ سب کو دینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۲) نابالغ لڑکے کا باپ اگر مالدار ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں اور اگر لڑکا لڑکی بالغ ہو گئے اور خود وہ مالدار نہیں لیکن ان کا باپ مالدار ہے تو ان کو دینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۳) اگر چھوٹے بچے کا باپ تو مالدار نہیں لیکن ماں مالدار ہے تو اس بچے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۴) سیدوں کو اور علویوں کو اور اسی طرح جو حضرت عباسؓ کی یا حضرت جعفرؓ یا حضرت عقیلؓ یا حضرت حارث بن عبدالمطلب کی اولاد میں ہوں ان کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اسی طرح جو صدقہ شریعت سے واجب ہو اس کا دینا بھی درست نہیں جیسے نذر کفارہ عشر صدقہ فطر اور اس کے سوا اور کسی صدقہ خیرات کا دینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۵) گھر کے نوکر چاکر خدمتگار ماما، دائی، کھلائی وغیرہ کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دیدینا درست ہے لیکن ان کی تنخواہ میں نہ حساب کرے بلکہ

ف۱ و (من مصارف الزکوٰۃ) ابن السبیل ہو کل من له مال لا معه ای سواء کان ہو فی غیر وطنه او فی وطنه وله دیون لا یقدر علی اخذہا کما فی النہر عن النقایة لکن الزیلعی جعل الثانی ملحقا به حیث قال و الحق به کل من ہو غائب عن ماله وان کان فی بلدہ فان الحاجة ہی المعتبرۃ و قد وجدت لانه فقیر یداً وان کان غنیا ظاہراً و قال فی الفتح ایضاً ولا یحل له ای لابن السبیل ان یاخذ اکثر من حاجته والاولی له ان یستقرض ان قدر ولا یلزمه ذلک لجواز عجزہ عن الاداء (رد المحتار ص۶۳ ج۲) ف۲ ولا تدفع (الزکوٰۃ) الی ذمی وجاز دفع غیرہا وغیر العشر والخراج الیه ای الذمی ولو واجبا کنذر و کفارۃ و فطرۃ خلافا للثانی وبقوله یفتی حاوی القدسی (رد المحتار ص۹۲ ج۲ وہدایہ ص۱۸۵ ج۱)

ف۳ ولا یصرف الی بناء مسجد ولا الی کفن میت وقضاء دینه (رد المحتار ص۶۳ ج۲ وہدایہ ص۱۸۵ ج۱) ف۴ ولا یدفع المزکی زکوٰۃ ماله الی ابیه وجدہ وان علا ولا الی ولدہ وولد ولدہ وان سفل ولا الی امرأته ولا تدفع المرأۃ الی زوجہا (ہدایہ ص۱۸۶ ج۱) ف۵ وقید بالولاد لجوازہ لبقیة الاقارب کالاخوۃ والاعمام والاخوال الفقراء بل ہم اولی لانه صلة وصدقة (در المختار ص۶۶ ج۲) ف۶ ولا یجوز دفعہا الی ولد الغنی کذا فی البحر الرائق وان کان کبیرا فقیرا یدفع الی امرأۃ غنی اذا کانت فقیرۃ وکذا الی البنت الکبیرۃ اذا کان ابوہا غنیا (عالمگیری ص۱۸۹ ج۱) ف۷ ای الی طفله ای الغنی بخلاف ولدہ الکبیر وابیه وامرأته الفقراء وطفل الغنیة فیجوز (در المختار ص۶۹ ج۲) ف۸ ولا یدفع الی بنی ہاشم وہم آل علی وآل عباس وآل جعفر وآل عقیل وآل حارث بن عبد المطلب ویجوز الدفع الی من عداہم من بنی ہاشم (عالمگیری ص۱۸۹ ج۱) ف۹ وجازت التطوعات من الصدقة قید بہا لیخرج بقیة الواجبات کالنذر والعشر والکفارات (در المختار ص۶۷ ج۲) ف۱۰ ولو نوی الزکوٰۃ بما یدفع المعلم الی الخلیفة ولم یستاجرہ ان کان الخلیفة بحال لو لم یدفعه یعلم الصبیان ایضاً اجزاہ وکذا ما دفعه الی الخدم من الرجال والنساء فی

الاعیاد وغیرہا بنیة الزکوٰۃ (عالمگیری ص۱۹۰ ج۱ و رد المحتار ص۶۶ ج۲) ف۵ مردہ خواہ لاوارث ہو یا وارث والا کسی صورت میں اسکے گور و کفن میں زکوٰۃ کا روپیہ خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی البتہ اگر مردہ کے غریب وارثوں ۱۲

ف۵ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے ۱۲

تنخواہ سے زائد بطور انعام اکرام کے دیدے اور دل میں زکوٰۃ دینے کی نیت رکھے تو درست ہے۔
مسئلہ (۱۶) جس[1] لڑکے کو تم نے دودھ پلایا ہے اس کو اور جس نے بچپن میں تم کو دودھ پلایا ہے اسکو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۷) ایک[2] عورت کا مہر ہزار روپیہ ہے لیکن اس کا شوہر بہت غریب ہے کہ ادا نہیں کر سکتا تو ایسی عورت کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر اس کا شوہر امیر ہے لیکن مہر دیتا نہیں یا اس نے اپنا مہر معاف کر دیا تو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر یہ امید ہے کہ جب مانگونگی تو وہ ادا کر دے گا کچھ تامل نہ کرے گا تو ایسی عورت کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۸) ایک[3] شخص کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دیدی پھر معلوم ہوا کہ وہ تو مالدار ہے یا سید ہے یا اندھیری رات میں کسی کو دیدیا پھر معلوم ہوا کہ وہ تو میری ماں تھی یا میری لڑکی تھی یا اور کوئی ایسا رشتہ دار ہے جس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں تو ان سب صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہوگئی دوبارہ ادا کرنا واجب نہیں لیکن لینے والے کو اگر معلوم ہو جاوے کہ یہ زکوٰۃ کا پیسہ ہے اور میں زکوٰۃ لینے کا مستحق نہیں ہوں تو نہ لیوے اور پھیر دیوے اور اگر دینے کے بعد معلوم ہو کہ جس کو دیا ہے وہ کافر ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر ادا کرے۔ مسئلہ (۱۹) اگر کسی[4] پر شبہ ہو کہ معلوم نہیں مالدار ہے یا محتاج ہے تو جب تک تحقیق نہ ہو جاوے اس کو زکوٰۃ نہ دیوے اگر بے تحقیق کئے دیدیا تو دیکھو دل زیادہ کدھر جاتا ہے اگر دل یہ گواہی دیتا ہے کہ وہ فقیر ہے تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اگر دل یہ کہے کہ وہ مالدار ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دیوے لیکن اگر دینے کے بعد معلوم ہو جاوے کہ وہ غریب ہی ہے تو پھر سے نہ دے زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ مسئلہ (۲۰) زکوٰۃ[5] کے دینے میں اور زکوٰۃ کے سوا اور صدقہ خیرات میں سب سے زیادہ اپنے رشتہ ناتہ کے لوگوں کا خیال رکھو کہ پہلے ان ہی لوگوں کو دو لیکن ان سے یہ نہ بتاؤ کہ یہ صدقہ اور خیرات کی چیز ہے تاکہ وہ برا نہ مانیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ قرابت والوں کو خیرات دینے سے دہرا ثواب ملتا ہے ایک تو خیرات کا دوسرا اپنے عزیزوں کے ساتھ سلوک و احسان کرنے کا پھر جو کچھ ان سے بچے وہ اور لوگوں کو دو۔ مسئلہ (۲۱) ایک[6] شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں بھیجنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر دوسرے شہر میں اس کے رشتہ دار رہتے ہوں ان کو بھیجدیا یا یہاں والوں کے اعتبار سے وہاں کے لوگ زیادہ محتاج ہیں یا وہ لوگ دین کے کام میں لگے ہیں ان کو بھیجدیا تو مکروہ نہیں کہ طالب علموں اور دیندار عالموں کو دینا بڑا ثواب ہے۔

ف۱ دیکھو حاشیہ ۵ صفحہ ۲۶ ف۲ ولو دفعها لاخته ولها على زوجها مهر يبلغ نصابا وهو مليء مقر ولو طلبت لا يمتنع عن الاداء لا يجوز والا جاز (رد المحتار ص ۹۶ ج ۲)
ف۳ واذا شك وتحرى فوقع في اكبر رأيه انه محل الصدقة فدفع اليه او سال منه فدفع او رآه في صف الفقراء فدفع فان ظهر انه محل صدقة جاز بالاجماع و

كذا ان لم يظهر حاله عنده واما اذا ظهر انه غني او هاشمي او كافر او مولى الهاشمي او الوالدان او المولودون او الزوج او الزوجة فانه يجوز وتسقط عنه الزكوة في قول ابي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى ولو ظهر انه عبده او مدبره او ام ولده او مكاتبه فانه لا يجوز وعليه ان يعيدها بالاجماع واذا دفعها ولم يخطر بباله انه مصرف ام لا فهو على الجواز الا اذا تبين انه غير مصرف واذا دفعها اليه وهو شاك ولم يتحر او تحرى ولم يظهر له انه مصرف او غلب على ظنه انه ليس بمصرف فهو على الفساد الا اذا تبين انه مصرف (عالمگیری ص ۱۹۰ ج ۱)
ف۴ دیکھو حاشیہ ۳ صفحہ ۱۸
ف۵ والافضل في الزكوة والفطر والنذر الصرف اولا الى الاخوة والاخوات ثم الى اولادهم ثم الى الاعمام والعمات ثم الى اولادهم ثم الى الاخوال والخالات ثم الى اولادهم ثم ذوي الارحام ثم الى الجيران ثم الى اهل حرفته ثم الى اهل مصره او قريته (عالمگیری ص ۱۹۰ ج ۱)
ف۶ ويكره نقل الزكوة من بلد الى بلد الا ان ينقلها الانسان الى قرابته او الى قوم هم احوج اليها من اهل بلده (عالمگیری ص ۱۹۰ ج ۱) وفي الدر وكره نقلها الا الى قرابته بل في الظهيرية لا يكره

صدقة الرجل وقرابته محاويج حتى يبدأ بهم فيسد حاجتهم او احوج او اصلح او اورع او انفع للمسلمين من دار الحرب الى دار الاسلام او الى طالب العلم وفي المعراج التصدق على العالم الفقير افضل والى زهاد (رد المحتار ص ۹۳ ج ۲)

باب ۱۸ صدقہ فطر کا بیان

مسئلہ (۱) جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال و اسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہو تو اس پر عید کے دن صدقہ دینا واجب ہے چاہے وہ سوداگری کا مال ہو یا سوداگری کا نہ ہو اور چاہے سال پورا گذر چکا ہو یا نہ گذرا ہو اور اس صدقہ کو شرع میں صدقہ فطر کہتے ہیں۔ مسئلہ (۲) کسی کے پاس رہنے کا بڑا بھاری گھر ہے کہ اگر بیچا جائے تو ہزار پانسو کا بکے اور پہننے کے بڑے قیمتی قیمتی کپڑے ہیں مگر ان میں گوٹہ لچکا نہیں اور خدمت کے لئے دو چار خدمتگار ہیں گھر میں ہزار پانسو کا ضروری اسباب بھی ہے مگر زیور نہیں اور وہ سب کام میں آیا کرتا ہے یا کچھ اسباب ضرورت سے زیادہ بھی ہے اور کچھ گوٹہ لچکہ اور زیور بھی ہے لیکن وہ اتنا نہیں جتنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو ایسے پر صدقہ فطر واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۳) کسی کے دو گھر ہیں ایک میں خود رہتی ہے اور ایک خالی پڑا ہے یا کرایہ پر دیدیا ہے تو یہ دوسرا مکان ضرورت سے زائد ہے اگر اس کی قیمت اتنی ہو جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر صدقہ فطر واجب ہے اور ایسے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا بھی جائز نہیں البتہ اگر اسی پر اس کا گذارہ ہو تو یہ مکان بھی ضروری اسباب میں داخل ہو جاوے گا اور اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوگا اور زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور دینا بھی درست ہوگا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ جس کو زکوٰۃ اور صدقہ کا پیسہ لینا درست ہے اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اور جس کو صدقہ اور زکوٰۃ کا لینا درست نہیں اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔ مسئلہ (۴) کسی کے پاس ضروری اسباب سے زائد مال اسباب ہے لیکن وہ قرضدار بھی ہے تو قرضہ مجرا کر کے دیکھو کیا بچتا ہے اگر اتنی قیمت کا اسباب بچ رہے جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو صدقہ فطر واجب ہے اور اگر اس سے کم بچے تو واجب نہیں۔ مسئلہ (۵) عید کے دن جس وقت فجر کا وقت آتا ہے اسیوقت یہ صدقہ واجب ہوتا ہے تو اگر کوئی فجر کا وقت آنے سے پہلے ہی مر گیا اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اس کے مال میں سے نہ دیا جاوے گا مسئلہ (۶) بہتر یہ ہے کہ جس وقت مرد لوگ نماز کے لئے عیدگاہ جاتے ہیں اس سے پہلے ہی صدقہ دیدے اگر پہلے نہ دیا تو خیر بعد سہی۔ مسئلہ (۷) کسی نے صدقہ فطر عید کے دن سے پہلے ہی رمضان میں دیدیا تب بھی ادا ہو گیا اب دوبارہ دینا واجب نہیں مسئلہ (۸) اگر کسی نے عید

ف۱ صدقۃ الفطر تجب علی حر مسلم مکلف مالک لنصاب او قیمتہ وان لم یحل علیہ الحول عند طلوع فجر یوم الفطر ولم یکن للتجارۃ فارغ عن الدین وحاجتہ الاصلیۃ وحوائج عیالہ والمعتبر فیہا الکفایۃ لا التقدیر وہی مسکنہ واثاثہ وثیابہ وفرسہ وسلاحہ وعبیدہ للخدمۃ (مراقی ص۱۲۱) ف۲ لہ دار یسکنہا لکن تزید علی حاجتہ الخ

ف۲ ولا یسکن الکل یحل لہ اخذ الصدقۃ فی الصحیح وفیہا سئل محمد عمن لہ ارض یزرعہا او حانوت یستغلہا او دار غلتہا ثلاثۃ آلاف ولا تکفی لنفقتہ ونفقۃ عیالہ سنۃ یحل لہ اخذ الزکوۃ والذی یظہر مما مران ما کان من اثاث المنزل وثیاب البدن واوانی الاستعمال مما لا بد لامثالہ منہ فہو من الحاجۃ الاصلیۃ وما زاد علی ذلک من الحلی والاوانی والامتعۃ التی یقصد بہا الزینۃ اذا بلغ نصابا تصیر بہ غنیۃ (رد المختار ص ۸۸-۸۹ ج۲)

ف۳ وذکر فی الفتاوی فیمن لہ حوانیت ودور للغلۃ لکن غلتہا لا تکفیہ وعیالہ انہ فقیر (رد المختار ص۸۸ ج۲)

ف۴ وان کان مالہ اکثر من دینہ زکی الفاضل اذا بلغ نصابا (ہدایہ ص۱۳۶ ج۱) وصدقۃ الفطر کالزکوۃ فی المصارف وفی کل حال الا فی جواز الدفع الی ذمی وعدم سقوطہا بہلاک المال (رد المختار ص۱۰۸ ج۲)

ف۶ (وتجب) بطلوع فجر الفطر ای الفجر الثانی فمن مات قبلہ ای الفجر او ولد بعدہ او اسلم لا تجب علیہ (رد المختار ص۱۰۶ ج۲ و عالمگیری ص۱۹۲ ج۱)

ف۷ ویستحب اخراجہا ای صدقۃ الفطر قبل الخروج الی المصلی بعد طلوع فجر الفطر (رد المختار ص۱۰۶ ج۲)

ف۸ وصح اداؤہا اذا قدمہ علی یوم الفطر او اخرہ (رد المختار ص۱۰۶ ج۲)

ف۹ وان اخروہا عن یوم الفطر لم تسقط وکان علیہم اخراجہا (ہدایہ ص۱۹۱ ج۱) ف۱۰ یہاں صدقہ کے پیسہ سے مراد صدقہ واجبہ کے پیسے ہیں ۱۲ ف۱۱ خواہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہو یا صدقہ فطر ۱۲

کے دن صدقۂ فطر نہ دیا تو معاف نہیں ہوا اب کسی دن دیدینا چاہیے۔ مسئلہ[۹] صدقۂ فطر فقط اپنی طرف سے واجب ہے کسی اور کی طرف[۱] سے ادا کرنا واجب نہیں نہ بچوں کی طرف سے نہ ماں باپ کی طرف سے نہ شوہر کی طرف سے نہ کسی اور کی طرف سے۔ مسئلہ[۱۰] اگر چھوٹے[۲] بچے کے پاس اتنا مال ہو جتنے کے ہونے سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، جیسے اس کا کوئی رشتہ دار مر گیا اس کے مال سے اس بچہ کو حصہ ملا یا کسی اور طرح سے بچے کو مال مل گیا تو اس بچہ کے مال میں سے صدقۂ فطر ادا کرے لیکن اگر وہ بچہ[۳] عید کے دن صبح ہونے کے بعد پیدا ہوا ہو تو اس کی طرف سے صدقۂ فطر واجب نہیں ہے۔ مسئلہ[۱۱] جس[۴] نے کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے اس پر بھی یہ صدقہ واجب اور جس نے روزے رکھے اس پر بھی واجب ہے دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ مسئلہ[۱۲] صدقۂ[۵] فطر میں اگر گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا گیہوں کا ستو دیوے تو اسی[۶] کے سیر یعنی انگریزی تول سے آدھی چھٹانک اوپر پونے دو سیر بلکہ احتیاط کے لئے پورے دو سیر یا کچھ اور زیادہ دیدینا چاہیے کیونکہ زیادہ ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے بلکہ بہتر ہے اور اگر جو یا جو کا آٹا دیوے تو اس کا دونا دینا چاہیے۔ مسئلہ[۱۳] اگر گیہوں[۷] یا جو کے سوا کوئی اور اناج دیا جیسے چنا، جوار، تو اتنا دیوے کہ اس کی قیمت اتنے گیہوں یا اتنے جو کے برابر ہو جاوے جتنے اوپر بیان ہوئے۔ مسئلہ[۱۴] اگر گیہوں اور جو نہیں دیئے بلکہ اتنے گیہوں اور جو کی قیمت دیدی تو یہ سب سے بہتر ہے۔ مسئلہ[۱۵] ایک[۸] آدمی کا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دیدے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی فقیروں کو دیدے دونوں باتیں جائز ہیں۔ مسئلہ[۱۶] اگر کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دیدیا تب بھی درست[۹] ہے۔ مسئلہ[۱۰] صدقۂ[۱۰] فطر کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

باب	قربانی کا بیان	۱۹

قربانی کا بڑا ثواب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[۱۱] ہے کہ قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ان دنوں میں یہ نیک کام سب نیکیوں سے بڑھکر ہے اور قربانی کرتے وقت یعنی ذبح کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے تو زمین تک پہنچنے سے پہلے

؎۱ (یجب) عن نفسه وطفله الفقیر واشار الی ان الام لا تجب علیها صدقة اولادها الصغار کما فی البدائع (رد المحتار ص۱۰۱ ج۲) ؎۲ تجب علی الصبی والمجنون اذا کان لهما مال ویخرجها الولی عن مالهما وکما تجب فطرتهما تجب فطرة رقیقهما من مالهما رد المحتار ص۹۹ ج۲) ؎۳ دیکھو حاشیہ ۶ صفحہ ۲۸۔ ؎۴ ومن سقط عنه صوم الشهر لکبره او لمرض یلیقه صدقة الفطر (عالمگیری ص۱۹۲ ج۱) ؎۵ الفطرة نصف صاع من بر او دقیق او سویق او زبیب او صاع من تمر او شعیر (ہدایہ ص۱۹۱ ج۱ و رد المحتار ص۱۰۳-۱۰۴ ج۲) ؎۶ وما لم ینص علیه کذرة وخبز یعتبر فیه القیمة (رد المحتار ص۱۰۴ ج۲ وعالمگیری ص۱۹۱ ج۱) ؎۷ وذکر فی الفتاوی ان اداء القیمة افضل من عین المنصوص علیه وعلیه الفتوی ام

و عالمگیری ص۱۹۲ ج۱ و در مختار ص۱۰۶ ج۲) ؎۸ وجاز دفع کل شخص فطرته الی مسکین او مساکین علی المذہب کما جاز دفع صدقة جماعة الی مسکین واحد بلا خلاف (رد المحتار ص۱۰۶-۱۰۷ ج۲) ؎۹ دیکھو حاشیہ ۸ صفحہ ہذا ؎۱۰ صدقة الفطر کالزکوٰۃ فی المصارف وفی کل حال الا فی جواز الدفع الی الذمی وعدم سقوطها بهلاک المال۔ (رد المحتار ص۱۰۴ ج۲) ؎۱۱ عن عائشة رض قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اہراق الدم وانه لیاتی یوم القیامة بقرونها واشعارها واظلافها وان الدم یقع من اللہ بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بها نفسا، رواہ الترمذی وابن ماجۃ (مشکوۃ ص۱۲۸) ؎۱ یہاں جو حکم بیان کیا گیا ہے وہ عورتوں کا ہے مردوں پر اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے دینا واجب ہے بشرطیکہ وہ مالدار نہ ہوں۔ اور اگر وہ مالدار ہوں تو باپ کو چاہیے کہ انہیں کے مال میں سے دیدے بالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب نہیں لیکن اگر وہ بالغ اولاد مجنون ہو تو اس کی طرف سے بھی دینا واجب ہے بشرطیکہ وہ مالدار نہ ہو اگر وہ مالدار ہے تو اسی کے مال میں سے ادا کرے ؎۲ دیکھو حاشیہ ۱

صفحہ ۱۸ ؎۱ چاول وغیرہ بھی اسی حکم میں شامل ہیں فقط گیہوں کا دوگنا دیدینا کفایت نہ کریگا بلکہ قیمت کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ؎۲ اگر ایک ہی فقیر کو کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر دے تو اتنا نہ دینا چاہیے کہ اس فقیر

ہی اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول ہو جاتا ہے تو خوب خوشی سے اور خوب دل کھول کر قربانی کیا کرو۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قربانی کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر ہر بال کے بدلے میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے، سبحان اللہ بھلا سوچو تو کہ اس سے بڑھ کر اور کیا ثواب ہوگا کہ ایک قربانی کرنے سے ہزاروں لاکھوں نیکیاں مل جاتی ہیں، بھیڑ کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں اگر کوئی صبح سے شام تک گنے تب بھی نہ گن پاوے پس سوچو تو کتنی نیکیاں ہوئیں بڑی دینداری کی بات تو یہ ہے کہ اگر کسی پر قربانی کرنا واجب بھی نہ ہو تب بھی اتنے بے حساب ثواب کے لالچ سے قربانی کر دینا چاہئے کہ جب یہ دن چلے جاوینگے تو یہ دولت کہاں نصیب ہوگی اور اتنی آسانی سے اتنی نیکیاں کیسے کما سکے گی اور اگر اللہ نے مالدار اور امیر بنایا ہو تو مناسب ہے کہ جہاں اپنی طرف سے قربانی کرے جو رشتہ دار مر گئے ہیں جیسے ماں باپ وغیرہ ان کی طرف سے بھی قربانی کر دے کہ ان کی روح کو اتنا بڑا ثواب پہونچ جاوے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کی بیبیوں کی طرف سے اپنے پیر وغیرہ کی طرف سے کر دے اور نہیں تو کم سے کم اتنا تو ضرور کرے کہ اپنی طرف سے قربانی کرے کیونکہ مالدار پر تو واجب ہے۔ جس کے پاس مال و دولت سب کچھ موجود ہے اور قربانی کرنا اس پر واجب ہے پھر بھی اس نے قربانی نہ کی اس سے بڑھ کر بدنصیب اور محروم اور کون ہوگا اور گناہ رہا سو الگ جب قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹا دے تو پہلے یہ دعا پڑھے۔

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلٰوتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ

پھر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہہ کر ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِيلِكَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

مسئلہ (۱) جس پر صدقہ فطر واجب ہے اس پر بقرعید کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے اور اگر اتنا مال نہ ہو جتنے کے ہونے سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر کر دیوے تو بہت ثواب پاوے۔ مسئلہ (۲) مسافر پر قربانی کرنا واجب نہیں مسئلہ (۳) بقرعید کی دسویں تاریخ سے لیکر بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے چاہے جس دن قربانی کرے لیکن قربانی کرنے کا سب سے بہتر دن بقرعید کا دن ہے پھر گیارہویں تاریخ پھر بارہویں تاریخ۔ مسئلہ (۴) بقرعید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں ہے جب لوگ نماز پڑھ چکیں تب کرے البتہ اگر کوئی کسی دیہات میں اور گاؤں میں رہتی ہو تو وہاں فجر کی نماز کے بعد بھی قربانی

---

۵۱ عن زید ابن ارقم قال قال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ہذہ الاضاحی قال سنۃ ابیکم ابراہیم علیہ السلام قالوا فما لنا فیہا یا رسول اللہ قال بکل شعرۃ حسنۃ قالوا فالصوف یا رسول اللہ قال بکل شعرۃ من الصوف حسنۃ رواہ احمد وابن ماجہ (مشکوۃ ص۱۲۹)

۵۲ عن جابر قال ذبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجوئین فلما وجہہما قال انی وجہت وجہی الخ (مشکوۃ ص۱۲۸)

۵۳ وشرائطہا الاسلام والاقامۃ والیسار الذی یتعلق بہ وجوب صدقۃ الفطر (رد المختار ص۲۱۶ ج۵ وہدایہ ص۴۲۶ ج۴)

۵۴ ولیس علی الفقیر والمسافر اضحیۃ ۱۲ (ہدایہ ص۴۲۸ ج۴)

۵۵ ووقت الاضحیۃ یدخل بطلوع الفجر من یوم النحر الا انہ لا یجوز لاہل الامصار الذبح حتی یصلی الامام العید فاما اہل السواد فیذبحون بعد الفجر (ہدایہ ص۴۲۸ ج۴)

۵۶ اگر کسی دوسرے کی جانب سے ذبح کرنا ہو تو تقبلہ کے بعد من فلاں کہے (فلاں کی جگہ اس شخص کا نام لے جسکی طرف سے قربانی کر رہا ہے)

۵۷ صبح صادق کے بعد بھی درست ہے ۱۲

کردینا درست ہے شہر اور قصبہ کے رہنے والے نماز کے بعد کریں۔ **مسئلہ** (۵) اگر کوئی[ل] شہر کی رہنے والی اپنی قربانی کا جانور کسی گاؤں میں بھیجدیوے تو اس کی قربانی نماز[عہ] سے پہلے بھی درست ہے اگرچہ خود وہ شہر ہی میں موجود ہے۔ لیکن جب قربانی دیہات میں بھیجدی تو نماز سے پہلے قربانی کرنا درست ہوگیا، ذبح ہوجانے کے بعد اس کو منگوالے اور گوشت کھاوے۔ **مسئلہ** (۶) بارہویں[ع] تاریخ سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے قربانی کرنا درست ہے۔ جب سورج ڈوب گیا تو اب قربانی کرنا درست نہیں۔ **مسئلہ** (۷) دسویں[ت] سے بارہویں تک جب جی چاہے قربانی کرے چاہے دن میں چاہے رات میں لیکن رات کو ذبح کرنا درست نہیں کہ شاید کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی درست نہ ہو۔ **مسئلہ** (۸) دسویں[ک] گیارہویں بارہویں تاریخ سفر میں تھی پھر بارہویں تاریخ سورج ڈوبنے سے پہلے گھر پہونچ گئی یا پندرہ دن کہیں ٹھیرنے کی نیت کرلی تو اب قربانی کرنا واجب ہوگیا اسی طرح اگر پہلے اتنا مال نہ تھا اس لئے قربانی واجب نہ تھی پھر بارہویں تاریخ سورج ڈوبنے سے پہلے کہیں سے مال ملگیا تو قربانی کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ** (۹) اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے اگر خود ذبح کرنا نہ جانتی ہو تو کسی اور سے ذبح کروالے اور ذبح کے وقت وہاں جانور کے سامنے کھڑی ہو جانا بہتر ہے اور اگر ایسی جگہ ہے کہ پردہ کی وجہ سے سامنے نہیں کھڑی ہوسکتی تو بھی کچھ حرج نہیں۔ **مسئلہ** (۱۰) قربانی[لا] کرتے وقت زبان سے نیت پڑھنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں ہے اگر دل میں خیال کرلیا کہ میں قربانی کرتی ہوں اور زبان سے کچھ نہیں پڑھا فقط بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کے ذبح کردیا تو بھی قربانی درست ہوگئی۔ لیکن اگر یاد ہو تو وہ دعا پڑھ لینا بہتر ہے جو اوپر بیان ہوئی۔ **مسئلہ** (۱۱) قربانی فقط اپنی طرف سے کرنا واجب ہے اولاد کی طرف سے واجب نہیں بلکہ اگر نابالغ اولاد مالدار بھی ہو تب بھی اس کی طرف سے کرنا واجب نہیں نہ اپنے مال میں سے نہ اس کے مال میں سے۔ اگر کسی نے اس کی طرف سے قربانی کردی تو نفل ہوگئی لیکن اپنے ہی مال میں سے کرے اس کے مال میں سے ہرگز نہ کرے۔ **مسئلہ** (۱۲) بکری[ف]، بکرا، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی اتنے جانوروں کی قربانی درست ہے اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں۔ **مسئلہ** (۱۳) گائے[ق] بھینس، اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہوکر قربانی کریں تو بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب کی نیت قربانی کرنے کی یا عقیقہ کی ہو صرف گوشت کھانے کی

ل وحيلة المصري اذا اراد التعجيل ان يبعث بها الى خارج المصر فيضحي بها كما طلع الفجر (ہدایہ صفحہ ۴۲۷ ج ۴) عہ[؟] وقت الاضحية ثلاثة ايام العاشر والحادي عشر

والثاني عشر اولها افضل وآخرها ادونها ويجوز في نهارها وليليها بعد طلوع الفجر من يوم النحر الى غروب الشمس من اليوم الثاني عشر الا انه يكره الذبح في الليل (عالمگیری صفحہ ۱۹۸ ج ۴ وہدایہ صفحہ ۴۲۷ ج ۴) ت اذا لم يكن اهلا للوجوب في اول الوقت ثم صار اهلا في آخره بان كان كافرا او عبدا او فقيرا او مسافرا في اول الوقت ثم صار اهلا في آخره يجب عليه (عالمگیری صفحہ ۱۹۷ ج ۴) ک والافضل ان يذبح اضحيته بيده ان كان يحسن الذبح وان كان لا يحسنه فالاولى في القربات ان يتولى بنفسه ان كان لا يحسن فالافضل ان يستعين بغيره ولكن ينبغي ان يشهد بانفسه (عالمگیری صفحہ ۲۰۱ ج ۴) لا ولا يشترط ان يقول بلسانه ما نوى بقلبه كما في الصلوة (رد المختار صفحہ ۲۱۶ ج ۵) ف وليس على الرجل ان يضحي عن اولاده الكبار وامرأته الا باذنه وفي الولد الصغير عن ابي حنيفة روايتان في ظاهر الرواية تستحب ولا تجب (عالمگیری صفحہ ۱۹۷ ج ۴) ق واما جنسه فهو ان يكون من الاجناس الثلثة الغنم او الابل او البقر ويدخل في كل جنس نوعه والذكر والانثى منه والخصي والفحل (عالمگیری صفحہ ۱۹۹ ج ۴) ۵ دیکھو حاشیہ ۱ صفحہ ۲

عہ مراد ہے بقر عید کی نماز ۱۲

نیت نہ ہو، اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہوگا تو کسی کی قربانی درست نہ ہوگی نہ اس کی جس کا پورا حصہ ہے نہ اس کی جس کا ساتویں سے کم ہے **مسئلہ (۱۴)** اگر گائے[لے] میں سات آدمیوں سے کم لوگ شریک ہوئے جیسے پانچ آدمی شریک ہوئے یا چھ آدمی شریک ہوئے اور کسی کا حصہ[ہے] ساتویں حصہ سے کم نہیں تب بھی سب کی قربانی درست ہے۔ اور اگر آٹھ آدمی شریک ہوگئے تو کسی کی قربانی صحیح نہیں ہوئی۔ **مسئلہ (۱۵)** قربانی[گے] کے لئے کسی نے گائے خریدی اور خریدتے وقت یہ نیت کی کہ اگر کوئی اور ملگیا تو اس کو بھی اس گائے میں شریک کرلینگے اور ساجھے میں قربانی کرینگے اس کے بعد کچھ اور لوگ اس گائے میں شریک ہوگئے تو یہ درست ہے اور اگر خریدتے وقت اس کی نیت شریک کرنے کی نہ تھی بلکہ پوری گائے اپنی طرف سے قربانی کرنے کا ارادہ تھا تو اب اس میں کسی اور کا شریک ہونا بہتر تو نہیں ہے لیکن اگر کسی اور کو شریک کرلیا تو دیکھنا چاہیے جس نے شریک کیا ہے وہ امیر ہے کہ اس پر قربانی واجب ہے یا غریب ہے جس پر قربانی واجب نہیں اگر امیر ہے تو درست ہے اور اگر غریب[عے] ہے تو درست نہیں **مسئلہ (۱۶)** اگر قربانی[ہے] کا جانور کہیں گم ہوگیا اس لئے دوسرا خرید اپھر وہ پہلا بھی ملگیا اگر امیر آدمی کو ایسا اتفاق ہوا تو ایک ہی[ھے] جانور کی قربانی اس پر واجب ہے اور اگر غریب آدمی کو ایسا اتفاق ہوا تو دونوں جانوروں کی قربانی اس پر واجب ہوگی **مسئلہ (۱۷)** سات[ے] آدمی گائے میں شریک ہوئے تو گوشت بانٹتے وقت اٹکل سے نہ بانٹیں بلکہ ٹھیک تول کر بانٹیں نہیں تو اگر کوئی حصہ زیادہ کم رہیگا تو سود[ہے] ہو جائے گا اور گناہ ہوگا البتہ اگر گوشت کے ساتھ کلہ پائے اور کھال کو بھی شریک کرلیا تو جس طرف کلہ پائے یا کھال ہو اس طرف اگر گوشت کم ہو درست ہے چاہے جتنا کم ہو جس طرف گوشت زیادہ تھا اس طرف کلہ پائے شریک کئے تو بھی سود ہوگیا اور گناہ ہوا **مسئلہ (۱۸)** بکری[ے] سال بھر سے کم کی درست نہیں جب پورے سال بھر کی ہو تب قربانی درست ہے اور گائے بھینس دو برس سے کم کی درست نہیں پورے دو برس ہو چکیں تب قربانی درست ہے اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں ہے اور دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو اور سال بھر والے بھیڑ دنبوں میں اگر چھوڑ دو تو کچھ فرق نہ معلوم ہوتا ہو تو ایسے وقت چھ[ے] مہینے کے دنبہ اور بھیڑ کی بھی قربانی درست ہے

لے یجب ان یعلم ان الشاۃ لاتجزی الاعن واحد وان کانت عظیمۃ والبقر والبعیر یجزی عن سبعۃ اذا کانوا یریدون بہ وجہ اللہ تعالی والتقدیر بالسبع یمنع الزیادۃ ولا یمنع النقصان (عالمگیری صفحہ ۲۳) ، سے ولو لاحد ہم اقل من سبع لم یجز عن احد (رد المحتار صفحہ ۲۱۹) سے ولو اشتری بقرۃ یرید ان یضحی بہا عن نفسہ ثم اشترک فیہا ستۃ معہ جاز استحسانا (ہدایہ صفحہ ۴۲۸) وہذا محمول علی الغنی لانہا لم تتعین لوجوب التضحیۃ بہا ومع ذلک یکرہ فاما الفقیر فلا یجوز لہ ان

لیشرک فیہا (رد المحتار صفحہ ۲۱۶-۲۲۰) ہے ولو ضلت او سرقت فاشتری اخری ثم ظہرت الاولی فی ایام النحر علی الموسر ذبح احدہما وعلی الفقیر ذبحہما (ہدایہ صفحہ ۴۳۰) ہے ویقسم اللحم وزنا لا جزافا الا اذا ضم معہ من الاکارع او الجلد (رد المحتار صفحہ ۲۲۰) ، ہے وصح الجذع من الضان ان کان بحیث لو خلط بالثنایا لا یمکن التمییز من بعد وصح الثنی فصاعدا من الثلثۃ والثنی ہو ابن خمس من الابل وحولین من البقر والجاموس وحول من الشاۃ والمعز (رد المحتار صفحہ ۲۲۳) وفی المعراج العفان جمع ضائن کرکب جمع راکب من الذوات الصوف والمعز ذات الشعر والاسم الذکر التیس (در مختار صفحہ ۲۲۳) ، عے لیکن اس شرکاء کی قربانی پر کوئی اثر نہ پڑیگا ان کی قربانی ادا ہو جائیگی البتہ اس غریب کو چاہیے کہ جتنے حصوں کی نیت اس نے خریدتے وقت کی تھی اتنے حصہ کی قربانی کرے بشرطیکہ قربانی کے دن باقی ہوں اور اگر قربانی کے دن ختم ہوگئے ہوں تو اتنے حصوں کا دام فقیروں و مساکین کو دیدے عے یعنی دونوں میں سے کسی ایک کی قربانی کردے اگرچہ پہلے جانور کی قربانی کرے جو گم ہوگیا تھا تو اس میں کوئی شرط نہیں لیکن اگر دوسرے جانور کی قربانی کرے تو اس میں یہ شرط ہے کہ یہ دوسرا جانور پہلے جانور سے قیمت میں برابر ہو یا زائد ہو لیکن اگر کم ہو تو جتنی قیمت میں کمی ہو وہ غرباء کو خیرات کردیجائے یہی بہتر ہے۔ ر مسئلہ سود لینے اور دینے والے دونوں گنہگار ہیں اسی لئے جسکے حصہ میں گوشت زیادہ گیا ہو اسے کھانا جائز نہیں ۔ اے بعض علماء کا اسی پر فتوی ہے لیکن [illegible] قولہ چھ مہینے کو در مختار کا اس جزیہ [illegible] البتہ [illegible] شبہ ہوگیا [illegible] علماء تحقیق کرلیں

اور اگر ابیانہ ہو تو سال بھر کا ہونا چاہیئے۔ مسئلہ (۱۹) جو جانور اندھا ہو یا کانا ہو ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا یا تہائی دم یا تہائی سے زیادہ کٹ گئی تو اس جانور کی قربانی درست نہیں۔ مسئلہ (۲۰) جو جانور اتنا لنگڑا ہے کہ فقط تین پاؤں سے چلتا ہے چوتھا پاؤں رکھا ہی نہیں جاتا یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا اس کی بھی قربانی درست نہیں اور اگر چلتے وقت وہ پاؤں زمین پر ٹیک کر چلتا ہے اور چلنے میں اس سے سہارا لگتا ہے لیکن لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔ مسئلہ (۲۱) اتنا دبلا بالکل مریل جانور جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو اس کی قربانی درست نہیں ہے اور اگر اتنا دبلا نہ ہو تو دبلے ہونے سے کچھ حرج نہیں اس کی قربانی درست ہے لیکن موٹے تازے جانور کی قربانی کرنا زیادہ بہتر ہے۔ مسئلہ (۲۲) جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں اسکی قربانی درست نہیں اور اگر کچھ دانت گر گئے لیکن جتنے گرے ہیں ان سے زیادہ باقی ہیں تو اسکی قربانی درست ہے۔ مسئلہ (۲۳) جس جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں ہیں اس کی بھی قربانی درست نہیں ہے اور اگر کان تو ہیں لیکن بالکل ذرا ذرا سے چھوٹے ہیں تو اسکی قربانی درست ہے۔ مسئلہ (۲۴) جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں یا سینگ تو تھے لیکن ٹوٹ گئے اس کی قربانی درست ہے البتہ اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو قربانی درست نہیں۔ مسئلہ (۲۵) خصی یعنی بدھیا بکرے اور مینڈھے کی بھی قربانی درست ہے جس جانور کے خارش ہو اس کی بھی قربانی درست ہے البتہ اگر خارشت کی وجہ سے بالکل لاغر ہو گیا ہو تو درست نہیں۔ مسئلہ (۲۶) اگر جانور قربانی کے لئے خرید لیا تب کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس سے قربانی درست نہیں تو اسکے بدلے دوسرا جانور خرید کر کے قربانی کرے ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی کرنا واجب نہیں تو اس کے واسطے درست ہے کہ وہی جانور قربانی کر دے۔ مسئلہ (۲۷) قربانی کا گوشت آپ کھاوے اور اپنے رشتہ ناتے کے لوگوں کو دیدے اور فقیروں اور محتاجوں کو خیرات کرے اور بہتر یہ ہے کہ کم سے کم تہائی حصہ خیرات کرے خیرات میں تہائی سے کمی نہ کرے لیکن اگر کسی نے تھوڑا ہی گوشت خیرات کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ مسئلہ (۲۸) قربانی کی کھال یا تو یوں ہی خیرات کر دے اور یا بیچکر اس کی قیمت ایسے لوگوں کو دے جن کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور قیمت میں جو پیسے ملے ہیں بعینہ وہی پیسے خیرات کرنا چاہیئے اگر وہ پیسے کسی کام میں خرچ کر ڈالے

وحشانا الثلث منه لانه الربع وعنه ان یکون الذهب اکثر من الباقی او مثله انتہی بالمعنی والاولی ہی ظاہر الروایۃ وصححها فی الخانیۃ حیث قال والصحیح ان الثلث وما دونه قلیل وما زاد علیه کثیر وعلیه الفتوی (رد المحتار ص۲۲۴ ج۵) والعرجاء ای التی لا یمکنها المشی برجلها العرجاء انما تمشی بثلاث قوائم حتی لو کانت تضع الرابعۃ علی الارض وتستعین بها جاز (رد المحتار ص۲۲۴ ج۵) ولا تجوز العجفاء التی لا تنقی فان کانت فیها شحم وله فیها بعض الشحم جاز (عالمگیری ص۲۹۸ ج۵) ولا بالهتماء التی لا اسنان لها ویکفی بقاء الاکثر (رد المحتار ص۲۲۴ ج۵) دیکھو حاشیہ صفحہ ہذا۔ ویضحی بالجماء التی لا قرن لها خلقۃ وکذا العظماء التی ذهب بعض قرنها بالکسر او غیره فان بلغ الکسر الی المخ لم یجز (رد المحتار ص۲۲۴ ج۵) ویضحی بالجماء والخصی الی ان قال والجرباء السمینۃ فلو مهزولۃ لم یجز لان الجرب فی اللحم انقص (رد المحتار ص۲۲۴ ج۵) ولو اشتراها سمینۃ ثم تعیبت بعیب مانع فعلیه اقامۃ غیرها مقامها ان کان غنیا وان کان فقیرا اجزاه ذلک (رد المحتار ص۲۲۴ ج۵) ویاکل من لحم الاضحیۃ ویوکل غنیا ویدخر وندب ان لا ینقص التصدق عن الثلث (رد المحتار ص۲۲۴ ج۵) ویتصدق بجلدها او یعمل منه نحو غربال وجراب وقربۃ وسفرۃ ودلو او یبدله بما ینتفع به باقیا …

اور اتنے ہی پیسے اور اپنے پاس سے دیدیئے تو بڑی بات ہے مگر ادا ہو جاوینگے۔ مسئلہ (۲۹) اس کھال کی قیمت کو مسجد کی مرمت یا اور کسی نیک کام میں لگانا درست نہیں خیرات ہی کرنا چاہیئے۔ مسئلہ (۳۰) اگر کھال کو اپنے کام میں لاوے جیسے اس کی چھلنی بنوالی یا مشک یا ڈول یا جانماز بنوالی یہ بھی درست ہے۔ مسئلہ (۳۱) کچھ گوشت یا چربی یا چھیچھڑے قصائی کو مزدوری میں نہ دیوے بلکہ مزدوری اپنے پاس سے الگ دیوے۔ مسئلہ (۳۲) قربانی کی رسی جھول وغیرہ سب چیزیں خیرات کر دے۔ مسئلہ (۳۳) کسی پر قربانی واجب نہیں تھی لیکن اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اب اس جانور کی قربانی واجب ہو گئی۔ مسئلہ (۳۴) کسی پر قربانی واجب تھی لیکن قربانی کے تینوں دن گذر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی تو ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کر دیوے اور اگر بکری خرید لی تھی تو وہی بکری بعینہٖ خیرات کر دے۔ مسئلہ (۳۵) جس نے قربانی کرنے کی منت مانی پھر وہ کام پورا ہو گیا جس کے واسطے منت مانی تھی تو اب قربانی کرنا واجب ہے چاہے مالدار ہو یا نہ ہو اور منت کی قربانی کا سب گوشت فقیروں کو خیرات کر دے نہ آپ کھائے نہ امیروں کو دیوے جتنا آپ کھایا ہو یا امیروں کو دیا ہو اتنا پھر خیرات کرنا پڑے گا۔ مسئلہ (۳۶) اگر اپنی خوشی سے کسی مردے کے ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کرے تو اس کے گوشت میں سے خود کھانا کھلانا بانٹنا سب درست ہے جس طرح اپنی قربانی کا حکم ہے۔ مسئلہ (۳۷) لیکن اگر کوئی مردہ وصیت کر گیا ہو کہ میرے ترکہ میں سے میری طرف سے قربانی کی جاوے اور اس کی وصیت پر اسی کے مال سے قربانی کی گئی تو اس قربانی کے تمام گوشت وغیرہ کا خیرات کر دینا واجب ہے۔ مسئلہ (۳۸) اگر کوئی شخص یہاں موجود نہیں اور دوسرے شخص نے اس کی طرف سے بغیر اس کے امر کے قربانی کر دی تو یہ قربانی صحیح نہیں ہوئی اور اگر کسی جانور میں کسی غائب کا حصہ بدون اس کے امر کے تجویز کر لیا تو اور حصہ والوں کی قربانی بھی صحیح نہ ہو گی۔ مسئلہ (۳۹) اگر کوئی جانور کسی کو حصہ پر دیا ہے تو یہ جانور پرورش کرنیوالی کی ملک نہیں ہوا بلکہ اصل مالکہ کا ہی ہے اس لئے اگر کسی نے اس پالنے والی سے خرید کر قربانی کر دی تو قربانی نہیں ہوئی اگر ایسا جانور خریدنا ہو تو اصل مالک سے جس نے حصہ پر دیا ہے خرید لیں۔ مسئلہ (۴۰) اگر ایک جانور میں کئی آدمی شریک ہوں اور وہ سب گوشت کو آپس میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ یکجا ہی فقراء و احباب کو تقسیم کرنا یا پکا کر کھانا کھلانا چاہیں تو بھی جائز ہے اگر تقسیم کرینگے تو اس میں برابری ضروری ہے۔ مسئلہ (۴۱) قربانی کی کھال کی قیمت کسی کو اجرت میں دینا جائز نہیں کیونکہ اس کا خیرات کرنا ضروری ہے

ملف ۵ دیکھو حاشیہ صفحہ ۲ مسئلہ ۵ ولایعطی اجرۃ الجزار منہا در المختار ۔۔۔ مسئلہ ۵ ویتصدق بجلدہا وکذا بجلہا وقلائدہا در المختار ۔۔۔ یجب علی الفقیر دون الغنی فالمشتری للاضحیۃ اذا کان المشتری فقیرا بان اشتری فقیر شاۃ ینوی ان یضحی بہا عالمگیری ۔۔۔ ولتصدق بقیمتہا غنی شراہا اولا

ذکر فی البدائع ان الصحیح ان الشاۃ المشتراۃ للاضحیۃ اذا لم یضح بہا حتی مضی الوقت یتصدق الموسر بعینہا حیۃ کالفقیر ۔۔۔ بین اصحابنا رد المحتار ۔۔۔ ۲۲۳-۲۲۴ مسئلہ ۵ ومن وجبت التضحیۃ ومضت ایامہا تصدق بہا حیۃ ناذر بعینۃ ۔۔۔ فلو اکل الناذر فعلیہ کل تصدق بقیمۃ ما اکل رد المختار ۔۔۔ ضحی عن میت وارثہ بامرہ لزمہ بالتصدق بہا وعدم الاکل منہا وان تبرع عنہ له الاکل رد المحتار ۔۔۔ مسئلہ ۵ اذا ضحی بشاۃ من غیرہ بامر ذلک الغیر او بغیر امرہ لا تجوز عالمگیری ۔۔۔ وان فعل بغیر امرہم او بغیر امر بعضہم لا تجوز عنہ ولا عنہم عالمگیری ۔۔۔ دفع بقرۃ الی رجل علی ان یعلفہا وما یکون من اللبن والسمن بینہما انصافا فالاجارۃ فاسدۃ وعلی صاحب البقرۃ للرجل اجر قیامہ وقیمۃ علفہ ان علفہا من علفہ ہو ملکہ (عالمگیری ۔۔۔) مسئلہ ۵ لو اشتری لنفسہ ولزوجتہ واولادہ الکبار بدنۃ ولم یقسموہا تجزیہم ۔۔۔ والظاہر انہا تشترط لان المقصود منہا الاراقۃ وقد حصلت (رد المحتار ۔۔۔) مسئلہ ۵ فان بیع اللحم او الجلد بہ ای بمستہلک او بدراہم تصدق بثمنہ

[illegible]

بثمنہ رد المحتار ۔۔۔ ۵ دیکھو تتمہ ثانیہ امداد الفتاوی ۔۔۔ بقربانی بھی ایام قربانی ہی میں کرنی چاہیئے لیکن اگر قربانی کے لفظ سے منت ماننے والے کی نیت میں صرف ذبح کرنا ہو تو پھر

مسئلہ (۴۲) قربانی کا گوشت کافروں کو بھی دینا جائز ہے بشرطیکہ اجرت میں نہ دیا جاوے۔
مسئلہ (۴۳) اگر کوئی جانور گابھن ہو تو اس کی قربانی جائز ہے پھر اگر بچہ زندہ نکلے تو اسکو بھی ذبح کردے۔

باب	عقیقے کا بیان	نمبر ۲۰

مسئلہ (۱) جس[1] کے کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو بہتر ہے کہ ساتویں دن اس کا نام رکھدے اور عقیقہ کردے عقیقہ کردینے سے بچہ کی سب الابلا دور ہوجاتی ہے اور آفتوں سے حفاظت رہتی ہے۔ مسئلہ (۲) عقیقہ[2] کا طریقہ یہ ہے کہ اگر لڑکا ہو تو دو بکری یا دو بھیڑ اور لڑکی ہو تو ایک بکری یا بھیڑ ذبح کرے یا قربانی کی گائے میں لڑکے کیواسطے دو حصے اور لڑکی کے واسطے ایک حصہ لیوے اور سر کے بال منڈوا دیوے اور بال کے برابر چاندی یا سونا تولکر خیرات کردے اور لڑکے کے سر میں اگر دل چاہے تو زعفران لگادیوے۔ مسئلہ (۳) اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے ساتویں دن ہونے کا خیال کرنا بہتر ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہو اس سے ایک دن پہلے عقیقہ کردے یعنی اگر جمعہ کو پیدا ہوا ہو تو جمعرات کو عقیقہ کردے اور اگر جمعرات کو پیدا ہوا ہو تو بدھ کو کرے چاہے جب کرے وہ حساب سے ساتواں دن پڑے گا۔ مسئلہ (۴) یہ جو دستور ہے کہ جس وقت بچہ کے سر پر استرا رکھا جائے اور نائی سر مونڈنا شروع کرے فوراً اسیوقت بکری ذبح ہو یہ محض مہمل رسم ہے شریعت سے سب جائز ہے چاہے سر مونڈنے کے بعد ذبح کرے یا پہلے ذبح کرے تب سر مونڈے بے وجہ ایسی باتیں تراش لینا برا ہے۔ مسئلہ (۵) جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس کا عقیقہ بھی درست نہیں اور جس کی قربانی درست ہے اس کا عقیقہ بھی درست ہے۔ مسئلہ (۶) عقیقہ کا گوشت چاہے کچا تقسیم کرے چاہے پکا کر کے بانٹے چاہے دعوت کرکے کھلادے سب درست ہے۔ مسئلہ (۷) عقیقہ کا گوشت باپ دادا نانا نانی دادی وغیرہ سب کو کھانا درست ہے۔ مسئلہ (۸) کسی کو زیادہ توفیق نہیں اس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری کا عقیقہ کیا تو اس کا بھی کچھ حرج نہیں جائز ہے اور اگر بالکل عقیقہ ہی نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں۔

[1] ویہب منہا ما شاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی (عالمگیری ص ۳۰۰ ج ۵) [2] فان خرج الولد من بطنہا حیا فالعامۃ انہ یفعل بہ ما یفعل بالام (ردالمحتار ص ۳۳ ج ۵) [3] ویستحب لمن ولد لہ ولدان یسمیہ یوم اسبوعہ (ردالمحتار ص ۲۴۲ ج ۵) [4] ویحلق راسہ ویتصدق عند الائمۃ الثلاثۃ بزنۃ شعرہ فضۃ او ذھبا ثم یعق عند الحلق وہی شاۃ تصلح الاضحیۃ تذبح الذکر والانثی سنا اشافعی واحمد سنۃ مؤکدۃ شاتان عن الغلام وشاۃ عن الجاریۃ (ردالمحتار ص ۲۴۲ ج ۵) [5] یبدا بالحلق قبل الذبح (مقدمات ابن رشد ص ۳۱۸ ج ۱) [6] دیکھو حاشیہ ص ۲۳ صفحہ ہذا [7] سوار فرق لحمہا نیا وطبخہ مجوفتا وبدونہا مع کسر عظمہا اولا واتخاذ دعوۃ اولا

ردالمحتار ص ۲۴۲ ج ۵) [8] شمائلہ ترمذی میں حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ در ہر صورت خوردن گوشت آں مادر و پدر و جد و جدہ را نیز جائز است۔ یہ جو مشہور ہے کہ ماں و باپ و دادا دادی وغیرہ کیلئے عقیقہ کا گوشت کھانا صحیح نہیں ہے اسکی شرع میں کوئی اصلیت نہیں ہے۔ [9] عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عق عن الحسن والحسین کبشا کبشا رواہ ابوداؤد وعند النسائی کبشین کبشین وعن بریدۃ قال کنا فی الجاہلیۃ اذا ولد لاحدنا غلام ذبح شاۃ ولطخ راسہ بدمہا فلما جاء الاسلام کنا نذبح الشاۃ یوم السابع ونحلق راسہ ونلطخہ بزعفران رواہ ابوداؤد (مشکوۃ ص ۳۶۳) وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال نسخت الاضحیۃ کل دم قبلہا والعقیقۃ کانت قبل الاضحیۃ ولکن انتسلخ الفرضیۃ لا یخرج عن کونہ قربۃ فی نفسہ۔ [10] دونوں باتیں جائز ہیں چاہے ذبح سے پہلے سر مونڈا جائے یا سر مونڈنے سے پہلے ذبح کیا جائے لیکن علماء فرماتے ہیں کہ ذبح سے پہلے سر مونڈنا بہتر ہے [11] عقیقہ کا گوشت یوں تقسیم کرنا مستحب ہے کہ جانور کی ایک ران دائی کو دے اور ایک تہائی گوشت خواہ پکا کر یا کچا خیرات کردے اور دو تہائی اعزہ و اقارب میں تقسیم کردے اس دو تہائی میں سے عقیقہ کرنیوالا خود بھی کھا سکتا ہے بہتر تو یہی ہے کہ عقیقہ میں جو جانور ذبح کیا جائے اسکی ہڈیاں حتی الوسع نہ توڑی [illegible]

باب ۲۱ حج کا بیان

جس شخص کے پاس ضروریات سے زائد اتنا خرچ ہو کہ سواری پر متوسط گذران سے کھاتا پیتا چلا جاوے اور حج کر کے چلا آوے اس کے ذمہ حج فرض ہو جاتا ہے اور حج کی بڑی بزرگی آئی ہے چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو حج گناہوں اور خرابیوں سے پاک ہو اس کا بدلہ بجز بہشت کے اور کچھ نہیں اسیطرح عمرہ پر بھی بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کے دونوں گناہوں کو اسطرح دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے اور جس کے ذمہ حج فرض ہوا اور وہ نہ کرے اسکے لئے بڑی دھمکی آئی ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص کے پاس کھانے پینے اور سواری کا اتنا سامان ہو جس سے وہ بیت اللہ شریف تک جا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے خدا کو اس کی کچھ پرواہ نہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ حج کا ترک کرنا اسلام کا طریقہ نہیں ہے **مسئلہ** (۱) عمر بھر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے اگر کئی حج کئے تو ایک فرض ہوا اور سب نفل ہیں اور ان کا بھی بہت بڑا ثواب ہے **مسئلہ** (۲) جوانی سے پہلے لڑکپن میں اگر کوئی حج کیا ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے اگر مالدار ہے تو جوان ہونے کے بعد پھر حج کرنا فرض ہے اور جو حج لڑکپن میں کیا ہے وہ نفل ہے **مسئلہ** (۳) اندھی پر حج فرض نہیں چاہے جتنی مالدار ہو **مسئلہ** (۴) جب کسی پر حج فرض ہو گیا تو فوراً اسی سال حج کرنا واجب ہے بلا عذر دیر کرنا اور یہ خیال کرنا کہ ابھی عمر پڑی ہے پھر کسی سال حج کر لیں گے درست نہیں ہے پھر دو چار برس کے بعد بھی اگر حج کر لیا تو ادا ہو گیا لیکن گنہگار ہوئی **مسئلہ** (۵) حج کرنے کے لئے راستہ میں اپنے شوہر کا یا کسی محرم کا ساتھ ہونا بھی ضروری ہے بغیر اس کے حج کے لئے جانا درست نہیں ہے ہاں البتہ

ل۱ عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینہما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ متفق علیہ (مشکوۃ صـ۲۲۱) ل۲ عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تابعوا بین الحج والعمرۃ فانہما ینفیان الفقر والذنوب کما ینفی الکیر خبث الحدید والذہب والفضۃ ولیس للحجۃ المبرورۃ ثواب الا الجنۃ رواہ الترمذی والنسائی وابوداؤد ورواہ احمد وابن ماجہ عن عمر الی قولہ خبث الحدید (مشکوۃ صـ۲۲۲) ل۳ من مات ولم یحج فلیمت ان شاء یہودیا او نصرانیا الحدیث [illegible] من حدیث ابی ہریرۃ والترمذی نحوہ من حدیث علی (شرح نقایہ صـ۱۸۲) ل۴ والحج فی العمر مرۃ لما روی ابوداؤد وابن ماجہ والحاکم وقال صحیح الاسناد عن ابن عباس ان الاقرع بن حابس سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال یا رسول اللہ الحج فی کل سنۃ او مرۃ واحدۃ قال لا بل مرۃ واحدۃ فمن زاد فہو تطوع (شرح نقایہ صـ۱۸۲ ورد المحتار صـ۲۰۱) ل۵ والحج فرض علی کل حر مسلم مکلف فخرج بہ الصبی والمجنون لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما صبی حج ثم بلغ الحنث فعلیہ ان یحج حجۃ اخری الحدیث رواہ الحاکم فی مستدرکہ وقال علی شرط الشیخین (شرح نقایہ صـ۱۸۲ ورد المحتار صـ۲۰۱) ل۶ والحج فرض علی کل حر مسلم مکلف صحیح بصیر فلا یفرض علی الاعمی القادر بمن یقودہ الی الحج بنفسہ بالاتفاق (شرح نقایہ صـ۱۸۳) ل۷ فرض علی الفور وہو قول ابی یوسف ومذہب مالک واصح الروایتین عن ابی حنیفۃ وقال محمد ہو روایۃ عن ابی حنیفۃ وقول الشافعی انہ علی التراخی الا ان یظن فواتہ ان اخرہ (شرح نقایہ صـ۱۸۳ ورد المحتار صـ۱۹۱/۲) ل۸ ومع الزوج او المحرم وہو من حرم علیہ نکاحہا علی التابید بقرابۃ او رضاع او مصاہرۃ بشرط ان یکون ثقۃ بالغا عاقلا غیر مجوسی فلا عبرۃ بالمراۃ ولا تجوز ان کان بینہا وبین مکۃ مسیرۃ سفر وہی ثلثۃ ایام بلیالیہا ویباح لہا دونہا خروج بلا محرم (ورد المحتار صـ۱۹۱/۲) ل۹ معلوم کرو کہ حج کی حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت کثیر ایک وقت خاص میں جمع ہو کر انبیاء اور صدیقین و شہداء اور صالحین کے حالات کو جن پر خدا نے اپنا انعام کیا ہے وہ یاد کریں اور سب ایسی جگہ پر جمع ہوں جہاں خدا کی ظاہر نشانیاں موجود ہیں ائمہ دین کی جماعتیں وہاں کا قصد کرتی رہی ہوں خدا سے نیکی کی امید اور خطائیں معاف ہونے کی دعائیں اور التجا کرتی رہی ہوں جب اس کیفیت سے لوگوں کی ہمتیں جمع ہوتی ہیں تو لا محالہ خدا کی رحمت اور مغفرت وہاں نازل ہوتی ہے اور جیسا کہ دولت اور سلطنت کو حسب ایک آزمائش اور امتحان کی ضرورت پڑتی ہے جس سے مخلص و منافق میں تمیز ہو جائے دولت کی شہرت ہو اس کا کلمہ بلند ہو اور سب لوگوں میں باہم جان پہچان ہو جائے ایسے ہی مذہب کو حج کی ضرورت ہے ۱۲

اگر مکہ سے اتنی دور پر رہتی ہو کہ اس کے گھر سے مکہ تک تین منزل نہ ہو تو بے شوہر اور محرم کے ساتھ ہوئے بھی جانا درست ہے۔ مسئلہ (۶) اگر وہ[ق] محرم نابالغ ہو یا ایسا بد دین ہو کہ ماں بہن وغیرہ سے بھی اس پر اطمینان نہیں تو اس کے ساتھ جانا درست نہیں۔ مسئلہ (۷) جب[ٹ] کوئی محرم قابل اطمینان ساتھ جانے کے لئے ملجاوے تو اب حج کو جانے سے شوہر کا روکنا درست نہیں ہے اگر شوہر روکے بھی تو اس کی بات نہ مانے اور چلی جاوے۔ مسئلہ (۸) جو[گ] لڑکی ابھی جوان نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب ہو چکی ہے اس کو بھی بغیر شرعی محرم کے جانا درست نہیں اور غیر محرم کے ساتھ جانا بھی درست نہیں۔ مسئلہ (۹) جو محرم اس کو حج کرانے کے لئے جاوے اس کا سارا خرچ اسی پر واجب ہے جو کچھ خرچ ہو دیوے۔ مسئلہ (۱۰) اگر[ش] ساری عمر ایسا محرم نہ ملا جس کے ساتھ سفر کرے تو حج نہ کرنے کا گناہ نہ ہوگا لیکن مرتے وقت یہ وصیت کر جانا واجب ہے کہ میری طرف سے حج کرا دینا مر جانے کے بعد اس کے وارث اسی کے مال میں سے کسی کو خرچ دیکر بھیجیں کہ وہ جا کر مردہ کی طرف سے حج کر آوے اس سے اس کے ذمہ کا حج اتر جاوے گا اور اس حج کو جو دوسرے کی طرف سے کیا جاتا ہے حج بدل کہتے ہیں۔ مسئلہ (۱۱) اگر کسی[ث] کے ذمہ حج فرض تھا اور اس نے سستی سے دیر کر دی پھر وہ اندھی ہو گئی یا ایسی بیمار ہو گئی کہ سفر کے قابل نہ رہی تو اس کو بھی حج بدل کی وصیت کر جانا چاہیے۔ مسئلہ (۱۲) اگر وہ[ھ] اتنا مال چھوڑ کر مری ہو کہ قرض وغیرہ دیکر تہائی مال میں سے حج بدل کرا سکتے ہیں تب تو وارث پر اس کی وصیت کا پورا کرنا اور حج بدل کرانا واجب ہے اور اگر مال تھوڑا ہے کہ ایک تہائی میں سے حج بدل نہیں ہو سکتا تو اس کا ولی حج نہ کراوے ہاں اگر ایسا کرے کہ تہائی مال مردہ کا دیوے اور جتنا زیادہ لگے وہ خود دیدے تو البتہ حج بدل کرا سکتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ مردے کا تہائی مال سے زیادہ نہ دیوے۔ ہاں اگر اس کے سب وارث بخوشی راضی ہو جاویں کہ ہم اپنا حصہ نہ لیویں گے تم حج بدل کرا دو تو تہائی مال سے زیادہ لگا دینا بھی درست ہے لیکن نابالغ وارثوں کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں ہے اسلئے انکا حصہ ہرگز نہ لیوے۔ مسئلہ (۱۳) اگر وہ[ے] حج بدل کی وصیت کر کے مر گئی لیکن مال کم تھا اس لئے تہائی مال میں حج بدل نہ ہو سکا اور تہائی سے زیادہ لگانے کو وارثوں نے خوشی سے منظور نہ کیا اس لئے حج

ف دیکھو حاشیہ صفحہ ۳۶ ق ثم اذا وجدت المراۃ محرماً لیس للزوج منعہا من الحج الفرض لان حق الزوج لا یظہر فی الفرائض کالصلوٰۃ والصوم شرح نقایہ ۱/۱۹۲ و رد المحتار ۲/۲۰۰ ٹ گ والصبیۃ التی بلغت حد الشہوۃ بمنزلۃ البالغۃ حتی لا یسافر بہا من غیر محرم (ہدایہ ۱/۲۳۲ و رد المحتار ۲/۱۹۹) ش و نفقۃ المحرم علیہا لانہا تتوسل بہ الی اداء الحج (ہدایہ ۱/۲۳۲ و رد المحتار ۲/۱۹۰) ث ھ فیجب الاحصار ان منع المرض او خوف الطریق او لم

یو جد زوج ولا محرم (رد المحتار ۲/۲۰۰) ش من علیہ الحج اذا مات قبل ادائہ فان مات عن غیر وصیۃ یاثم بلا خلاف وان احب الوارث ان یحج عنہ حج وارجو ان یجزیہ ذلک انشاء اللہ تعالیٰ وان مات عن وصیۃ لا یسقط الحج عنہ واذا حج عنہ یجوز عندنا باستجماع شرائط وجب الحج عنہ من ثلث مالہ سواء قید الوصیۃ بالثلث او اطلق (عالمگیری ۱/۲۵۸) ھ و تجوز بالثلث لاجنبی عند عدم المانع وان لم یجز الوارث ذلک لا الزیادۃ علیہ الا ان تجیز ورثتہ بعد موتہ وہم کبار ولا تعتبر اجازتہم حال حیاتہ اصلاً (در المختار ۵/۴۱۵) ویحج عنہ من ثلث مالہ سواء قید الوصیۃ بالثلث بان اوصی ان یحج عنہ بثلث مالہ او اطلق بان اوصی بان یحج عنہ (عالمگیری ۱/۲۵۸-۲۵۹) ے یعنی اگر کہیں سے حج نہ کرا سکتا ہو جتنے مال میں وصیت کی ہے اتنا کم ہے کہ اگر جدہ سے کوئی آدمی حج کرنے جائے تو اسکے لئے کافی ہو سکتا ہے تو ولی کو چاہیئے کہ وہ روپیہ کسی حاجی کو ذریعہ جدہ بھیجے کہ وہاں کسی معتبر آدمی کو وہ رقم دیکر حج بدل کرائے۔ فان لم یحج الوصی بالثلث بحجاً وبنی شیء قلیل لو بقی ان یحج من اقرب المواقیت من مکۃ او ما اشبہ ذلک یاتی بذلک لا یرد الباقی علی الورثۃ (عالمگیری ۱/۲۵۹)

نہیں کرایا گیا تو اس بیچاری پر کوئی گناہ نہیں **مسئلہ (۱۴)** سب وصیتوں کا یہی حکم ہے سو اگر کسی کے ذمّے بہت روزے یا نمازیں قضا باقی تھیں یا زکوٰۃ باقی تھی اور وصیت کرکے مرگئی تو فقط تہائی مال سے یہ سب کچھ کیا جاوے گا تہائی سے زیادہ بغیر وارثوں کی دلی رضامندی کے لگانا جائز نہیں ہے اور اس کا بیان پہلے بھی آچکا ہے **مسئلہ (۱۵)** بغیر وصیت کئے اس کے مال میں سے حج بدل کرانا درست نہیں ہے ہاں اگر سب وارث خوشی سے منظور کرلیں تو جائز ہے اور انشاء اللہ حج فرض ادا ہو جائیگا مگر نابالغ کی اجازت کا کچھ اعتبار نہیں **مسئلہ (۱۶)** اگر عورت عدّت میں ہو تو عدّت چھوڑ کر حج کو جانا درست نہیں **مسئلہ (۱۷)** جس کے پاس مکّہ کی آمد و رفت کے لائق خرچ ہو اور مدینہ کا خرچ نہ ہو اس کے ذمہ حج فرض ہوگا بعضے آدمی سمجھتے ہیں کہ جب تک مدینہ کا بھی خرچ نہو جانا فرض نہیں یہ بالکل غلط خیال ہے **مسئلہ (۱۸)** احرام میں عورت کو منہ ڈھانکنے میں منہ سے کپڑا لگانا درست نہیں آجکل اس کام کے لئے ایک جالیدار پنکھا بکتا ہے اس کو چہرہ پر باندھ لیا جاوے اور آنکھوں کے روبرو جالی رہے اس پر برقع پڑا رہے یہ درست ہے **مسئلہ (۱۹)** باقی مسائل حج کے بدون حج کئے نہ سمجھ میں آسکتے ہیں نہ یاد رہ سکتے ہیں اور جب حج کو جاتے ہیں وہاں معلم لوگ سب بتلا دیتے ہیں اس لئے لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی اسیطرح عمرہ کی ترکیب بھی وہاں جاکر معلوم ہو سکتی ہے

باب	زیارت مدینہ کا بیان	۲۲

اگر گنجائش ہو تو حج کے بعد یا حج سے پہلے مدینہ منورہ حاضر ہو کر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک اور مسجد نبوی کی زیارت سے برکت حاصل کرے اس کی نسبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس کو وہی برکت ملے گی جیسے میری زندگی میں کسی نے زیارت کی اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص خالی حج کرلے اور میری زیارت کو نہ آوے اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی کی اور اس مسجد کے حق میں آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس میں ایک نماز پڑھے اس کو پچاس ہزار نماز کے برابر ثواب ملیگا اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ دولت نصیب کرے اور نیک کاموں کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین یا رب العالمین۔

سلہ دیکھو حاشیہ ۸ صفحہ ۳۰

سلہ والشرط الامر بای بالحج عنہ فلا یجوز حج الغیر بغیر اذنہ الا اذا حج او احج الوارث عن مورثہ فیجزیہ انشاء اللہ تعالیٰ وہذا اذا لم یوص المورث اما لو اوصی بالاحجاج عنہ فلا یجزیہ تبرع غیرہ عنہ در والمحتار صفحہ ۲۲۵ ج ۲ فان کان اوصی وارث المیت او دفع المال الی وارث المیت لیحج عن المیت فان اجازت الورثۃ وہم کبار جاز وان لم یجیزوہ لایجوز (عالمگیری صفحہ ۲۵۹ ج ۱)

سلہ مع عدم عدۃ علیہا مطلقا ای فلا یجب علیہا الحج اذا وجدت سواء کانت عدۃ وفات او طلاق بائن او رجعی (رد المحتار صفحہ ۲۰۱ ج ۲)

سکہ وتعتبر ملک الزاد والراحلۃ ان یکون لہ مال فاضل عن حاجتہ وہو ما سوی سکنہ ولبسہ وخدمہ واثاث بیتہ قدرما یبلغہ الی مکۃ ذاہبا وجائیا راکبا لا ماشیا وسوی ما یقضی بہ دیونہ ویمسک نفقۃ عیالہ ومرمۃ مسکنہ ونحوہا الی وقت انصرافہ (عالمگیری صفحہ ۲۱۴ ج ۱)

ھہ وتغطی ای تستر الوجہ کلا او بعضہ والحاصل ان للمرأۃ ستر وجہہا فی البحر عن غایۃ البیان من انہا لا تغطی وجہہا اجماعا ای وانما تستر وجہہا عن الاجانب باسدال شیئ متجاف لا یمس الوجہ (وفی) تستر الراس ای راس الرجل اما المرأۃ فتستر در والمحتار صفحہ ۲۲۱-۲۲۲ ج ۲

ملہ قال صلی اللہ علیہ وسلم من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی وقال صلی اللہ علیہ وسلم من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی وقال صلی اللہ علیہ وسلم من زار قبری وجبت لہ شفاعتی وقال صلی اللہ علیہ وسلم من زارنی بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی (مراقی صفحہ ۱۳۶)

باب ۲۳ منت ماننے کا بیان

مسئلہ (۱) کسی کام پر عبادت کی بات کی کوئی منت مانی پھر وہ کام پورا ہوگیا جس کے واسطے منت مانی تھی تو اب منت کا پورا کرنا واجب ہے اگر منت پوری نہ کرے گی تو بہت گناہ ہوگا لیکن اگر کوئی واہیات منت ہو جس کا شرع میں کوئی اعتبار نہیں تو اُس کا پورا کرنا واجب نہیں جیسا کہ ہم آگے بیان کرتے ہیں مسئلہ (۲) کسی نے کہا یا اللہ اگر میرا فلانا کام ہو جائے تو پانچ روزے رکھونگی تو جب کام ہو جاوے گا پانچ روزے رکھنے پڑینگے اور اگر کام نہیں ہوا تو نہ رکھنا پڑینگے۔ اگر فقط اتنا ہی کہا ہے کہ پانچ روزے رکھوں گی تو اختیار ہے چاہے پانچوں روزے ایکدم سے لگاتار رکھے اور چاہے ایک ایک دو دو کرکے پورے پانچ کرلے دونوں باتیں درست ہیں اور اگر نذر کرتے وقت یہ کہدیا کہ پانچوں روزے لگاتار رکھوں گی یا دل میں یہ نیت تھی تو سب ایکدم سے رکھنے پڑیں گے اگر بیچ میں ایک آدھ چھوٹ جاوے تو پھر سے رکھے مسئلہ (۳) اگر یوں کہا کہ جمعہ کا روزہ رکھوں گی یا محرم کی پہلی تاریخ سے دسویں تاریخ تک روزے رکھوں گی تو خاص جمعہ کو روزہ رکھنا واجب نہیں اور محرم کی خاص انہی تاریخوں میں روزہ رکھنا واجب نہیں جب چاہے دس روزے رکھ لے لیکن دسوں لگاتار رکھنا پڑینگے چاہے محرم میں رکھے چاہے کسی اور مہینے میں سب جائز ہے اسیطرح اگر یہ کہا اگر آج میرا یہ کام ہو جاوے تو کل ہی روزہ رکھوں گی جب بھی اختیار ہے جب چاہے رکھے۔ مسئلہ (۴) کسی نے نذر کرتے وقت یوں کہا محرم کے مہینے کے روزے رکھوں گی تو محرم کے پورے مہینہ کے روزے لگاتار رکھنا پڑینگے اگر بیچ میں کسی وجہ سے دس پانچ روزے چھوٹ جاویں تو اس کے بدلے اتنے روزے اور رکھ لے سارے روزے نہ دُہراوے اور یہ بھی اختیار ہے کہ محرم کے مہینہ میں نہ رکھے کسی اور مہینہ میں رکھے لیکن سب لگاتار رکھے۔ مسئلہ (۵) کسی نے منت مانی کہ میری کھوئی ہوئی چیز مل جاوے تو میں آٹھ رکعت نماز پڑھونگی تو اس کے ملجانے پر آٹھ رکعت نماز پڑھنا پڑیگی چاہے ایکدم سے آٹھوں رکعتوں کی نیت باندھے یا چار چار کی نیت باندھے یا دو دو کی سب اختیار ہے، اور اگر چار رکعت کی منت مانی تو چاروں ایک ہی سلام سے پڑھنا ہوں گی الگ الگ دو دو پڑھنے سے نذر ادا نہ ہوگی۔ مسئلہ (۶) کسی نے ایک رکعت پڑھنے کی منت مانی تو پوری دو رکعتیں پڑھنی پڑینگی اگر تین

۵۱ ومن نذر نذراً مطلقاً فعليه الوفاء (هدايه ص ۴۶۳ ج ۲) ۵۲ وان علق النذر بشرط فوجد الشرط فعليه الوفاء بنفس النذر (هدايه ص ۴۶۳ ج ۲) ۵۳ ولو قال لله علي ان اصوم يومين او ثلثة او عشرة فله ذلك بعينه وتتابع في ذلك فيه فان شاء فرق وان شاء تابع الا ان ينوي التتابع عند النذر فحينئذ يلزمه متتابعاً فان نوى فيه التتابع وافطر يوماً فيه وحاضت المرأة في مدة الصوم استأنفت الصوم استأنفت كذا في السراج الوهاج (عالمگيري ص ۲۰۹ ج ۱) ۵۴ والنذر غير المعلق ولو معيناً لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير (در المختار ص ۱۴۲ ج ۲) ۵۵ ولو قال لله علي ان اصوم شوال وذي القعدة وذي الحجة متتابعاً صح ... وان عين اشهراً فافطر يوماً قضاه ولا يستقبل وان افطر كلها يخير في القضاء بين التفرق والتتابع (عالمگيري بحذف ص ۲۱۰ ج ۱) ۵۶ لو نذر ان يصلي اربعاً بتسليمة فصلاها اربعاً بتسليمتين لم يخرج عن نذره ولو نذر ان يصليها بتسليمتين فصلاها بتسليمة خرج عن نذره لانه اتى بالافضل (شرح نقايه ص ۱۰۶ ج ۱) ۵۷ ولو قال لله علي ان اصلي نصف ركعة او ركعة يلزمه ركعتان ولو قال ثلاث ركعات يلزمه اربع ركعات (عالمگيري ص ۲۱۰ ج ۱) ۵۸ اگر وہ عبادت ایسی عبادتوں میں سے ہو جو کسی [illegible]

کی منت کی تو پوری چار، اگر پانچ کی منت کی تو پوری چھ رکعتیں پڑھے اسی طرح آگے کا بھی یہی حکم ہے۔ مسئلہ (۷) یوں منت مانی کہ دس[۲] روپے خیرات کرونگی یا ایک روپیہ خیرات کرونگی تو جتنا کہا ہے اتنا خیرات کرے[۳] اگر یوں کہا پچاس روپیہ خیرات کرونگی اور اس کے پاس اسوقت فقط دس ہی روپے کی کائنات ہے تو دس ہی روپے دینا پڑینگے۔ البتہ اگر دس روپے کے سوا کچھ مال اسباب بھی ہے تو اس کی قیمت بھی لگالیویں گے اس کی مثال یہ سمجھو کہ دس روپے نقد ہیں اور سب مال اسباب پندرہ روپے کا ہے یہ سب پچیس[۴] روپیہ ہوئے تو فقط پچیس روپے خیرات کرنا واجب ہے اس سے زیادہ واجب نہیں مسئلہ (۸) اگر یوں[۵] منت مانی کہ دس مسکین کھلاؤنگی تو اگر دل میں کچھ خیال ہے کہ ایک وقت یا دو وقت کھلاؤنگی تب تو اسیطرح کھلائے اور اگر کچھ خیال نہیں تو دو وقتہ دس مسکین کھلاوے اور اگر کچا اناج دیوے تو اس میں بھی یہی بات ہے کہ اگر دل میں کچھ خیال تھا کہ اتنا اتنا ہر ایک کو دونگی تو اسیقدر دے اور اگر کچھ خیال نہ تھا تو ہر ایک کو اتنا دیوے جتنا ہم نے صدقہ فطر میں بیان کیا ہے۔ مسئلہ (۹) اگر یوں[۶] کہا ایک روپیہ کی روٹی فقیروں کو بانٹوں گی تو اختیار ہے چاہے ایک روپیہ کی روٹی دیوے چاہے ایک روپیہ کی کوئی اور چیز یا ایک روپیہ نقد دیدے مسئلہ (۱۰) کسی[۷] نے یوں کہا دس روپے خیرات کرونگی ہر فقیر کو ایک ایک روپیہ پھر دسوں روپے ایک ہی فقیر کو دیدے تو بھی جائز ہے ہر فقیر کو ایک ایک روپیہ دینا واجب نہیں، اگر دس روپے بیس فقیروں کو دیدے تو بھی جائز ہے اور اگر یوں کہا دس روپے دس فقیروں کو خیرات کرونگی تو بھی اختیار ہے چاہے دس کو دیوے چاہے کم زیادہ کو۔ مسئلہ (۱۱) اگر یوں کہا دس نمازی کھلاؤنگی یا دس حافظ کھلاؤنگی تو دس فقیر کھلاوے چاہے وہ نمازی و حافظ ہوں یا نہ ہوں مسئلہ (۱۲) کسی[۸] نے یوں کہا کہ میں دس روپے خیرات کرونگی تو مکہ میں خیرات کرنا واجب نہیں جہاں چاہے خیرات کرے یا یوں کہا تھا جمعہ کے دن خیرات کروں گی فلانے فقیر کو دونگی تو جمعہ کے دن خیرات کرنا اور اسی فقیر کو دینا ضروری نہیں اسی طرح اگر روپے مقرر کر کے کہا کہ یہی روپے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دونگی تو بعینہ وہی روپے دینا واجب نہیں چاہے وہ دیوے یا اتنا ہی اور دیدے۔ مسئلہ (۱۳) اسیطرح[۹] اگر منت مانی کہ جمعہ مسجد میں نماز پڑھونگی یا مکہ میں نماز پڑھوں گی تو بھی اختیار ہے جہاں چاہے پڑھے مسئلہ (۱۴) کسی[۱۰] نے کہا اگر میرا بھائی اچھا ہو جاوے تو ایک بکری ذبح کروں گی یا یوں کہا ایک

[۱] التزم بالنذر باکثر مما یملکہ لزمہ ما یملک فی المختار لکن قال ... کذا فی ... الف صدقۃ ... وان کان عندہ عروض او خادم یساوی مائۃ ... ویتصدق وان کان یساوی عشرۃ یتصدق بعشرۃ وان لم یکن عندہ شیء فلا شیء علیہ (عالمگیری ص ۲۰ ج ۲) [۲] افاقال للہ علی ان اطعم مساکین فھو علی ...

اوساط ما لغوی من عدد مساکین وکیل الطعام وان لم یکن لہ نیۃ فعلیہ اطعام عشرۃ مساکین لکل مسکین نصف صاع من حنطۃ (عالمگیری ص ۲۲ ج ۲) [۳] رجل قال ان نجوت من ہذا الغم الذی انا فیہ فعلی ان التصدق بعشرۃ دراہم خبز فتصدق بعین الخبز او ثمنہ جاز (عالمگیری ج ۲ ص ۲۳) [۴] نذر بان تصدق علی الف مسکین فتصدق علی مسکین بالقدر الذی لزم یخرج من العہدۃ ۱۲ (عالمگیری ص ۲۲ ج ۲) [۵] والنذر غیر المعلق ولو معینا لا یختص زمان ومکان ودرہم وفقیر فلو نذر التصدق یوم الجمعۃ بمکۃ بہذا الدرہم علی فلان فخالف جاز ۱۲ (در والمختار ص ۲۹ ج ۲ و عالمگیری ص ۱۱ ج ۲) [۶] ولو قال ان برئت من مرضی ہذا ذبحت شاۃ او علی شاۃ اذبحہا فبرئ لا یلزمہ شیء لان الذبح لیس من جنسہ فرض بل واجب کالاضحیۃ الا اذا زاد واتصدق بلحمہا فیلزمہ (در المختار ص ۳ ج ۲) [۷] اگر مقصود دس آدمیوں کی خوراک دینا ہے نہ کہ دس کے عدد کی تخصیص تو دس آدمیوں کی خوراک صرف ایک فقیر کو بھی دے سکتا ہے ۱۲

بکری کا گوشت خیرات کرونگی تو منت ہوگئی اگر یوں کہا کہ قربانی کرونگی تو قربانی کے دنوں میں ذبح کرنا چاہیئے اور دونوں صورتوں میں اس کا گوشت فقیروں کے سوا اور کسی کو دینا اور خود کھانا درست نہیں جتنا خود کھاوے یا امیروں کو دیدے اتنا پھر خیرات کرنا پڑیگا۔ مسئلہ (۱۵) ایک گائے قربانی کرنے کی منت مانی پھر گائے نہیں ملی تو سات بکریاں کر دے۔ مسئلہ (۱۶) یوں منت مانی تھی کہ جب میرا بھائی آوے تو دس روپے خیرات کرونگی پھر آنے کی خبر پاکر اس نے آنے سے پہلے ہی روپے خیرات کر دئے تو منت پوری نہیں ہوئی آنے کے بعد پھر خیرات کرے۔ مسئلہ (۱۷) اگر ایسے کام کے ہونے پر منت مانی جس کے ہونے کو چاہتی اور اور تمنا کرتی ہو کہ یہ کام ہو جاوے جیسے یوں کہے اگر میں اچھی ہو جاؤں تو ایسا کروں اگر میرا بھائی خیریت سے آجاوے تو ایسا کروں، اگر میرا باپ مقدمہ سے بری ہو جاوے یا نوکر ہو جاوے تو ایسا کروں، تو جب وہ کام ہو جاوے منت پوری کرے، اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں تجھ سے بولوں تو دو روزے رکھوں، یا یوں کہا اگر آج میں نماز نہ پڑھوں تو ایک روپیہ خیرات کروں پھر اس سے بولدی یا نماز نہ پڑھی تو اختیار ہے چاہے قسم کا کفارہ دیدے اور چاہے دو روزے رکھے اور ایک روپیہ خیرات کرے۔ مسئلہ (۱۸) یہ منت مانی کہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھوں گی یا ہزار مرتبہ کلمہ پڑھونگی تو منت ہوگئی اور پڑھنا واجب ہوگیا، اور اگر کہا ہزار دفعہ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھوں گی یا ہزار دفعہ لاحول پڑھوں گی تو منت نہیں ہوئی اور پڑھنا واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۹) منت مانی دس کلام مجید ختم کروں گی یا ایک پارہ پڑھوں گی تو منت ہوگئی۔ مسئلہ (۲۰) یہ منت مانی کہ اگر فلانا کام ہو جاوے تو مولود پڑھواؤنگی تو منت نہیں ہوئی یا یہ منت کی کہ فلانی بات ہو جاوے تو فلانے مزار پر چادر چڑھاؤں، یہ منت بھی نہیں ہوئی یا شاہ عبد الحق صاحب کا توشہ ماننا، یا سہ منی یا سید کبیر کی گائے مانی یا مسجد میں گلگلے چڑھانے اور اللہ میاں کے طاق بھرنے کی منت مانی یا بڑے پیر کی گیارہویں کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں ہوئی اس کا پورا کرنا واجب نہیں۔ مسئلہ (۲۱) مولیٰ مشکل کشا کا روزہ، آس بی بی کا کونڈا یہ سب واہیات خرافات ہے اور مشکل کشا کا روزہ ماننا شرک ہے۔ مسئلہ (۲۲) یہ منت مانی کہ فلانی مسجد جو ٹوٹی پڑی ہے اسکو بنوادونگی یا فلانا پل بنوا دونگی تو منت بھی صحیح نہیں ہے اس کے ذمہ کچھ واجب نہیں ہوا۔ مسئلہ (۲۳) اگر یوں کہا کہ میرا بھائی اچھا ہو جاوے تو ناچ کراؤں گی یا باجہ بجواؤنگی تو یہ منت

سلہ والحاصل ان نذر الاضحیۃ صحیح لکنہ ینصرف الی شاۃ اخری غیر الواجبۃ علیہ ابتداء الا اذا قصد الاخبار عن الواجب علیہ وکان فی ایامہا (رد المختار ص ۳۳ ج ۳) سلہ ولو قال للہ علی ان اذبح جزورا و اتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شیاہ جاز (عالمگیری ص ۳۳ ج ۲) سلہ بخلاف نذر المعلق فانہ لا یجوز تعجیلہ قبل وجود الشرط

لان المعلق علی شرط لا ینعقد سببا للحال بل عند وجود شرطہ کما تقرر فی الاصول فلو جاز تعجیلہ لزم وقوعہ قبل وجود سببہ فلا یصح (رد المختار ص ۳۳ ج ۳) سلہ بخلاف النذر المعلق ای سواء علقہ علی شرط یریدہ مثل ان قدم غائبی او شفی مریضی او لا یریدہ مثل ان زرت فلانۃ علی کذا لکن اذا وجد الشرط فی الاول وجب ان یوفی بنذرہ وفی الثانی یخیر بینہ وبین کفارۃ یمین علی المذہب لانہ بظاہرہ نذر وبمعناہ یمین (رد المختار ص ۳۳ ج ۳) سلہ لو نذر التسبیحات دبر الصلوۃ لم یلزمہ ولو نذر ان یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل یوم کذا لزمہ وقیل لا (رد المختار ص ۳۳ ج ۳) سلہ فی الخانیۃ ولو قال علی الطواف بالبیت والسعی بین الصفا والمروۃ او علی ان اقرأ القرآن ان فعلت کذا لا یلزمہ شیء قلت وہو مشکل فان القراءۃ عبادۃ مقصودۃ ومن جنسہا واجب وکذا الطواف (رد المختار ص ۳۳ ج ۳) سلہ واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام

سلہ لو نذر قراءۃ المولد فی المنارۃ مع اشتمالہ علی الغناء واللعب وایہاب ثواب ذلک الی حضرۃ المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم (رد المختار ص ۳۳ ج ۳) سلہ فلا یلزمہ النذر کعیادۃ المریض وتشییع الجنازۃ ودخول المسجد وبناء

گناہ ہے اچھا ہونے کے بعد ایسا کرنا جائز نہیں۔ مسئلہ (۲۳) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے منّت ماننا مثلاً یوں کہنا اے بڑے پیر اگر میرا کام ہو جاوے تو میں تمہاری یہ بات کروں گی یا قبروں اور مزاروں پر جانا یا جہاں جن رہتے ہوں وہاں جانا، اور درخواست کرنا حرام اور شرک ہے بلکہ اس منّت کی چیز کا کھانا بھی حرام ہے اور قبروں پر جانے کی عورتوں کے لئے حدیث میں ممانعت آئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

باب	قسم کھانے کا بیان !	۲۴

مسئلہ (۱) بے ضرورت بات بات میں قسم کھانا بری بات ہے اس میں اللہ تعالےٰ کے نام کی بڑی بے تعظیمی اور بے حرمتی ہوتی ہے جہانتک ہو سکے سچی بات پر بھی قسم نہ کھانا چاہیئے۔ مسئلہ (۲) جس نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی اور یوں کہا اللہ قسم، خدا قسم، خدا کی عزت و جلال کی قسم خدا کی بزرگی اور بڑائی کی قسم، تو قسم ہو گئی اب اس کے خلاف کرنا درست نہیں، اگر خدا کا نام نہیں لیا فقط اتنا کہدیا میں قسم کھاتی ہوں کہ فلاں کام نہ کروں گی تب بھی قسم ہو گئی۔ مسئلہ (۳) اگر یوں کہا خدا گواہ ہے، خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں، خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتی ہوں تب بھی قسم ہو گئی۔ مسئلہ (۴) قرآن کی قسم، کلام اللہ کی قسم، کلام مجید کی قسم کھا کر کوئی بات کہی تو قسم ہو گئی، اور اگر کلام مجید کو ہاتھ میں لیکر یا اس پر ہاتھ رکھ کر کوئی بات کہی لیکن قسم نہیں کھائی تو قسم نہیں ہوئی مسئلہ (۵) یوں کہا اگر فلانا کام کروں تو بے ایمان ہو کر مروں مرتے وقت ایمان نہ نصیب ہو بے ایمان ہو جاؤں، یا اس طرح کہا اگر فلانا کام کروں تو میں مسلمان نہیں تو قسم ہو گئی اس کے خلاف کرنے سے کفارہ دینا پڑے گا اور ایمان نہ جاوے گا مسئلہ (۶) اگر فلانا کام کروں تو ہاتھ ٹوٹیں دیدے پھوٹیں، کوڑھی ہو جائے، بدن پھوٹ نکلے۔ خدا کا غضب ٹوٹے، آسمان پھٹ پڑے دانے دانے کی محتاج ہو جائے، خدا کی مار پڑے، خدا کی پھٹکار پڑے، اگر فلانا کام کروں تو سُور کھاؤں، مرتے وقت کلمہ نہ نصیب ہو قیامت کے دن خدا و رسول کے سامنے زرد رُو ہوں ان باتوں سے قسم نہیں ہوتی اس کے خلاف کرنے سے کفّارہ نہ دینا پڑے گا مسئلہ (۷) خدا کے سوا کسی اور کی قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی جیسے رسول اللہ کی قسم کعبہ کی قسم اپنی آنکھوں کی

۱؎ دیکھو حاشیہ ۶ صفحہ ۱۴ ۲؎ عن ابن عباس رضی قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج رواہ ابو داؤد والترمذی والنسائی (مشکوۃ ص۷۱) وفی المرقاۃ قیل ہذا کان قبل الترخیص فلما رخص دخل فی الرخصۃ الرجال والنساء وقیل بل نہی النساء باق لقلۃ صبرہن وکثرۃ جزعہن وفی رد المحتار وقیل تحرم علیہن والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ لہن (بحر) وقال الخیر الرملی ان کان ذلک لتجدید الحزن والبکاء والندب علی ماجرت بہ عادتہن فلا تجوز وعلیہ حمل حدیث لعن اللہ زائرات القبور

وان کان للاعتبار والترحم من غیر بکاء والتبرک بزیارۃ قبور الصالحین فلا باس اذا کن عجائز ویکرہ اذا کن شواب کحضور الجماعۃ فی المساجد ۳؎ قال فی المحیط الافضل فی الیمین باللہ تعالیٰ تقلیلہا لان فی تکثیر الیمین المضافۃ الی الماضی نسبتہ الی الکذب وفی تکثیر الیمین المضافۃ الی المستقبل تعریض اسم اللہ تعالیٰ للہتک (طحاوی علی الدر ص۳۲۳ ج۲) ۴؎ والیمین باللہ او باسم آخر من اسماء اللہ تعالیٰ کالرحمٰن والرحیم او بصفۃ من صفاتہ التی یحلف بہا عرفا کعزۃ اللہ وجلالہ وکبریائہ (ہدایہ ص۴۵۹ ج۲) ۵؎ ولو قال اقسم او اقسم باللہ او احلف او احلف باللہ او اشہد او اشہد باللہ فہو حالف (ہدایہ ص۴۶۰ ج۲) ۶؎ دیکھو حاشیہ ۳ صفحہ ہذا وفی الہدایۃ والشہادۃ یمین (ہدایہ ص۴۶۰ ج۲) ۷؎ واما الحلف بکلام اللہ فیدور مع العرف وقال العینی وعندی لو حلف بالمصحف او وضع یدہ علیہ وقال وحق ہذا فہو یمین ولا سیما فی ہذا الزمان الذی کثرت فیہ الایمان الفاجرۃ ورغبۃ العوام فی الحلف بالمصحف (رد المحتار ص۵۶ ج۳) ۸؎ وان قال ان فعلت کذا فہو یہودی او نصرانی او کافر یکون یمینا (ہدایہ ص۴۶۱ ج۲) ۹؎ ولو قال ان فعلت کذا فعلیہ غضب اللہ او سخط اللہ فلیس بحالف لانہ دعا علی نفسہ ولا یتعلق ذلک بالشرط وکذا اذا قال ان فعلت کذا فانا زان او سارق او شارب خمر او آکل ربوا (ہدایہ ص۴۶۱ ج۲) ۱۰؎ دیکھو ہدایہ ص۴۵۹ ج۲ ۱۱؎ لیکن اسطرح کی قسم کھانیسے شریعت نے منع فرمایا ہے

[illegible]

قسم اپنی جوانی کی قسم، اپنے ہاتھ پیروں کی قسم، اپنے باپ کی قسم، اپنے بچے کی قسم، اپنے پیاروں کی قسم، تمہارے سر کی قسم، تمہاری جان کی قسم، تمہاری قسم، اپنی قسم، اس طرح قسم کھا کے پھر اسکے خلاف کرے تو کفارہ نہ دینا پڑے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا بڑا گناہ ہے حدیث شریف میں اسکی بڑی ممانعت آئی ہے اللہ کو چھوڑ کر اور کسی کی قسم کھانا شرک کی بات[ع] ہے اس سے بہت بچنا چاہیئے۔ مسئلہ کسی[۸] نے کہا تیرے گھر کا کھانا مجھ پر حرام ہے یا یوں کہا فلانی چیز میں نے اپنے اوپر حرام کر لی تو اس کہنے سے وہ چیز حرام نہیں ہوئی لیکن یہ قسم ہو گئی اب اگر کھاوے گی تو کفارہ دینا پڑے گا۔ مسئلہ[۹] کسی دوسرے کی قسم دلانے سے قسم نہیں ہوتی جیسے کسی نے تم سے کہا تمہیں خدا کی قسم یہ کام ضرور کرو تو یہ قسم نہیں ہوئی اس کے خلاف کرنا درست ہے۔ مسئلہ[۱۰] قسم کھا کر اسکے ساتھ ہی انشاء اللہ کا لفظ کہدیا جیسے کوئی اس طرح کہے خدا کی قسم فلانا کام انشاء اللہ نہ کروں گی تو قسم نہیں ہوئی۔ مسئلہ[۱۱] جو بات ہو چکی ہے اس پر جھوٹی قسم کھانا بڑا گناہ ہے جیسے کسی نے نماز نہیں پڑھی اور جب کسی نے پوچھا تو کہدیا خدا کی قسم میں نماز پڑھ چکی یا کسی سے گلاس ٹوٹ گیا اور جب پوچھا گیا تو کہدیا خدا کی قسم میں نے نہیں توڑا جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی تو اس کے گناہ کی کوئی حد نہیں اور اس کا کوئی کفارہ نہیں بس دن رات اللہ سے توبہ استغفار کر کے اپنا گناہ معاف کرا دے سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا اور اگر غلطی اور دھوکہ میں جھوٹی قسم کھالی جیسے کسی نے کہا خدا کی قسم ابھی فلانا آدمی نہیں آیا اور اپنے دل میں یقین کے ساتھ یہی سمجھتی ہے کہ سچی قسم کھا رہی ہوں پھر معلوم ہوا اس وقت آ گیا تھا تو یہ معاف ہے اس میں گناہ نہ ہوگا اور کچھ کفارہ بھی نہیں۔ مسئلہ[۱۲] اگر ایسی بات پر قسم کھائی جو ابھی نہیں ہوئی بلکہ آئندہ ہوگی جیسے کوئی کہے خدا کی قسم آج پانی برسے گا خدا کی قسم آج میرا بھائی آوے گا پھر وہ نہیں آیا اور پانی نہیں برسا تو کفارہ دینا پڑے گا۔ مسئلہ[۱۳] کسی نے قسم کھائی خدا قسم آج قرآن ضرور پڑھوں گی تو اب قرآن پڑھنا واجب ہو گیا نہ پڑھے گی تو گناہ ہوگا۔ اور کفارہ دینا پڑیگا اور کسی نے قسم کھائی خدا قسم آج فلانا کام نہ کروں گی تو اب وہ کام کرنا درست نہیں اگر کرے گی تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑیگا۔ مسئلہ[۱۴] کسی نے گناہ کرنے کی قسم کھائی کہ خدا قسم آج فلانے کی چیز چرا لاؤں گی، خدا قسم آج نماز نہ پڑھوں گی، خدا قسم اپنے ماں باپ سے کبھی نہ بولوں گی تو ایسے وقت قسم کا توڑ دینا واجب ہے توڑ کے کفارہ دیدے نہیں تو گناہ ہوگا۔

[۸] ومن حرم علی نفسہ شیئاً مما یملکہ لم یصر محرماً وعلیہ ان استباحہ کفارۃ یمین (ہدایہ ص۴۶۲ ج۲) [۹] مر علی رجل فاراد ان یقوم فقال واللہ لاتقم

خقام لایلزم المار شئی لکن علیہ تعظیم اسم اللہ تعالیٰ ۱۲ (ردالمحتار ص۵۱ ج۳) [۱۰] ومن حلف علی یمین وقال انشاء اللہ متصلا بیمینہ فلا حنث علیہ (ہدایہ ص۴۶۳ ج۲) [۱۱] الایمان علی ثلثۃ اضرب الیمین الغموس ویمین منعقدۃ ویمین لغو فالغموس ہو الحلف علی امر ماض یتعمد الکذب فیہ فہذہ الیمین یاثم فیہا صاحبہا لقولہ علیہ السلام من حلف کاذباً ادخلہ اللہ النار ولا کفارۃ فیہا الا التوبۃ والاستغفار والمنعقدۃ ما یحلف علی امر فی المستقبل ان یفعلہ او لایفعلہ واذا حنث فی ذلک لزمتہ الکفارۃ ویمین اللغو ان یحلف علی امر ماض وہو یظن انہ کما قال والامر بخلافہ فہذہ الیمین نرجو ان لا یؤاخذ اللہ بہا صاحبہا ۱۲ (ہدایہ ص۴۵۸-۴۵۹ ج۲)۔ [۱۲] دیکھو حاشیہ ۴ صفحہ ہذا [۱۳] ومن حلف علی معصیۃ مثل ان لایصلی اولا یکلم اباہ او لیقتلن فلانا ینبغی ان یحنث نفسہ ویکفر عن یمینہ (ہدایہ ص۴۶۴ ج۲) [ع] لیکن یہ شرک کی ادنیٰ قسم ہے اس شرک میں داخل نہیں ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اُسے کبھی معاف نہ کرونگا اسلئے خدا کے سوا کسی دوسری چیز کی قسم کھانے والے کو نہ اسلام سے خارج کہا جائے گا اور نہ اس کا نکاح ٹوٹے گا۔ ۱۲

مسئلہ (۱۵) کسی نے قسم کھائی کہ آج میں فلانی چیز نہ کھاؤں گی پھر بھولے سے کھالی اور قسم یاد نہ رہی یا کسی نے زبردستی منہ چیر کر کھلادی تب بھی کفارہ دیوے۔ مسئلہ (۱۶) غصہ میں قسم کھائی کہ تجھ کو کبھی ایک کوڑی نہ دونگی پھر ایک پیسہ یا ایک روپیہ دیدیا تب بھی قسم ٹوٹ گئی کفارہ دیوے۔

باب	قسم کے کفارے کا بیان	۲۵

مسئلہ (۱) اگر کسی نے قسم توڑ ڈالی تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس محتاجوں کو دو وقتہ کھانا کھلا دیوے یا کچا اناج دیدے اور ہر فقیر کو انگریزی تول سے آدھی چھٹانک اوپر پونے دو سیر گیہوں دینا چاہیئے بلکہ احتیاطاً پورے دو سیر دیدے اور اگر جَو دیوے تو اس کے دو نے دیوے باقی اور سب ترکیب فقیر کھلانے کی وہی ہے جو روزے کے کفارے میں بیان ہو چکی یا دس فقیروں کو کپڑا پہنا دیوے ہر فقیر کو اتنا بڑا کپڑا دیوے جس سے بدن کا زیادہ حصہ ڈھک جاوے جیسے چادر یا بڑا لنبا کرتہ دیدیا تو کفارہ ادا ہو گیا لیکن وہ کپڑا بہت پرانا نہ ہونا چاہیئے اگر ہر فقیر کو فقط ایک ایک لنگی یا فقط ایک ایک پاجامہ دیدیا تو کفارہ ادا نہیں ہوا اور اگر لنگی کے ساتھ کرتہ بھی ہو تو ادا ہو گیا، ان دونوں باتوں میں اختیار ہے چاہے کپڑا دیوے اور چاہے کھانا کھلاوے ہر طرح کفارہ ادا ہو گیا، اور یہ حکم جو بیان ہوا جب ہے کہ مرد کو کپڑا دیوی اور اگر کسی غریب عورت کو کپڑا دیا تو اتنا بڑا کپڑا ہونا چاہیئے کہ سارا بدن ڈھک جاوے اور اس سے نماز پڑھ سکے اس سے کم ہوگا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔ مسئلہ (۲) اگر کوئی ایسی غریب ہو کہ نہ تو کھانا کھلا سکتی ہے اور نہ کپڑا دے سکتی ہے تو لگاتار تین روزے رکھے اگر الگ الگ کر کے تین روزے پورے کر لیئے تو کفارہ ادا نہیں ہوا تینوں لگاتار رکھنا چاہیئے اگر دو روزے رکھنے کے بعد بیچ میں کسی عذر سے ایک روزہ چھوٹ گیا تو اب پھر سے تینوں رکھے۔

مسئلہ (۳) قسم توڑنے سے پہلے ہی کفارہ ادا کر دیا اس کے بعد قسم توڑی تو کفارہ صحیح نہیں ہوا اب قسم توڑنے کے بعد پھر کفارہ دینا چاہیئے اور جو کچھ فقیروں کو دے چکی ہے اس کو پھر لینا درست نہیں۔ مسئلہ (۴) کسی نے کئی دفعہ قسم کھائی جیسے ایک دفعہ کہا خدا قسم فلانا کام نہ کرونگی اس کے بعد پھر کہا خدا قسم فلانا کام نہ کرونگی اسی دن یا اس کے دوسرے تیسرے دن غرض اسی طرح کئی مرتبہ کہا یا یوں کہا خدا کی قسم، اللہ کی قسم، کلام اللہ کی قسم فلانا کام ضرور کروں گی پھر

سلہ وبن فعل المحلوف علیہ کرہا او ناسیا فہو سواء (ہدایہ ج ۲ ص ۴۵۹) سلہ والقاصد فی الیمین والمکرہ والناسی سواء (ہدایہ ج ۲ ص ۴۵۹) سلہ کفارۃ الیمین عتق رقبۃ یجزی فیہا ما یجزی فی الظہار وان شاء کسا عشرۃ مساکین کل احد ثوبا فما زاد وادناہ ما یجوز فیہ الصلوٰۃ وان شاء اطعم عشرۃ مساکین کالاطعام فی کفارۃ الظہار (ہدایہ ج ۲ ص ۴۶۱) وعن ابی حنیفۃ رح ان ادناہ ما یستر عامۃ بدنہ حتی لا یجوز السراویل (ہدایہ ج ۲ ص ۴۶۱) سلہ وادناہ ما یجوز فیہ الصلوٰۃ (ہدایہ ج ۲ ص ۴۶۱) سلہ فان لم یقدر علی احد الاشیاء الثلٰثۃ صام ثلٰثۃ ایام متتابعات (ہدایہ ج ۲ ص ۴۶۱) سلہ وان قدم الکفارۃ علی الحنث لم یجزہ (ہدایہ ج ۲ ص ۴۶۱) سلہ اذا حلف الرجل علی امر لا یفعلہ ابدا ثم حلف فی ذلک المجلس او مجلس آخر لا یفعلہ ابدا ثم فعلہ کانت علیہ کفارۃ یمین وغیرہ او نوی یمینا اخری او التغلیظ او لم یکن لہ نیۃ وان نوی بالکلام الثانی الیمین الاولی علیہ کفارۃ واحدۃ (عالمگیری ج ۲ ص ۳۳) سلہ دیکھو حاشیہ سلہ صفحہ ۱، سلہ اگر دوسری قسم پہلی قسم کی تاکید کیلئے تھی تو صرف ایک ہی قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا اور اگر دوسری قسم بھی مستقل قسم تھی یا دوسری قسم کھاتے وقت کچھ بھی نیت نہ تھی تو دو قسم کے کفارے واجب ہوں گے ۱۲

دو قسم توڑ دی تو ان سب قسموں کا ایک ہی کفارہ دیدے۔ **مسئلہ (۵)** کسی کے ذمہ قسموں کے بہت سے کفارے جمع ہو گئے تو بقول مشہور ہر ایک کا جدا کفارہ دینا چاہئے زندگی میں نہ دے تو مرتے وقت وصیت کر جانا واجب ہے۔ **مسئلہ (۶)** کفارہ میں انہی مساکین کو کپڑا یا کھانا دینا درست ہے جن کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔

باب ۲۶ گھر میں جانے کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ (۱) کسی نے قسم کھائی کبھی تیرے گھر نہ جاؤں گی پھر اس کے دروازہ کی دہلیز پر کھڑی ہو گئی یا دروازے کے چھجے کے نیچے کھڑی ہو گئی اندر نہیں گئی تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر دروازے کے اندر چلی گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ **مسئلہ (۲)** کسی نے قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ جاؤں گی پھر جب وہ گر کر بالکل کھنڈر ہو گیا تب اس میں گئی تو بھی قسم ٹوٹ گئی اور اگر بالکل میدان ہو گیا زمین برابر ہو گئی اور گھر کا نشان بالکل مٹ گیا یا اس کا کھیت بن گیا یا مسجد بنائی گئی یا باغ بنا لیا گیا تب اس میں گئی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ **مسئلہ (۳)** قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ جاؤں گی پھر جب وہ گر گیا اور پھر سے بنوا لیا گیا تب اس میں گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ **مسئلہ (۴)** کسی نے قسم کھائی کہ تیرے گھر نہ جاؤں گی پھر کوٹھا پھاند کر آئی اور چھت پر کھڑی ہو گئی تو قسم ٹوٹ گئی اگرچہ نیچے نہ اترے۔ **مسئلہ (۵)** کسی نے گھر میں بیٹھے ہوئے قسم کھائی کہ اب یہاں کبھی نہ آؤں گی اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھی رہی تو قسم نہیں ٹوٹی چاہے جتنے دن وہیں بیٹھی رہے جب باہر جا کر پھر آوے گی تب قسم ٹوٹے گی۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ پہنوں گی یہ کہہ کر فوراً اتار ڈالا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر فوراً نہیں اتارا کچھ دیر پہنے رہی تو قسم ٹوٹ گئی۔ **مسئلہ (۶)** قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ رہوں گی اسکے بعد فوراً اس گھر سے اسباب اٹھا لیجانا بندوبست کرنا شروع کر دیا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر فوراً نہیں شروع کیا کچھ دیر ٹھیر گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ **مسئلہ (۷)** قسم کھائی کہ اب تیرے گھر میں قدم نہ رکھوں گی تو مطلب یہ ہے کہ نہ آؤں گی اگر میانے پر سوار ہو کر آئی اور گھر میں اسی میانے پر بیٹھی رہی قدم زمین پر نہیں رکھے تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ **مسئلہ (۸)** کسی نے قسم کھا کر کہا تیرے گھر کبھی نہ کبھی ضرور آؤں گی پھر آنے کا اتفاق نہیں ہوا تو جب تک زندہ ہے قسم نہیں ٹوٹی مرتے وقت قسم ٹوٹ جاوے گی اس کو چاہئے کہ اس وقت وصیت کر جاوے کہ میرے

ــ

۱؎ وتتعدد الکفارۃ لتعدد الیمین المجلس والمجالس سواء ولو قال عنیت بالثانی الاول ففی حلفہ باللہ لا یقبل وبحجۃ او عمرۃ یقبل (رد المحتار ج ۳ ص ۶۲)

۲؎ دمر فہا معرف الزکوٰۃ فالا فلا (رد المحتار ص ۶۶ ج ۳)۔ ۳؎ ومن حلف لا یدخل بیتا فدخل الکعبۃ او المسجد او الکنیسۃ لم یحنث وکذا اذا دخل دہلیزا او ظلۃ باب الدار (ہدایہ ص ۴۶۳ ج ۲)۔ ۴؎ ومن حلف لا یدخل دارا فدخل دارا خربۃ لم یحنث ولو حلف لا یدخل ہذہ الدار فخربت ثم بنیت اخری فدخلہا یحنث وان جعلت مسجدا او حماما او بستانا او بیتا فدخلہ لم یحنث (ہدایہ ص ۴۶۴ ج ۲)۔ ۵؎ ومن حلف لا یدخل ہذہ الدار فوقف علی سطحہا حنث لان السطح من الدار (ہدایہ ص ۴۶۴ ج ۲)۔ ۶؎ ومن حلف لا یدخل ہذہ الدار وہو فیہا لم یحنث بالقعود حتی یخرج ثم یدخل ولو حلف لا یلبس ہذا الثوب وہو لابسہ فنزعہ فی الحال لم یحنث (ہدایہ ص ۴۶۶ ج ۲)۔ ۷؎ ومن حلف لا یسکن ہذہ الدار وہو ساکنہا فاخذ فی النقلۃ من ساعتہ وان لبث علی حالہ ساعۃ حنث (ہدایہ ص ۴۶۴-۴۶۵ ج ۲)۔ ۸؎ حلف لا یضع قدمہ فی دار فلان حنث بدخولہا مطلقا ولو حافیا او راکبا (رد المحتار ص ۹۰-۹۱ ج ۳)۔ ۹؎ وان حلف لیاتین البصرۃ فلم یاتہا حتی مات حنث فی آخر جزء من اجزاء حیاتہ (ہدایہ ص ۴۷۶ ج ۲)

مال میں سے قسم کا کفارہ دیدینا۔ مسئلہ⁽⁹⁾ قسم کھائی کہ فلانے کے گھر نہ جاؤں گی تو جس گھر میں وہ رہتی ہو وہاں نہ جانا چاہئے چاہے اسی کا گھر ہو یا کرایہ پر رہتی ہو یا مانگ لیا ہو اور بے کرایہ دیئے رہتی ہو۔ مسئلہ⁽¹⁰⁾ قسم کھائی کہ تیرے یہاں کبھی نہ آؤں گی پھر کسی سے کہا کہ تو مجھے گود میں لیکر وہاں پہنچادے اس لئے اس نے گود میں لیکر پہنچادیا تب بھی قسم ٹوٹ گئی البتہ اگر اس نے نہیں کہا بغیر اس کے کہے کسی نے اس کو لاد کے وہاں پہنچادیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اسیطرح اگر قسم کھائی کہ اس گھر سے کبھی نہ نکلونگی پھر کسی سے کہا کہ تو مجھکو لاد کر نکال لے چل اور وہ لے گیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر بے کہے کوئی لادے گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

باب	کھانے پینے کی قسم کھانے کا بیان	۲۷

مسئلہ⁽¹⁾ قسم کھائی کہ یہ دودھ نہ کھاؤں گی پھر دہی دودھ جما کر دہی بنالیا تو اس کے کھانے سے قسم نہ ٹوٹے گی۔ مسئلہ⁽²⁾ بکری کا بچہ پلا ہوا تھا اس پر قسم کھائی اور کہا کہ اس بچہ کا گوشت نہ کھاؤں گی پھر وہ بڑھ کر پوری بکری ہوگئی تب اس کا گوشت کھایا تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ⁽³⁾ قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاؤں گی پھر مچھلی کھائی یا کلیجی یا اوجھڑی کھائی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ⁽⁴⁾ قسم کھائی کہ یہ گیہوں نہ کھاؤنگی پھر ان کو پسوا کر روٹی کھائی یا ان کے ستو کھائے تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر خود گیہوں آبال کر کھالئے یا بھنوا کر چبائے تو قسم ٹوٹ گئی ہاں اگر یہ مطلب لیا ہو کہ ان کے آٹے کی کوئی چیز بھی نہ کھاؤں گی تو ہر چیز کے کھانے سے قسم ٹوٹ جاویگی مسئلہ⁽⁵⁾ اگر یہ قسم کھائی کہ یہ آٹا نہ کھاؤں گی تو اس کی روٹی کھانے سے قسم ٹوٹ جاوے گی اور اگر اس کا لپٹا یا حلوا یا کچھ اور پکا کر کھایا تب بھی قسم ٹوٹ گئی اور اگر ویسا ہی کچا آٹا پھانک گئی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ⁽⁶⁾ قسم کھائی کہ روٹی نہ کھاؤں گی تو اس دیس میں جن چیزوں کی روٹی کھائی جاتی ہے نہ کھانا چاہئے نہیں تو قسم ٹوٹ جاوے گی۔ مسئلہ⁽⁷⁾ قسم کھائی کہ سری نہ کھاؤں گی تو چڑیا، تیتر، مرغ وغیرہ چڑیوں کا سر کھانے سے قسم نہ ٹوٹے گی اگر بکری یا گائے کی سری کھائی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ⁽⁸⁾ قسم کھائی کہ میوہ نہ کھاؤں گی تو انار، سیب، انگور، چھوارا، بادام، اخروٹ، کشمش، منقیٰ، کھجور کھانے سے قسم ٹوٹ جاوے گی اور اگر خربوزہ، تربوز، ککڑی، کھیرا، آم، کھائے تو قسم نہیں ٹوٹی۔

ـلہ ولو حلف لا یدخل دار فلان یراد بہ نسبۃ السکنیٰ الیہ عادۃ لا فرق بین کون السکنیٰ بالملک او بالاجارۃ او بالعاریۃ الا اذا استعار لیتخذ فیہا ولیمۃ در مختار ملخصاً
ـلہ ومن حلف لا یخرج من المسجد فامر انساناً فحملہ فاخرجہ حنث ولو اخرجہ مکرہاً لم یحنث ولو حملہ برضاہ لا بامرہ لا یحنث فی الصحیح لان الانتقال بامرہ لم یوجد ہدایہ ملخصاً

ـلہ وکذا اذا حلف لا یاکل من ہذا الرطب فصار تمراً او من ہذا اللبن فصار شیرازاً لم یحنث (ہدایہ ص ۴۶۷ ج ۲) ـلہ ولو حلف لا یاکل لحم ہذا الحمل فاکل بعد ما صار کبشاً حنث (ہدایہ ص ۴۶۸ ج ۲) ـلہ ولو حلف لا یاکل لحماً فاکل لحم السمک لا یحنث وان اکل لحم خنزیر او لحم انسان یحنث وکذا اذا اکل کبدا او کرشاً لانہ لحم حقیقۃ فان نموہ من الدم ویستعمل استعمال اللحم وقیل فی عرفنا لا یحنث لانہ لا یعد لحماً (ہدایہ ص ۴۶۹ ج ۲) ـلہ ومن حلف لا یاکل من ہذہ الحنطۃ لم یحنث حتی یقضمہا ولو اکل من خبزہا لم یحنث عند ابی حنیفۃ وقالا ان اکل من خبزہا حنث (ہدایہ ص ۴۶۹ ج ۲) ـلہ ولو حلف لا یاکل من ہذا الدقیق فاکل من خبزہ حنث لان عینہ غیر ماکول فانصرف الی ما یتخذ منہ (ہدایہ ص ۴۶۹ ج ۲) ـلہ ولو حلف لا یاکل خبزاً فیمینہ علی ما یعتادہ اہل المصر اکلہ خبزاً (ہدایہ ص ۴۶۹ ج ۲) ـلہ ولو حلف لا یاکل راساً فہو علی رؤس البقر والغنم عند ابی حنیفۃ وقال ابو یوسف ومحمد علی الغنم خاصۃ وہذا اختلاف عصر وزمان کان العرف فی زمنہ فیہما وفی زمنہما فی الغنم خاصۃ وفی زماننا یفتی علی حسب العادۃ کما ہو المذکور فی المختصر (ہدایہ ص ۴۷۰ ج ۲) ـلہ دیکھو ہدایہ ص ۴۷۰ ج ۲۔

ـلہ لیکن اگر کسی ملک میں عرفاً ان چیزوں کو گوشت کہتے ہوں تو اس ملک میں ان کے کھانے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی ۱۲۔

باب ۲۸ نہ بولنے کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ (۱) قسم کھائی کہ فلانی عورت سے نہ بولوں گی پھر جب وہ سوتی تھی اس وقت سوتے میں اس سے کچھ کہا اور اس کی آواز سے وہ جگ پڑی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۲) قسم کھائی کہ بغیر ماں کی اجازت کے فلانی سے نہ بولوں گی پھر ماں نے اجازت دیدی لیکن اجازت کی خبر ابھی اس کو نہیں ملی تھی کہ اس سے بولدی اور بولنے کے بعد معلوم ہوا کہ ماں نے اجازت دیدی تھی تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۳) قسم کھائی کہ اس لڑکی سے کبھی نہ بولوں گی پھر جب وہ جوان ہو گئی یا بڑھیا ہو گئی تب بولی تو بھی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۴) قسم کھائی کہ کبھی تیرا منھ نہ دیکھوں گی تیری صورت نہ دیکھوں گی تو مطلب یہ ہے کہ تجھ سے ملاقات نہ کروں گی میل جول نہ رکھوں گی اگر کہیں دور سے صورت دیکھ لی تو قسم نہیں ٹوٹی۔

باب ۲۹ بیچنے اور مول لینے کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ (۱) قسم کھائی کہ فلانی چیز میں نہ خریدوں گی پھر کسی سے کہدیا کہ تم مجھے خرید دو اس نے مول لے دیا تو قسم نہیں ٹوٹی، اسی طرح اگر یہ قسم کھائی کہ میں اپنی فلانی چیز نہ بیچوں گی پھر خود نہیں بیچا دوسرے سے کہدیا کہ تم بیچدو اس نے بیچدیا تو قسم نہیں ٹوٹی، اسی طرح کرایہ پر لینے کا حکم ہے، اگر قسم کھائی کہ میں یہ مکان کرایہ پر نہ لوں گی پھر کسی دوسرے کے ذریعہ سے کرایہ پر لے لیا تو قسم نہیں ٹوٹی، البتہ اگر قسم کھانے کا یہی مطلب تھا کہ نہ تو خود یہ کام کروں گی نہ کسی دوسرے کے ذریعہ سے کراؤنگی تو دوسرے آدمی کے کردینے سے بھی قسم ٹوٹ جاویگی غرض جو مطلب ہوگا اسی کے موافق سب حکم لگائے جاوینگے، یا یہ کہ قسم کھانے والی عورت پردہ نشین یا امیرزادی ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے نہیں بیچتی نہیں خریدتی تو اس صورت میں اگر یہ کام دوسرے سے کہکر کرالئے تب بھی قسم ٹوٹ جاوے گی۔ مسئلہ (۲) قسم کھائی کہ میں اپنے اس لڑکے کو نہ ماروں گی پھر کسی اور سے کہکر پٹوادیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

باب ۳۰ روزے نماز کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ (۱) کسی نے بیوقوفی سے قسم کھائی کہ میں روزہ نہ رکھوں گی پھر روزہ کی نیت کرلی

لہ ومن حلف لا یکلم فلانا فکلمہ وہو بحیث یسمع الا انہ نائم حنث لانہ قد کلمہ ووصل الی سمعہ لکنہ لم یفہم لنومہ فصار کما اذا ناداہ وہو بحیث یسمع لکنہ لم یفہم لتغافلہ وفی بعض روایات المبسوط شرط ان یوقظہ وعلیہ مشائخنا لانہ اذا لم ینتبہ کان کما اذا ناداہ من بعید وہو بحیث لا یسمع صوتہ (ہدایہ ص ۴۷۳ ج ۲) ۲ہ ولو حلف لا یکلمہ الا باذنہ فاذن لہ ولم یعلم بالاذن حتی کلمہ حنث (ہدایہ ص ۴۷۳ ج ۲) ۳ہ ومن حلف لا یکلم ہذا الشاب فکلمہ وقد صار شیخا حنث (ہدایہ ص ۴۷۴ ج ۲) ۴ہ چونکہ قسم میں عرف عام کا اعتبار ہوتا ہے اور عرف عام میں منھ نہ دیکھنے یا صورت نہ دیکھنے سے مراد ہے میل جول نہ رکھنا اس لئے دور سے صورت دیکھ لینے سے قسم نہ ٹوٹے گی ۵ہ ومن حلف لا یبیع اولا یشتری اولا یواجر فوکل من فعل ذلک لم یحنث الا ان ینوی ذلک او یکون الحالف ذا سلطان (ہدایہ ص ۴۷۹-۴۸۰ ج ۲) ۶ہ ومن حلف لا یضرب ولدہ فامر انسانا فضربہ لم یحنث فی یمینہ (ہدایہ ص ۴۸۰ ج ۲) ۷ہ ومن حلف لا یصوم فنوی الصوم وصام ساعۃ ثم افطر من یومہ حنث ولو حلف لا یصوم یوما او صوما فصام ساعۃ ثم افطر

لم یحنث لانہ یراد بہ الصوم التام المعتبر شرعا وذلک بانتہائہ الی آخر الیوم والیوم صریح فی تقدیر المدۃ بہ (ہدایہ ص ۴۸۲ ج ۲) ۱۲

تو دم بھر گذرنے سے بھی قسم ٹوٹ گئی پورے دن گذرنے کا انتظار نہ کرینگے۔ اگر تھوڑی دیر بعد روزہ توڑے گی تب بھی قسم ٹوٹنے کا کفارہ دینا پڑیگا۔ اور اگر یوں کہا کہ ایک روزہ بھی نہ رکھونگی تو روزہ ختم ہونے کے وقت قسم ٹوٹے گی جب تک پورا دن نہ گذرے اور روزہ کھولنے کا وقت نہ آوے تب تک قسم نہ ٹوٹے گی اور اگر وقت آنے سے پہلے ہی روزہ توڑ ڈالا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۲) قسم کھائی کہ میں نماز نہ پڑھوں گی پھر پشیمان ہوئی اور نماز پڑھنے کھڑی ہوئی تو جب پہلی رکعت کا سجدہ کیا اسیوقت قسم ٹوٹ گئی اور سجدہ کرنے سے پہلے قسم نہیں ٹوٹی اگر ایک رکعت پڑھکر نماز توڑ دے تب بھی قسم ٹوٹ گئی، اور یاد رکھو ایسی قسمیں کھانا بڑا گناہ ہے، اگر ایسی بیوقوفی ہو گئی تو اس کو فوراً توڑ ڈالے اور کفارہ دے۔

۲۱	کپڑے وغیرہ کی قسم کھانیکا بیان	باب

مسئلہ (۱) قسم کھائی کہ اس قالین پر نہ لیٹوں گی پھر قالین بچھا کر اس کے اوپر چادر لگائی اور لیٹی تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر اس قالین کے اوپر ایک اور قالین یا کوئی دری بچھائی اس کے اوپر لیٹی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۲) قسم کھائی کہ زمین پر نہ بیٹھوں گی پھر زمین پر بوریا یا کپڑا یا چٹائی ٹاٹ وغیرہ بچھا کر بیٹھ گئی تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر اپنا دوپٹہ چادر اوڑھے ہوئے ہے اسی کا آنچل بچھا کے بیٹھ گئی تو قسم ٹوٹ گئی، البتہ اگر دوپٹہ اتار کر بچھا لیا تب بیٹھی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۳) قسم کھائی کہ اس چارپائی یا اس تخت پر نہ بیٹھونگی پھر اس پر دری یا قالین وغیرہ کچھ بچھا کر بیٹھ گئی تو قسم ٹوٹ گئی، اگر اس چارپائی کے اوپر ایک اور چارپائی بچھائی اور تخت کے اوپر ایک اور تخت بچھا لیا پھر اوپر والی چارپائی اور تخت پر بیٹھی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۴) قسم کھائی کہ فلانی کو کبھی نہ نہلاؤنگی پھر اس کے مرجانے کے بعد نہلایا تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۵) شوہر نے قسم کھائی کہ تجھ کو کبھی نہ ماروں گا پھر غصہ میں چوٹا پکڑ کے گھسیٹا یا گلا گھونٹ دیا یا زور سے کاٹ کھایا تو قسم ٹوٹ گئی اور جو ہنسی دل لگی اور پیار میں کاٹا ہو تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۶) قسم کھائی کہ فلانی کو ضرور ماروں گی اور وہ اس کہنے سے پہلے ہی مر چکی ہے تو اگر اس کا مرنا معلوم نہ تھا اسوجہ سے قسم کھائی تو قسم نہ ٹوٹے گی اور اگر جان بوجھ کے قسم کھائی تو قسم کھاتے ہی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۷) اگر کسی نے کسی بات کے کرنے کی قسم کھائی جیسے یوں کہا خدا قسم آنار ضرور کھاؤنگی تو عمر بھر میں ایک دفعہ کھا لینا کافی ہے اور اگر کسی بات کے نہ کرنے کی قسم کھائی جیسے

---

۵۱ ولو حلف لا یصلی فقام وقرأ وركع لم يحنث وان سجد مع ذلك ثم قطع حنث (ہدایہ ج۲ ص۴۷۲)

۵۲ ومن حلف لا ينام على فراش فنام عليه وفوقه قرام حنث وان جعل فوقه فراشا آخر فنام عليه لا يحنث (ہدایہ ج۲ ص۴۸۲)

۵۳ ولو حلف لا يجلس على الارض فجلس على بساط او حصير لم يحنث لانه لا يسمى جالسا على الارض بخلاف ما اذا حال بينه وبين الارض لباسه لانه تبع له فلا يعتبر حائلا (ہدایہ ج۲ ص۴۸۲)

۵۴ وان حلف لا يجلس على سرير فجلس على سرير فوقه بساط او حصير حنث بخلاف ما اذا جعل فوقه سريرا آخر (ہدایہ ج۲ ص۴۸۲)

۵۵ لو قال ان غسلتك فعبدي حر فغسله بعد ما مات يحنث (ہدایہ ج۲ ص۴۸۳)

۵۶ ومن حلف لا يضرب امرأته فمد شعرها او خنقها او عضها حنث وقيل لا يحنث في حال الملاعبة (ہدایہ ج۲ ص۴۸۳)

۵۷ ومن قال ان لم اقتل فلانا فامرأته طالق وفلان ميت وهو عالم به حنث وان لم يعلم لا يحنث (ہدایہ ج۲ ص۴۸۳)

۵۸ واذا حلف لا يفعل كذا تركه ابدا لانه نفي الفعل مطلقا فعم الامتناع وان حلف ليفعلن كذا ففعله مرة واحدة بر في يمينه ۱۲ (ہدایہ ج۲ ص۴۸۹)

یوں کہا خدا قسم آنار نہ کھاؤں گی تو ہمیشہ کے لئے چھوڑنا پڑیگا جب کبھی کھاوے گی تو قسم ٹوٹ جاویگی ہاں اگر ایسا ہوا کہ گھر میں آنار، انگور وغیرہ آئے اور خاص ان آناروں کیلئے کہا کہ نہ کھاؤں گی تو یہ اور بات ہے وہ نہ کھاوے اسکے سوا اور منگا کر کھاوے تو کچھ حرج نہیں۔

باب	دین سے پھر جانے کا بیان	۳۲

مسئلہ (۱) اگر خدانخواستہ[۱] کوئی اپنے ایمان اور دین سے پھر گئی تو تین دن کی مہلت دیجاویگی اور جو اس کو شبہ پڑا ہو اس شبہ کا جواب دیدیا جاوے گا، اگر اتنی مدت میں مسلمان ہو گئی تو خیر نہیں تو ہمیشہ کے لئے قید کر دینگے[۲] جب توبہ کرے گی تب چھوڑیں گے۔ **مسئلہ (۲)** جب[۳] کسی نے کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا اور جتنی نیکیاں اور عبادت اس نے کی تھی سب اکارت گئی نکاح ٹوٹ گیا۔ اگر فرض حج کر چکی ہے تو وہ بھی ٹوٹ گیا اب اگر توبہ کر کے پھر مسلمان ہوئی تو اپنا نکاح پھر سے پڑھواوے اور پھر دوسرا[۴] حج کرے۔ **مسئلہ (۳)** اسی طرح اگر کسی کا میاں توبہ توبہ بیدین ہو جاوے تو بھی نکاح جاتا رہا، اب وہ جب تک توبہ کر کے پھر سے نکاح نہ کرے عورت اس سے کچھ واسطہ نہ رکھے اگر کوئی معاملہ میاں بی بی کا سا ہوا تو عورت کو بھی گناہ ہوگا اور اگر وہ زبردستی کرے تو اس کو سب سے ظاہر کر دے شرماوے نہیں دین کی بات میں کیا شرم۔ **مسئلہ (۴)** جب[۵] کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا اگر ہنسی دل لگی میں کفر کی بات کہے اور دل میں نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے جیسے کسی نے کہا کیا خدا کو اتنی قدرت نہیں جو فلانا کام کر دے اس کا جواب دیا ہاں نہیں ہے تو اس کہنے سے کافر ہو گئی۔ **مسئلہ (۵)** کسی[۶] نے کہا اٹھو نماز پڑھو جواب دیا کون اٹھک بیٹھک کرے یا کسی نے روزہ رکھنے کو کہا تو جواب دیا کون بھوکا مرے یا کہا روزہ[۶] وہ رکھے جس کے گھر کھانا نہ ہو یہ سب کفر ہے۔ **مسئلہ (۶)** اس[۷] کو کوئی گناہ کرتے دیکھ کر کسی نے کہا خدا سے نہیں ڈرتی جواب دیا ہاں نہیں ڈرتی تو کافر ہو گئی۔ **مسئلہ (۷)** کسی[۸] کو برا کام کرتے دیکھ کر کہا کیا تو مسلمان نہیں ہے جو ایسی بات کرتی ہے جواب دیا ہاں نہیں ہوں تو کافر ہو گئی اگر ہنسی میں کہا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ **مسئلہ (۸)** کسی[۹] نے نماز پڑھنا شروع کی اتفاق سے اس پر کوئی مصیبت پڑ گئی اس لئے کہا کہ یہ سب نماز ہی کی نحوست ہے تو کافر ہو گئی۔ **مسئلہ (۹)** کسی[۱۰] کافر کی کوئی بات اچھی معلوم ہوئی اسلئے

[۱] واذا ارتد المسلم عن الاسلام والعیاذ باللہ عرض علیہ الاسلام فان کانت لہ شبہۃ کشفت عنہ ویحبس ثلثۃ ایام فان اسلم والا قتل (ہدایہ صفحہ ۵۸۰ ج ۲) ولا تقتل المرتدۃ بل تحبس حتی تسلم (عالمگیری صفحہ ۲۵۷ ج ۲) [۲] و [۳] ویبطل منہ اتفاقا ما یعتمد الملۃ وہی خمس النکاح والذبیحۃ والصید والشہادۃ والارث (رد المختار صفحہ ۴۲۸ ج ۳) ولا القضی من العبادات الا الحج (رد المختار صفحہ ۴۳۳ ج ۳) [۴] من ہزل بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقدہ للاستخفاف (رد المختار صفحہ ۴۳۳ ج ۳) [۵] واذا قیل لہ صل فقال قلتبان بود کہ نماز کند وکار بر خویشتن دراز کند وقال تو نماز کردی چہ بر سر آوردی فہذا کلہ کفر (عالمگیری صفحہ ۱۶۲ ج ۲) [۶] او قال عند مجئ شہر رمضان آمد آں ماہ گراں وقال جاء الضیف الثقیل یکفر (عالمگیری صفحہ ۱۶۳ ج ۲) [۷] واذا طالت المشاجرۃ بین الزوجین فقال الرجل لامرأتہ خافی اللہ تعالی واتقیہ فقالت امرأۃ مجیبۃ لہ لا اخافہ قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل ان کان الزوج عاتبہا علی المعصیۃ ظاہرۃ وخوفہا من اللہ تعالی فاجابتہ بہذا تصیر مرتدۃ (فتاوی قاضی خان صفحہ ۶۰۱ ج ۴) [۸] قالت امرأۃ لزوجہا لیس لک حمیۃ ولا دین الاسلام ترضی بخلوتی مع الاجانب فقال الزوج لیس لی حمیۃ ولا دین الاسلام فقد قیل انہ یکفر (عالمگیری صفحہ ۱۶۵ ج ۲) [۹] اذا قیل لرجل صل فقال ان اللہ نقص من مالی فانا انقص من حقہ فہو کفر (عالمگیری صفحہ ۱۶۲ ج ۲) [۱۰] وتحسین امر الکفار اتفاقا قالوا لو قال ترک الکلام عند اکل الطعام حسن عن مجوس او ترک المضاجعۃ حالۃ الحیض منہم حسن فہو کافر (عالمگیری صفحہ ۱۶۵ ج ۲) [۱۱] یہ حکم عورتوں کیلئے مخصوص ہے اگر خدانخواستہ مرد مرتد ہو جائے تو تین دن کے بعد اسے قتل کر دیا جائیگا۔ ۱۲ [۱۲] بشرطیکہ دائرہ اسلام میں دوبارہ داخل ہو جاوے یعنی مسلمان ہو جائے ۱۲

تمنا کرکے کہا ہم بھی کافر ہوتے تو اچھا تھا کہ ہم بھی ایسا کرتے تو کافر ہوگئی۔ مسئلہ (۱۰) کسی[۱] کا لڑکا مر گیا اس نے یوں کہا یا اللہ یہ ظلم مجھ پر کیوں کیا مجھے کیوں ستایا تو اس کہنے سے کافر ہوگئی۔ مسئلہ (۱۱) کسی[۲] نے یوں کہا اگر خدا بھی مجھ سے کہے تو یہ کام نہ کروں یا یوں کہا جبرئیل بھی اتر آویں تو ان کا کہا نہ مانوں تو کافر ہوگئی۔ مسئلہ (۱۲) کسی[۳] نے کہا میں ایسا کام کرتی ہوں کہ خدا بھی نہیں جانتا تو کافر ہوگئی۔ مسئلہ (۱۳) جب[۴] اللہ تعالیٰ کی یا اس کے کسی رسول کی کچھ حقارت کی یا شریعت کی بات کو برا جانا عیب نکالا کفر کی بات پسند کی ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے اور کفر کی باتوں کو جن سے ایمان جاتا رہتا ہے ہم نے پہلے ہی حصہ میں سب عقیدوں کے بیان کرنے کے بعد بھی بیان کیا ہے وہاں دیکھ لینا چاہیئے، اور اپنا ایمان کی سنبھالنے میں بہت احتیاط کرنا چاہیئے، اللہ تعالیٰ ہم سب کا ایمان ٹھیک رکھے اور ایمان ہی پر خاتمہ کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

باب ۳۳ ذبح کرنے کا بیان

مسئلہ (۱) ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کا منہ[۵] قبلہ کی طرف کرکے تیز چھری ہاتھ میں لیکر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کے اس کے گلے کو کاٹے یہانتک کہ چار[۶] رگیں کٹ جاویں، ایک نرخرہ جس سے سانس لیتا ہے دوسری وہ رگ جس سے دانہ پانی جاتا ہے اور دو شہ رگیں جو نرخرہ کے دائیں بائیں ہوتی ہیں اگر ان چار میں سے تین ہی رگیں کٹیں تب بھی ذبح درست ہے اس کا کھانا حلال ہے اور اگر دو ہی رگیں کٹیں تو وہ جانور مردار ہو گیا اس کا کھانا درست نہیں۔ مسئلہ (۲) ذبح[۷] کے وقت بسم اللہ قصداً نہیں کہا تو وہ مردار ہے اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر بھول جاوے تو کھانا درست ہے۔ مسئلہ (۳) کند[۸] چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے اور منع ہے کہ اس میں جانور کو بہت تکلیف ہوتی ہے اسیطرح ٹھنڈا ہونے سے پہلے اسکی کھال کھینچنا ہاتھ پاؤں توڑنا کاٹنا اور ان چاروں رگوں کے کٹ جانے کے بعد بھی گلا کاٹے جانا یہ سب مکروہ ہے۔ مسئلہ (۴) ذبح[۹] کرنے میں مرغی کا گلا کٹ گیا تو اس کا کھانا درست ہے مکروہ بھی نہیں البتہ اتنا زیادہ ذبح کر دینا یہ بات مکروہ ہے مرغی مکروہ نہیں ہوتی۔ مسئلہ (۵) مسلمان[۱۰] کا ذبح کرنا بہر حال درست ہے، چاہے عورت ذبح کرے یا مرد اور چاہے

[۱] من نسب اللہ تعالیٰ الی الجور فقد کفر (عالمگیری ص ۱۵۹ ج ۲)، [۲] اذا قال لو امرنی اللہ تعالیٰ بکذا لم افعل فقد کفر (عالمگیری ص ۱۵۹ ج ۲) ولو قال لا اسمع شہادۃ فلاں وان کان جبرئیل او میکائیل یکفر (عالمگیری ص ۱۶۳ ج ۲)، [۳] او نسبہ الی الجہل او العجز او النقص یکفر (عالمگیری ص ۱۵۹ ج ۲)، [۴] وفی المسایرۃ والاعتبار التعظیم المنافی للاستخفاف کفر الحنفیۃ بالفاظ کثیرۃ وافعال تصدر من المتہتکین لدلالتہا علی الاستخفاف بالدین (بحر ص ۱۱۹ ج ۵)

[۵] وکرہ ترک التوجہ الی القبلۃ (رد المختار ص ۲۰۵ ج ۵) و یستقبل القبلۃ فی الجمیع ۱۲ (عالمگیری ص ۱۹۳ ج ۳)

[۶] والعروق التی تقطع فی الذکاۃ اربعۃ الحلقوم والمرئ والودجان (ہدایہ ص ۴۷۰ ج ۴ ورد المختار ص ۲۰۳-۲۰۴ ج ۵)

[۷] وان ترک الذابح التسمیۃ عامداً فالذبیحۃ میتۃ لا تؤکل وان ترکہا ناسیا اکل (ہدایہ ص ۴۶۸ ج ۴)

[۸] وندب احداد شفرتہ قبل الاضجاع وکرہ بعدہ کالجر برجلہا الی المذبح وذبحہا من قفاہا (رد المختار ص ۲۰۵ ج ۵) وکرہ کل تعذیب بلا فائدۃ مثل قطع الراس والسلخ قبل ان تبرد (رد المختار ص ۲۰۵ ج ۵)

[۹] ومن بلغ بالسکین النخاع او قطع الراس کرہ لہ ذلک وتوکل ذبیحتہ ۱۲ (ہدایہ ص ۴۷۲ ج ۴)

[۱۰] وشرط کون الذابح مسلما حلالا خارج الحرام ان کان صیداً الی ان قال ولو امرأۃ مجنوناً او امرأۃ او صبیا یعقل التسمیۃ والذبح (رد المختار ص ۲۰۵-۲۰۶ ج ۵)

پاک ہو یا ناپاک ہر حال میں اس کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حلال ہے اور کافر کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حرام ہے۔ مسئلہ (۶) جو چیز دھاردار ہو جیسے دھاردار پتھر گنے یا بانس کا چھلکا سب سے ذبح کرنا درست ہے۔

باب	حلال و حرام چیزوں کا بیان	۳۴

مسئلہ (۱) جو جانور اور جو پرندے شکار کر کے کھاتے رہتے ہیں یا ان کی غذا فقط گندگی ہی ان کا کھانا جائز نہیں جیسے شیر، بھیڑیا، گیدڑ، بلی، کتا، بندر، شکرا، باز، گدھ، وغیرہ اور جو ایسے نہ ہوں جیسے طوطا، مینا، فاختہ، چڑیا، بٹیر، مرغابی، کبوتر، نیل گائے، ہرن، بطخ، خرگوش وغیرہ سب جائز ہیں۔ مسئلہ (۲) بجو، گوہ، کچھوا، بھڑ، خچر، گدھا، گدھی کا گوشت کھانا اور گدھی کا دودھ پینا درست نہیں، گھوڑے کا کھانا جائز ہے لیکن بہتر نہیں۔ دریائی جانوروں میں سے فقط مچھلی حلال ہے باقی سب حرام۔ مسئلہ (۳) مچھلی اور ٹڈی بغیر ذبح کئے ہوئے بھی کھانا درست ہے ان کے سوا اور کوئی جاندار چیز بغیر ذبح کئے کھانا درست نہیں جب کوئی چیز مر گئی تو حرام ہو گئی۔ مسئلہ (۴) جو مچھلی مر کر پانی کے اوپر الٹی تیرنے لگی اس کا کھانا درست نہیں۔ مسئلہ (۵) اوجھڑی کھانا حلال ہے نہ مکروہ۔ مسئلہ (۶) کسی چیز میں چیونٹیاں مر گئیں تو بغیر نکالے کھانا جائز نہیں اگر ایک آدھ چیونٹی حلق میں چلی گئی تو مردار کھانے کا گناہ ہوا بعضے بچے بلکہ بڑے بھی گولر کے اندر کے بھنگے سمیت گولر کھا جاتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ اس کے کھانے سے آنکھیں نہیں آتیں یہ حرام ہے مردار کھانے کا گناہ ہوتا ہے۔ مسئلہ (۷) جو گوشت ہندو بیچتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ میں نے مسلمان سے ذبح کرایا ہے اس سے مول لیکر کھانا درست نہیں البتہ جس وقت سے مسلمان نے ذبح کیا ہے اگر اسی وقت سے کوئی مسلمان برابر بیٹھا دیکھ رہا ہے یا وہ جانے لگا تو دوسرا کوئی اس کی جگہ بیٹھ گیا تب درست ہے۔ مسئلہ (۸) جو مرغی گندی پلید چیزیں کھاتی پھرتی ہو اس کو تین دن بند رکھ کر ذبح کرنا چاہیے بغیر بند کئے کھانا مکروہ ہے۔

باب	نشہ کی چیزوں کا بیان	۳۵

مسئلہ (۱) جتنی شرابیں ہیں سب حرام اور نجس ہیں، تاڑی کا بھی یہی حکم ہے دوا کیلئے بھی انکا

---

۵۱ ویجوز الذبح بالليطة والمروة وكل شيئ انهر الدم الا السن القائم والظفر القائم (ہدایہ ص ۴۲۷ ج ۴ ورد المختار ص ۲۰۵-۲۰۴ ج ۵)

۵۲ ولا يجوز اكل ذي ناب من السباع وهو الكلب والفهد والسنور الاهلي فلا يحل وكذلك المتوحش فمنها المسمى بسباع الوحش والطير وكل ذي ناب من السباع وكل ذي مخلب من الطير فذو ناب من السباع الوحش كالاسد والذئب والضبع والنمر والفهد الخ وذو مخلب من الطير كالبازي والباشق والصقر والشاهين والحداءة الخ ومالا مخلب له من الطير والمستانس منه كالدجاج والبط والمتوحش كالحمام والعصافير والبطخ والكركي والغراب الذي ياكل الحب الزرع ونحوها حلال بالاجماع (عالمگیری ص ۱۹۴ ج ۶)

۵۳ ويكره اكل الضبع والضب والسلحفاة والزنبور والحشرات كلها ولا يجوز اكل الحمر الاهلية والبغال ويكره لحم الفرس ۱۲ (ہدایہ ص ۴۳۷ ج ۴)

۵۴ ولا يوكل من حيوان الماء الا السمك (ہدایہ ص ۲۰۳ ج ۴ و رد المختار ص ۲۱۳ ج ۵)

۵۵ وحل الجراد وانواع السمك بلا ذكاة (رد المختار ص ۲۱۳ ج ۵)

۵۶ دیکھو رد المختار ص ۲۱۳ ج ۵

۵۷ دیکھو رد المختار ص ۲۱۵ ج ۵ ۵۸ رد المختار ص ۳۲۳ ج ۱ ۵۹ ملاحظہ ہو رد المختار ص ۲۳۹ ج ۵ ۶۰ دیکھو رد المختار ص ۲۳۶ ج ۵ ۶۱ رد المختار ص ۳۱۷ ج ۵

کھانا پینا درست نہیں بلکہ جس دوا میں ایسی چیز پڑی ہو اس کا لگانا بھی درست نہیں **مسئلہ (۲)** شراب[۴۳] کے سوا اور جتنے نشے ہیں جیسے افیون، جائےپھل، زعفران وغیرہ ان کا حکم یہ ہے کہ دوا کے لئے اتنی مقدار کھالینا درست ہے کہ بالکل نشہ نہ آوے اور اس دوا کا لگانا بھی درست ہے جس میں یہ چیزیں پڑی ہوں اور اتنا کھانا کہ نشہ ہوجاوے حرام ہے[۴۴] **مسئلہ (۳)** تاڑی[۴۵] اور شراب کے سرکہ کا کھانا درست ہے۔ **مسئلہ (۴)** بعض[۴۶] عورتیں بچوں کو افیون دیکر لٹا دیتی ہیں کہ نشہ میں پڑے رہیں روویں دھوویں نہیں یہ حرام ہے۔

۳۶	چاندی سونے کے برتنوں کا بیان	باب

مسئلہ (۱) سونے[۴۷] چاندی کے برتن میں کھانا پینا جائز نہیں بلکہ انکی چیزوں کا کسی طرح سے استعمال کرنا درست نہیں جیسے چاندی سونے کے چمچہ سے کھانا پینا، خلال سے دانت صاف کرنا گلاب پاش سے گلاب چھڑکنا، سرمہ دانی یا سلائی سے سرمہ لگانا، عطردان سے عطر لگانا خاصدان میں پان رکھنا، ان کی پیالی سے تیل لگانا، جس پلنگ کے پائے چاندی کے ہوں اس پر لیٹنا بیٹھنا چاندی سونے کی آرسی میں منھ دیکھنا یہ سب حرام ہے۔ البتہ آرسی کا زینت کے لئے پہنے رہنا درست ہے، مگر منھ ہرگز نہ دیکھے، غرض انکی چیز کا کسی طرح استعمال کرنا درست نہیں

۳۷	لباس اور پردے کا بیان	باب علحدہ

مسئلہ (۱) چھوٹے[۴۸] لڑکوں کو کڑے، ہنسلی وغیرہ کوئی زیور اور ریشمی کپڑا پہنانا مخمل پہنانا جائز نہیں اسی طرح ریشمی اور چاندی سونے کا تعویذ بنا کر پہنانا اور کسم[۴۹] و زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہنانا بھی درست نہیں غرض[۵۰] جو چیزیں مردوں کو حرام ہیں وہ لڑکوں کو بھی نہ پہنانا چاہیئے۔ البتہ[۵۱] اگر بانا سوت کا ہو اور تانا ریشمی ایسا کپڑا لڑکوں کو پہنانا جائز ہے اسیطرح اگر کسی مخمل کا رواں ریشم کا نہ ہو وہ بھی درست ہے اور یہ سب مردوں کو بھی درست ہے اور گوٹہ[۵۲] اور لچکہ لگا کر کپڑے پہنانا بھی درست ہے لیکن وہ لچکہ چار انگل سے زیادہ چوڑا نہ ہونا چاہیے **مسئلہ (۲)** ٹپّی[۵۳] کا مدار ٹوپی یا اور کوئی کپڑا لڑکوں کو اسوقت جائز ہے جب بہت گھنا کام نہ ہو اگر اتنا زیادہ کام ہے کہ ذرا دور سے دیکھنے سے سب کام ہی کام معلوم ہوتا ہے کپڑا بالکل دکھائی نہیں دیتا تو اس کا پہنانا

[۴۳] ردالمختار ص ۳۲۱ ج ۵ [۴۴] واذا تخللت الخمر حلت سواء صارت خلا بنفسها او بشئ يطرح ولا يكره تخليلها ہدایہ ص ۴۲۲ ج ۴ وردالمختار ص ۳۱۵ ج ۵ [۴۵] ويحرم اكل البنج والحشيشة والافيون ردالمختار ص ۳۲ ج ۵ [۴۶] ويكره الاكل والشرب والادهان والتطيب من اناء ذهب وفضة للرجل والمراة وكذا الاكل بملعقة الفضة والذهب والاكتحال بميلهما وما اشبه ذلك كمكحلة ومراة وقلم ودوات ونحوها ۱۲ ردالمختار ص ۲۳۰ ج ۵ [۴۷] ويكره النظر في المراة المتخذة من الذهب والفضة عالمگیری ص ۲۲۳ ج ۴ [۴۸] كره الباس الصبي ذهبا او حريرا ردالمختار ص ۲۵۲ ج ۵ [۴۹] وكره لبس المعصفر والمزعفر للرجال ۱۲ ردالمختار ص ۲۴۹ ج ۵ [۵۰] وما يكره للرجال لبسه يكره للغلمان والصبيان ۱۲ عالمگیری ص ۲۲۱ ج ۴ [۵۱] ويحل ما سداه ابريسم ولحمته غيره ردالمختار ص ۲۴۷ ج ۵ [۵۲] يحرم لبس الحرير ولو بحائل على المذهب وفي الحرب على الرجال لا المراة الا قدر اربع اصابع مضمومة وكذا المنسوج بذهب يحل اذا كان هذا المقدار والا لا ردالمختار ص ۲۴۴–۲۴۵ ج ۵

۴۴ وان زادت بالجمع فالمعلم بر كلمه حريرا او ل حکم المتفرق من الذہب والفضۃ کذلک تجمید ردالمختار ص ۲۴۵ ج ۵) ۱۲ زعفران کو اگر بلا ضرورت بھی حلوے یا زردے میں اتنی مقدار میں ڈالا جس سے نشہ نہ آئے درست ہے ۱۲

۱۲ وحرم الانتفاع بها ردالمختار ص ۳۱۳ ج ۵ ۴۳ اكل قليل السقمونيا والبنج مباح للتداوي وما زاد على ذلك اذا كان يقتل او يذهب العقل حرام وهكذا يقال في غيره من الاشياء الجامدة المضرة في العقل او غيره يحرم تناول القدر المضر منها دون القليل النافع والحاصل ان استعمال الكثير المسكر منه حرام مطلقا

۲۴ وظاهر المذهب عدم جمع المتفرق اي الا اذا كان خط منه قزا وخط منه غيره بحيث يرى كله قزا فلا يجوز ومقتضاه حل الثوب المنقوش بالحرير تطريزا ونسجا اذا لم تبلغ كل واحدة من نقوشه اربع اصابع ۴۴

جائز نہیں یہی حال ریشمی کام کا ہے کہ اگر اتنا گھنا ہو تو لڑکوں کو پہنانا جائز نہیں **مسئلہ** (۳) بہت[۵۱] باریک کپڑا جیسے ململ، جالی، بک، آب رواں ان کا پہننا اور ننگے رہنا دونوں برابر ہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ بہتیری کپڑا پہننے والیاں قیامت کے دن ننگی سمجھی جاوینگی۔ اگر کرتہ دوپٹہ دونوں باریک ہوں یہ اور بھی غضب ہے۔ **مسئلہ** (۴) مردانہ[۵۲] جوتا پہننا اور مردانی صورت بنانا جائز نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے **مسئلہ** (۵) عورتوں[۵۳] کو زیور پہننا جائز ہے لیکن زیادہ نہ پہننا بہتر ہے جس نے دنیا میں نہ پہنا اس کو آخرت میں بہت ملیگا اور بجتا زیور پہننا درست نہیں جیسے جھانجھ، چھاگل، پازیب وغیرہ اور بجتا زیور چھوٹی لڑکی کو پہنانا بھی جائز نہیں چاندی سونے کے علاوہ اور کسی چیز کا زیور پہننا بھی درست ہے جیسے پیتل گلٹ رانگا وغیرہ مگر انگوٹھی سونے چاندی کے علاوہ اور کسی چیز[۵۴] کی درست نہیں **مسئلہ** (۶) عورت[۵۵] کو سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے غیر محرم کے سامنے کھولنا درست نہیں، البتہ بوڑھی عورت کو صرف منھ اور ہتھیلی اور ٹخنے پیر کھولنا درست ہے باقی اور بدن کا کھولنا کسیطرح درست نہیں ماتھے پر سے اکثر دوپٹہ سرک جاتا ہے اور اسی طرح غیر محرم کے سامنے آجاتی ہیں یہ جائز نہیں غیر محرم کے سامنے ایک بال بھی نہ[۵۶] کھولنا چاہئے بلکہ جو بال کنگھی میں ٹوٹتے ہیں اور کٹے ہوئے ناخن بھی کسی ایسی جگہ ڈالے کہ کسی غیر محرم کی نگاہ نہ پڑے۔ نہیں تو گنہگار ہوگی اسی طرح اپنے کسی بدن کو یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ کسی عضو کو نامحرم مرد کے بدن سے لگانا بھی درست نہیں **مسئلہ** (۷) جوان[۵۷] عورت کو غیر مرد کے سامنے اپنا منھ کھولنا درست نہیں نہ ایسی جگہ کھڑی ہو جہاں کوئی دوسرا دیکھ سکے اسی سے معلوم ہوگیا کہ نئی دلہن کی منھ دکھائی کا جو دستور ہے کہ کنبے کے سارے مرد آکر منھ دیکھتے ہیں یہ ہرگز جائز نہیں اور بڑا گناہ ہے۔ **مسئلہ** (۸) اپنے[۵۸] محرم کے سامنے منھ اور سر اور سینہ اور باہیں اور پنڈلی کھل جاویں تو کچھ گناہ نہیں اور پیٹ اور پیٹھ اور ران ان کے سامنے بھی نہ کھلنا چاہئے **مسئلہ** (۹) ناف سے لیکر زانوں کے نیچے تک کسی عورت کے سامنے بھی کھولنا درست نہیں، بعضی عورتیں ننگی سامنے نہاتی ہیں یہ بڑی بیغیرتی اور ناجائز بات ہے چھٹی چھلے میں ننگی کر کے نہلانا اور اس پر مجبور کرنا ہرگز درست نہیں ناف سے زانو تک ہرگز بدن کو ننگا نہ کرنا چاہیئے۔ **مسئلہ** (۱۰) اگر کوئی مجبوری ہو تو ضرورت کے موافق اپنا بدن دکھلا دینا درست ہے

[۵۱] رب کاسیۃ فی الدنیا عاریۃ فی الآخرۃ رواہ البخاری [۵۲] لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجل یلبس لبسۃ المرأۃ والمرأۃ تلبس لبسۃ الرجل ۱۲ (ردالمختار صـ۲۹۳ج۵) [۵۳] عن ابن الزبیر ان مولاۃ لہم ذہبت بابنۃ الزبیر الی عمر بن الخطاب وفی رجلہا اجراس فقطعہا عمر و قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع کل جرس شیطان (مشکوۃ صـ۳۷۹) [۵۴] وفی الجندی التختم بالحدید والصفر والنحاس والرصاص مکروہ للرجال والنساء جمیعا (عالمگیری صـ۲۲۲ج۶) [۵۵] (العورۃ) للحرۃ جمیع بدنہا حتی شعرہا النازل فی الاصح خلا الوجہ والکفین والقدمین وتمنع المرأۃ الشابۃ من کشف الوجہ بین رجال لخوف الفتنۃ کمسہ وان امن الشہوۃ لانہ اغلظ ولذا ثبت بہ حرمۃ المصاہرۃ (ردالمختار صـ۲۹۷-۲۹۸ج۱) [۵۶] وکل عضو لا یجوز النظر الیہ قبل الانفصال لا یجوز بعدہ ولو بعد الموت کشعر عانۃ وشعر راسہا (ردالمختار صـ۲۵۹ج۵) [۵۷] دیکھو حاشیہ نمبر ۵۵ صفحہ ہذا [۵۸] ومن محرمہ الی الراس والوجہ والصدر والساق والعضدان ان امن شہوتہ وشہوتہا ایضا والا لا الی الظہر والبطن والفخذ ۱۲ (ردالمختار صـ۲۵۶ج۵) [۵۹] وتنظر المرأۃ المسلمۃ من المرأۃ کالرجل من الرجل (ردالمختار صـ۲۵۹ج۵) [۶۰] ویجوز النظر الی الفرج للخاتن وللقابلۃ وللطبیب عند المعالجۃ ویغض بصرہ ما استطاع (عالمگیری صـ۲۳۰ج۶ و ردالمختار صـ۲۵۸-۲۵۹ج۵) فان خاف الشہوۃ او شک امتنع نظرہ الی وجہہا الا الحاجۃ کقاض وحکیم وشاہد یشہد علیہا وکذا مرید نکاحہا و شرائہا و مداواتہا ینظر الطبیب الی موضع مرضہا بقدر الضرورۃ (ردالمختار صـ۲۵۸ج۵)

مثلاً ران میں پھوڑا ہے تو صرف پھوڑے کی جگہ کھولو زیادہ ہرگز نہ کھولو اسکی صورت یہ ہے کہ پرانا پائجامہ یا چادر پہن لو اور پھوڑے کیجگہ کاٹ دو اسکو جراح دیکھ لے لیکن جراح کے سوا اور کسیکو دیکھنا جائز نہیں نہ کسی مرد کو نہ عورت کو البتہ اگر ناف اور زانو کے درمیان نہ ہو کہیں اور ہو تو عورت کو دکھلانا درست ہے۔ اسیطرح عمل لیتے وقت صرف ضرورت کیموافق اتنا ہی بدن کھولنا درست ہے زیادہ کھولنا درست نہیں یہی حکم دائی جنائی کا ہے کہ ضرورت کیوقت اسکے سامنے بدن کھولنا درست ہے لیکن جتنی ضرورت ہے اس سے زیادہ کھولنا درست نہیں بچہ ہونیکے وقت یا کوئی دوا لیتے وقت فقط اتنا ہی بدن کھولنا چاہیئے بالکل ننگی ہوجانا جائز نہیں اسکی صورت یہ ہے کہ کوئی چادر وغیرہ بندھوا دیجاوے اور ضرورت کیموافق دائی کے سامنے بدن کھول دیا جاوے رانیں وغیرہ نہ کھلنے پاویں اور دائی کے سوا کسی اور کو بدن دیکھنا درست نہیں بالکل ننگا کر دینا اور ساری عورتوں کا سامنے بیٹھکر دیکھنا بالکل حرام ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ستر دیکھنے والی اور دکھلانیوالی دونوں پر خدا کی لعنت ہو۔ اس قسم کے مسئلوں کا بہت خیال رکھنا چاہیئے مسئلہ (۱۱) زمانہ حمل وغیرہ میں اگر دائی سے پیٹ ملوانا ہو تو ناف سے نیچے بدن کا کھولنا درست نہیں دوپٹہ وغیرہ ڈال لینا چاہیئے، بلا ضرورت دائی کو بھی دکھانا جائز نہیں، یہ دستور ہے کہ پیٹ ملتے وقت دائی بھی دیکھتی ہے اور دوسری گھروالی ماں، بہن وغیرہ بھی دیکھتی ہیں یہ جائز نہیں مسئلہ (۱۲) جتنے بدن کا دیکھنا جائز نہیں وہاں ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں اسلئے نہاتے وقت اگر بدن بھی نہ کھولے تب بھی نائن وغیرہ سے رانیں وغیرہ ملوانا درست نہیں اگرچہ کپڑے کے اندر ہاتھ ڈالکر ملے البتہ اگر نائن اپنے ہاتھ میں کیسہ (یعنی تھیلی ۱۲) پہنکر کپڑے کے اندر ہاتھ ڈالکر ملے تو جائز ہے مسئلہ (۱۳) کافر عورتیں جیسے اہیرن، تنبولن، تیلن، کولن (کوئی قوم مشہور ہے ۱۲)، دہوبن، بھنگن، چماری، وغیرہ جو گھروں میں آجاتی ہیں انکا حکم یہ ہے کہ جتنا پردہ نامحرم مرد سے ہے اتنا ہی ان عورتوں سے بھی واجب ہے سوائے منھ اور گٹے تک ہاتھ اور ٹخنے تک پیر کے اور کسی ایک بال کا کھولنا بھی درست نہیں اس مسئلہ کو خوب یاد رکھو سب عورتیں اسکے خلاف کرتی ہیں غرض سر اور سارا ہاتھ اور پنڈلی انکے سامنے مت کھولو اور اس سے یہ بھی سمجھ لو کہ اگر دائی جنائی ہندو یا میم ہو تو بچہ پیدا ہونیکا مقام تو اسکو دکھلانا درست ہے اور سر وغیرہ اور اعضا اسکے سامنے کھولنا درست نہیں مسئلہ (۱۴) اپنے شوہر سے کسی جگہ کا پردہ نہیں ہے تمکو اسکے سامنے اور اسکو تمہارے سامنے سارے بدن کا کھولنا درست ہے مگر بے ضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں مسئلہ (۱۵) جسطرح خود مردوں کے سامنے آنا اور بدن کھولنا درست نہیں اسیطرح جھانک تاک کے مردوں کو دیکھنا بھی درست نہیں عورتیں یوں سمجھتی ہیں کہ مرد ہمکو نہ دیکھیں ہم انکو دیکھ لیں تو کچھ حرج نہیں یہ بالکل غلط ہے، کواڑ کی راہ یا کوٹھے پر سے مردوں کو دیکھنا دولھا کے سامنے آجانا یا اور کسی طرح دولھا کو دیکھنا یہ سب ناجائز ہے۔ مسئلہ (۱۶) نامحرم کیساتھ تنہائی کی جگہ بیٹھنا لیٹنا درست نہیں اگرچہ دونوں الگ الگ اور کچھ فاصلہ پر ہوں تب بھی جائز نہیں۔ مسئلہ (۱۷) اپنے پیر کے سامنے آنا ایسا ہی ہے جیسے کسی غیر محرم کے سامنے آنا اسلئے یہ بھی جائز نہیں۔ اسیطرح لے پالک لڑکا بالکل غیر ہوتا ہے لڑکا بنانے سے سچ مچ لڑکا نہیں بنجاتا سب کو اس سے وہی برتاؤ کرنا چاہیئے جو بالکل غیروں کیساتھ ہوتا ہے اسیطرح جو نامحرم رشتہ دار ہیں جیسے دیور، جیٹھ، بہنوئی، نندوئی

۱ مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۰
۲ دیکھو حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ۵۳
۳ رد المحتار صفحہ ۲۵۶ ج۵
۴ رد المحتار صفحہ ۲۵۹ ج۵
۵ عالمگیری صفحہ ۲۱۹ ج۶
۶ رد المحتار صفحہ ۲۵۹ ج۵
۷ ۸ مشکوٰۃ صفحہ ۲۶۸

ع یعنی سوائے چہرہ گٹوں تک ہاتھ اور ٹخنے سے نیچے کے پیر کے حصہ کے ایک بال کا کھولنا بھی درست نہیں ہے یوں تو بلا ضرورت جوان عورت کو غیر محرم کے سامنے سارا بدن ڈھک کے آنا بھی درست نہیں خصوصاً جبکہ ایسے کپڑے پہنے ہوئے ہو جو زینت کی نیت سے پہنے جاتے ہیں البتہ بوقت ضرورت معمولی کپڑے پہن کر جو زینت کیلئے نہ ہوں سارے بدن کو ڈھک کر غیر محرم کے سامنے جانے میں کوئی حرج نہیں۔ ۱۲

چچازاد، پھوپی زاد، ماموں زاد بھائی وغیرہ یہ سب شرع میں غیر ہیں سب سے گہرا پردہ ہونا چاہیے۔ مسئلہ(۱۸) ہیجڑے، خوجے، اندھے کے سامنے آنا بھی جائز نہیں۔ مسئلہ(۱۹) بعضی بعضی منہیاری سے چوڑیاں پہنتی ہیں یہ بڑی بیہودہ بات ہے بلکہ جو عورتیں باہر نکلتی ہیں انکو بھی اس سے چوڑیاں پہننا جائز نہیں۔

باب متفرقات!

مسئلہ(۱) ہر ہفتہ نہا دھو کر ناف سے نیچے اور بغل وغیرہ کے بال دور کر کے بدن کو صاف ستھرا کرنا مستحب ہے ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرہویں دن سہی زیادہ سے زیادہ چالیس دن اس سے زیادہ کی اجازت نہیں اگر چالیس دن گذر گئے اور بال صاف نہ کئے تو گناہ ہوا۔ مسئلہ(۲) اپنی ماں باپ شوہر وغیرہ کو نام لیکر پکارنا مکروہ اور منع ہے کیونکہ اسمیں بے ادبی ہے لیکن ضرورت کے وقت جسطرح ماں باپ کا نام لینا درست ہے اسیطرح شوہر کا نام لینا بھی درست ہے اسیطرح اٹھتے بیٹھتے بات چیت کرنے ہر بات میں ادب و تعظیم کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ مسئلہ(۳) کسی جاندار چیز کو آگ میں جلانا درست نہیں جیسے بھڑوں کا پھونکنا کھٹمل وغیرہ پکڑ کر آگ میں ڈال دینا یہ سب ناجائز ہے البتہ اگر مجبوری ہو کہ بغیر پھونکے کام نہ چلے تو بھڑ وںکا پھونکدینا یا چارپائی میں کھولتا ہوا پانی ڈالدینا درست ہے۔ مسئلہ(۴) کسی بات کی شرط بدھنا جائز نہیں جیسے کوئی کہے سیر بھر مٹھائی کھا جاؤ تو ہم ایک روپیہ دینگے اور اگر نہ کھا سکے تو ایک روپیہ ہم تم سے لے لیں گے غرض جب دونوں طرف سے شرط ہو تو جائز نہیں البتہ اگر ایک ہی طرف سے ہو تو درست ہے۔ مسئلہ(۵) جب کوئی دو آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں تو ان کے پاس نہ جانا چاہیے چھپ کے سننا بڑا گناہ ہے حدیث شریف میں آیا ہے جو کوئی دوسروں کی بات کی طرف کان لگائے اور ان کو ناگوار ہو تو قیامت کے دن اس کے کان میں گرم گرم سیسہ ڈالا جاویگا اس سے معلوم ہوا کہ بیاہ شادی میں دولہا دولھن کی باتیں سننا دیکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ مسئلہ(۶) شوہر کیساتھ جو باتیں ہوئی ہوں جو کچھ معاملہ پیش آیا ہو کسی اور سے کہنا بڑا گناہ ہے حدیث میں آیا ہے کہ ان بھیدوں کے بتلانے والے پر سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا غصہ اور غضب ہوتا ہے۔ مسئلہ(۷) اسیطرح کسی کے ساتھ ہنسی اور چھل کرنا کہ اسکو ناگوار ہو یا تکلیف ہو درست نہیں آدمی وہیں تک گدگدائے جہانتک ہنسی آئے۔ مسئلہ(۸) مصیبت کے وقت موت کی تمنا کرنا اپنے آپ کو کوسنا درست نہیں۔ مسئلہ(۹) پچیسی، چوسر، تاش، وغیرہ کھیلنا درست نہیں اور اگر بازی بدھ کر کھیلے تو یہ صریح جوا اور حرام ہے۔ مسئلہ(۱۰) جب لڑکا لڑکی دس برس کے ہو جاویں تو لڑکوں کو ماں، بہن، بھائی وغیرہ کے پاس اور لڑکیوں کو بھائی اور باپ کے پاس لٹانا درست نہیں، البتہ لڑکا اگر باپ کے پاس اور لڑکی ماں کے پاس لیٹے تو جائز ہے۔ مسئلہ(۱۱) جب کسی کو چھینک آوے تو الحمد للہ کہہ لینا بہتر ہے اور جب الحمد للہ کہہ لیا سننے والے پر اسکی جواب

۵۱ ردالمحتار ج۵ ص۲۶۱
۵۲ مشکوٰۃ ص۲۶۵
۵۳ دیکھو حاشیہ نمبر صفحہ ۵۰
۵۴ ردالمحتار ج۵ ص۲۶۴
۵۵ ردالمحتار ج۵ ص۲۹۳
۵۶ عالمگیری
۵۷ ج۶ ص۲۴
۵۸ ردالمحتار ج۵ ص۲۸۱
حاشیہ مشکوٰۃ
۵۹ ج۵ ص۲۷۳ حاشیہ مشکوٰۃ
۶۰ ج۵ ص۲۵۹
۶۱ عالمگیری ج۶ ص۲۴۴
۶۲ ردالمحتار
۶۳ ج۵ ص۲۹۳
ردالمحتار ج۵ ص۲۵۱ ومجموعۃ الفتاوی
۶۴ ص۱۲۶
ردالمحتار ج۵ ص۲۶۲
۶۵ عالمگیری
ج۶ ص۲۱۸ ص۵ بلکہ حرام ہے۔
عسہ بغل وغیرہ
سر او رمونچھ کو بھی
البیس ہیں عسہ نیز ناخن کٹوانا
بھی اسی حکم میں ہے۔ عسہ جو شخص
قربانی کا ارادہ

رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ ذی الحجہ کے شروع سے قربانی سے فراغت پانے تک نہ ناخن کٹوائے اور نہ بال بنوائے لیکن اگر ناخن بہت بڑھ گئے ہوں تو بنوالو اور اگر اس انتظار میں چالیس روز سے زیادہ گذر رہے ہوں تو بال وغیرہ بنوا لو۔

میں یرحمک اللہ کہنا واجب ہے نہ کہے گی تو گنہگار ہوگی اور یہ بھی خیال رکھو کہ اگر چھینکنے والی عورت یا لڑکی ہے تو کاف کا زیر کہو اور اگر مرد یا لڑکا ہے تو کاف کا زبر کہو پھر چھینکنے والی اس کے جواب میں کہے یغفر اللہ لنا ولکم لیکن چھینکنے والی کے ذمہ یہ جواب واجب نہیں بلکہ بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۲) چھینک کے بعد الحمد للہ کہتے کئی آدمیوں نے سنا تو سب کو یرحمک اللہ کہنا واجب نہیں اگر ان میں سے ایک کہدے تو سب کی طرف سے ادا ہو جاوے گا لیکن اگر کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہگار ہوں گے۔ مسئلہ (۱۳) اگر کوئی بار بار چھینکے اور الحمد للہ کہے تو فقط تین بار یرحمک اللہ کہنا واجب ہے اسکے بعد واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۴) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لیوے یا پڑھے یا سنے تو درود شریف پڑھنا واجب ہو جاتا ہے اگر نہ پڑھا تو گناہ ہوا لیکن اگر ایک ہی جگہ کئی دفعہ نام لیا تو ہر دفعہ درود پڑھنا واجب نہیں ایک ہی دفعہ پڑھ لینا کافی ہے، البتہ اگر جگہ بدل جانے کے بعد پھر نام لیا یا سنا تو پھر درود پڑھنا واجب ہو گیا۔ مسئلہ (۱۵) بچوں کی بابری وغیرہ بنوانا جائز نہیں یا تو سارا سر منڈوا دو یا سارے سر پر بال رکھواؤ۔ مسئلہ (۱۶) عطر وغیرہ کسی خوشبو میں اپنے کپڑے بسانا اسطرح کہ غیر مردوں تک اسکی خوشبو جاوے درست نہیں۔ مسئلہ (۱۷) ناجائز لباس کا سی کر دینا بھی جائز نہیں مثلاً شوہر ایسا لباس سلواوے جسکو پہننا جائز نہیں تو عذر کر دے اسیطرح درزن سلائی پر ایسا کپڑا نہ سیئے۔ مسئلہ (۱۸) جھوٹے قصے اور بے سند حدیثیں جو جاہلوں نے اردو کتابوں میں لکھدیں اور معتبر کتابوں میں انکا کہیں ثبوت نہیں جیسے نور نامہ وغیرہ اور حسن و عشق کی کتابیں دیکھنا اور پڑھنا جائز نہیں اسیطرح غزل اور قصیدوں کی کتابیں خاصکر آجکل کے ناول عورتوں کو ہرگز نہ دیکھنا چاہیئے انکا خریدنا بھی جائز نہیں اگر اپنی لڑکیوں کے پاس دیکھو جلا دو۔ مسئلہ (۱۹) عورتوں میں بھی السلام علیکم اور مصافحہ کرنا سنت ہے اسکو رواج دینا چاہیئے آپس میں کیا کرو۔ مسئلہ (۲۰) جہاں تم مہمان جاؤ کسی فقیر وغیرہ کو روٹی کھانا مت دو بغیر اس سے پوچھے اجازت سلئے دینا گناہ ہے۔

۳۹	کوئی چیز پڑی پانے کا بیان	باب

مسئلہ (۱) کہیں راستہ گلی میں یا بیبیوں کی محفل میں یا اپنے یہاں کوئی مہمانداری ہوئی تھی یا وعظ کہلوایا تھا سب کے جانیکے بعد کچھ ملا یا اور کہیں کوئی چیز پڑی پائی تو اسکو خود لے لینا درست نہیں حرام ہے اگر اٹھاوے تو اس نیت سے اٹھاوے کہ اسکے مالک کو تلاش کر کے دیدوں گی۔ مسئلہ (۲) اگر کوئی چیز پائی اور اسکو نہ اٹھایا تو کوئی گناہ نہیں لیکن اگر یہ ڈر ہو کہ اگر میں نہ اٹھاؤنگی تو کوئی اور لے لیگا اور جس کی چیز ہے اسکو نہ ملیگی تو اس کا اٹھا لینا اور مالک کو پہونچا دینا واجب ہے۔ مسئلہ (۳) جب کسی نے پڑی ہوئی چیز اٹھا لی تو اب مالک کا تلاش کرنا اور تلاش کر کے دیدینا اسکے ذمے ہو گیا اب اگر پھر وہیں ڈالدیا یا اٹھا کر اپنے گھر لے آئی لیکن مالک کو تلاش نہیں

لے رد المحتار صفحہ ۲۹۰ جلد ۵ ۔ ۲ عالمگیری ۲۲۸ جلد ۴ رد المحتار صفحہ ۲۹ جلد ۴ ۔ ۳ عالمگیری ۔ ۴ صفحہ ۲۱ جلد ۴ رد المحتار صفحہ ۲۶۵ جلد ۵ ۔ ۵ رواہ ابو داؤد صفحہ ۲۵۹ ۔ ۶ رد المحتار صفحہ ۲۷۳ جلد ۵ ۔ ۷ رد المحتار صفحہ ۲۹۵ جلد ۵ ۔ ۸ رد المحتار ۔ ۹ صفحہ ۲۶۶ جلد ۵ عالمگیری ۲۲۹ جلد ۴ ۔ ۱۰ و ۱۱ رد المحتار صفحہ ۳۴۶ جلد ۴ و ہدایہ ۔ ۱۲ صفحہ ۵۹۱ جلد ۲ عالمگیری صفحہ ۱۷۱ جلد ۴ ۔ ع عالمگیری میں ہے کہ جب اللہ تعالی کا نام لیا جائے تو تعالی یا جل شانہ یا اور کوئی تعظیم کا کلمہ کہنا واجب ہے ۔ ع یہاں مراد بابری ہے یا جسے عرف عام میں بنگلہ یا انگریزی بال کہتے ہیں ۱۲۔

کیا تو گنہگار ہوئی خواہ ایسی جگہ پڑی ہو کہ اٹھانا اسکے ذمے واجب نہ تھا یعنی کسی محفوظ جگہ پڑی تھی کہ ضائع ہوجانیکا ڈر نہیں تھا یا ایسی جگہ ہو کہ اٹھالینا واجب ہے، دونوں کا یہی حکم ہے کہ اٹھالینے کے بعد مالک کو تلاش کر کے پہونچانا واجب ہوجاتا ہے پھر وہیں ڈالدینا جائز نہیں مسئلہ (۴) محفلوں[۱] میں مردوں اور عورتوں کے مجمع اور جمگھٹے میں خوب پکارے تلاش کرے اگر مردوں میں خود نہ جاسکے نہ پکار سکے تو اپنے میاں وغیرہ کسی اور سے پکروائے اور خوب مشہور کرادے کہ ہم نے ایک چیز پائی ہے جس کی ہو ہم سے آکر لےلیوے۔ لیکن یہ ٹھیک پتہ نہ دے کہ کیا چیز پائی ہے تاکہ کوئی جھوٹ فریب کر کے نہ لے سکے، البتہ کچھ گول مول ادھورا پتہ بتلادینا چاہیئے مثلاً یہ کہ ایک زیور ہے، یا ایک کپڑا ہے، یا ایک بٹوا ہے جس میں کچھ نقد ہے اگر کوئی آوے اور اپنی چیز کا ٹھیک ٹھیک پتہ دیدے تو اسکے حوالہ کردینا چاہیئے۔ مسئلہ (۵) بہت[۲] تلاش کرنے اور مشہور کرنے کے بعد جب بالکل مایوسی ہوجاوے کہ اب اس کا کوئی وارث نہ ملیگا تو اس چیز کو خیرات کردے اپنے پاس نہ رکھے البتہ اگر وہ خود غریب محتاج ہو تو خود ہی اپنے کام میں لاوے، لیکن خیرات کرنے کے[۳] بعد اگر اس کا مالک آگیا تو اسکے دام لے سکتا ہے اور اگر خیرات کرنیکو منظور کرلیا تو اسکو اس خیرات کا ثواب ملجاویگا۔ مسئلہ (۶) پالو[۴] کبوتر یا طوطا مینا یا اور کوئی چڑیا اسکے گھر گر پڑی اور اسنے اسکو پکڑلیا تو مالک کو تلاش کر کے پہنچانا واجب ہوگیا خود لے لینا حرام ہے۔ مسئلہ (۷) باغ[۵] میں آم یا امرود وغیرہ پڑے ہیں تو انکو بلا اجازت اٹھانا اور کھانا حرام ہے، البتہ اگر کوئی ایسی کم قدر چیز ہے کہ ایسی چیز کو کوئی تلاش نہیں کرتا اور نہ اسکے لینے کھانے سے کوئی برا مانتا ہے تو اسکو خرچ میں لاسکتا ہے، مثلاً راہ میں ایک بیر پڑا ملا یا ایک مٹھی چنے کے بوٹ ملے مسئلہ (۸) کسی[۶] مکان یا جنگل میں خزانہ یعنی کچھ گڑا ہوا مال نکل آیا تو اسکا بھی وہ ہی حکم ہے جو پڑی ہوئی چیز کا حکم ہے خود لے لینا جائز نہیں تلاش و کوشش کرنیکے بعد اگر مالک کا پتہ نہ چلے تو اسکو خیرات کردے اور غریب ہو تو خود بھی لے سکتی[۷] ہے۔

وقف کا بیان

مسئلہ (۱) اپنی[۸] کوئی جائداد جیسے مکان، باغ، گاؤں وغیرہ خدا کی راہ میں فقیروں غریبوں مسکینوں کیلئے وقف کردیا کہ اس گاؤں کی سب آمدنی فقیروں، محتاجوں پر خرچ کردیجائے یا باغ کے سب پھل پھول غریبوں کو دیدیئے جائیں، اس مکان میں مسکین لوگ رہا کریں کسی اور کے کام میں نہ آوے تو اسکا بڑا ثواب ہے جتنے نیک کام ہیں مرنیسے بند ہوجاتے ہیں لیکن یہ نیک کام ہے کہ جبتک وہ جائداد باقی رہیگی برابر قیامت[۹] تک اسکا ثواب ملتا رہیگا جبتک فقیروں کو راحت[۱۰] و نفع ملتا رہیگا۔ برابر نامۂ اعمال میں ثواب لکھا جاویگا مسئلہ (۲) اگر اپنی[۱۱] کوئی چیز وقف کردے تو کسی نیک بخت دیانتدار آدمی کے سپرد کردے کہ وہ اسکی دیکھ بھال کرے کہ جس کام کیلئے وقف کیا ہے اسی میں خرچ ہوا کرے کہیں بیجا خرچ نہ ہونے پاوے

ایسے ثواب کے کاموں کو صدقہ جاریہ کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ ۔ ۵ رد المختار ص ۴۴۹ ج ۳ ۔ ۱۲

[۱] عالمگیری ص ۱۷۱ ج ۲ و ہدایہ ص ۵۹۴ ج ۲ [۲] عالمگیری ص ۱۷۱ ج ۲ و ہدایہ ص ۵۹۴ ج ۲ [۳] عالمگیری [۴] ص ۱۷۳ ج ۲ [۵] عالمگیری ص ۱۷۹ ج ۲ [۶] رد المختار [۷] ص ۲۵۴ ج ۳ ہدایہ ص ۶۷۰ ج ۲

ع خواہ خود رکھ لیا ہو یا خیرات کردیا ہو اسکے بعد مالک آتا ہے اور ان دونوں صورتوں میں سے کسی ایک پر بھی راضی نہیں ہوتا تو اپنے پاس سے وہ چیز دینی پڑیگی

ع اور بھی جتنے کام ایسے ہیں کہ ان کا نفع صرف وقتی نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ جاری رہتا ہے ان سبکا ثواب بھی برابر جاری رہتا ہے

مسئلہ (۳) جب چیز کو وقف کر دیا اب وہ چیز اسکی نہیں رہی اللہ تعالیٰ کی ہوگئی اب اسکو بیچنا کسی کو دینا درست نہیں اب اس میں کوئی اپنا دخل نہیں دیسکتا جس بات کیلئے وقف ہے وہی کام اس سے لیا جاویگا اور کچھ نہیں ہوسکتا مسئلہ (۴) مسجد کی کوئی چیز جیسے اینٹ، گارا، چونا، لکڑی، پتھر وغیرہ کوئی چیز اپنے کام میں لانا درست نہیں چاہے کتنی ہی نکمی ہوگئی ہو لیکن گھر کے کام میں نہ لانا چاہیئے۔ بلکہ اسکو بیچکر مسجد کے ہی خرچ میں لگا دینا چاہیئے۔ مسئلہ (۵) وقف میں یہ شرط ٹھیرالینا بھی درست ہے کہ جبتک میں زندہ ہوں اس وقف کی آمدنی خواہ سب کی سب یا آدھی تہائی اپنے خرچ میں لایا کرونگی پھر میرے بعد فلاں نیک جگہ خرچ ہوا کرے اگر یوں کہہ لیا تو اپنی آمدنی اسکو لے لینا جائز اور حلال ہے اور یہ بڑا آسان طریقہ ہے کہ اسمیں اپنے آپکو بھی کسیطرح کی تکلیف و تنگی ہونیکا اندیشہ نہیں اور جائداد بھی وقف ہوگئی اسیطرح اگر یوں شرط کر دے کہ اول اسکی آمدنی میں سے میری اولاد کو اتنا دیدیا جایا کرے پھر جو بچے وہ اس نیک جگہ میں خرچ ہو جاوے یہ بھی درست ہے اور اولاد کو اسیقدر دیدیا جایا کرے گا۔

مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ

اگر پڑھانے والا مرد ہو تو ان مسائل کو خود نہ پڑھاوے یا تو اپنی بی بی کی معرفت سمجھا دے یا پڑھنے والی کو ہدایت کر دے کہ ان مسائل کو بطور خود دیکھ لینا۔ اور اگر پڑھنے والا کم عمر لڑکا ہو تو اسکو بھی نہ پڑھاویں بلکہ ہدایت کر دیں کہ بعد کو دیکھ لے۔

مسائل

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور جن سے ٹوٹ جاتا ہے اور قضا یا کفارہ لازم آتا ہے ان کا بیان

مسئلہ (۳) دن کو سوگئی اور ایسا خواب دیکھا جس سے نہانے کی ضرورت ہوگئی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔
مسئلہ (۵) مرد اور عورت کا ساتھ لیٹنا ہاتھ لگانا پیار کرنا یہ سب درست ہے لیکن اگر جوانی کا اتنا جوش ہو کہ ان باتوں سے صحبت کرنیکا ڈر ہو تو ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ مکروہ ہے مسئلہ (۱۱) رات کو نہانے کی ضرورت ہوئی مگر غسل نہیں کیا دن کو نہائی تب بھی روزہ ہوگیا۔ بلکہ اگر دن بھر نہ نہائی تب بھی روزہ نہیں جاتا۔ البتہ اسکا گناہ الگ ہوگا مسئلہ (۱۸) اگر مرد سے ہمبستر ہوئی تب بھی روزہ جاتا رہا اسکی قضا بھی رکھے اور کفارہ بھی دیوے۔ جب مرد کے پیشاب کے مقام کی

ہدایہ صفحہ ۲ / ۶۴۲
عالمگیری ۲ / ۱۲
عالمگیری صفحہ ۱۲ / ۲
و بحر صفحہ ۲۹۷ / ۲۲
ردالمحتار صفحہ ۳۸ / ۲
من جامع عمداً فی احد السبیلین فعلیہ القضاء والکفارۃ ولا یشترط الانزال فی المحلین کذا فی البدایۃ (عالمگیری صفحہ ۲۰۵ / ۱۲ و بحر صفحہ ۲۹۷ / ۲۲)

سپاری اندر چلی گئی تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا و کفارہ واجب ہو گئے چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔ **مسئلہ (۱۹)** اگر مرد نے پاخانہ کی جگہ اپنا عضو کر دیا اور سپاری اندر چلی گئی تب بھی عورت مرد دونوں کا روزہ جاتا رہا قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں۔ **مسئلہ (۲۲)** روزہ میں پیشاب کی جگہ دوا رکھنا یا تیل وغیرہ کوئی چیز ڈالنا درست نہیں اگر کسی نے دوا رکھ لی تو روزہ جاتا رہا قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔ **مسئلہ (۲۳)** کسی ضرورت سے دائی نے پیشاب کی جگہ انگلی ڈالی۔ یا خود اس نے اپنی انگلی ڈالی پھر ساری انگلی یا تھوڑی سی انگلی نکالنے کے بعد پھر کر دی تو روزہ جاتا رہا۔ لیکن کفارہ واجب نہیں۔ اور اگر نکالنے کے بعد پھر نہیں کی تو روزہ نہیں گیا ہاں اگر پہلے ہی سے پانی وغیرہ کسی چیز میں انگلی بھیگی ہوئی ہو تو اول ہی دفعہ کرنے سے روزہ جاتا رہے گا۔ **مسئلہ (۲۸)** کوئی عورت غافل سو رہی تھی یا بے ہوش پڑی تھی اس سے کسی نے صحبت کی تو روزہ جاتا رہا۔ فقط قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں اور مرد پر کفارہ بھی واجب ہے۔

جن وجہوں سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اُن کا بیان!

مسئلہ (۱۳) عورت کو حیض آگیا یا بچہ پیدا ہوا اور نفاس ہو گیا۔ تو حیض اور نفاس رہنے تک روزہ رکھنا درست نہیں **مسئلہ (۱۴)** اگر رات کو پاک ہو گئی تو اب صبح کو روزہ نہ چھوڑے۔ اگر رات کو نہ نہائی ہو تب بھی روزہ رکھ لیوے۔ اور صبح کو نہا لیوے۔ اور اگر صبح ہونے کے بعد پاک ہوئی۔ تو اب پاک ہونے کے بعد روزہ کی نیت کرنا درست نہیں۔ لیکن کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں ہے اب دن بھر روزہ داروں کی طرح رہنا چاہیئے۔

بہشتی زیور حصہ سوم.	دستور العمل تدریس حصہ دوم و سوم	تمام شد

نمبر۱۔ اگر کوئی لڑکی اس سے پہلے حصوں کے مضامین کسی اور کتاب میں پڑھ چکی ہو تو اس حصہ سے شروع کرا دینے کا مضائقہ نہیں اسیطرح تمام حصص میں ممکن ہے اور اگر حصص کی تقدیم تاخیر اور ترتیب کا بدلنا کسی مصلحت سے مناسب ہو تو مضائقہ نہیں
نمبر۲۔ اس حصہ کے پڑھانیکے وقت بھی لڑکی سے کہا جاوے کہ وہ بالترتیب اسکو تختی یا کاغذ پر لکھا کرے تاکہ آسانی سے لکھنے کا سلیقہ ہو جاوے اور نیز لکھ لینے سے مضمون بھی خوب محفوظ ہو جاتا ہے۔
نمبر۳۔ مختلف مسائل کو امتحان کے طور وقتاً فوقتاً پوچھتی رہا کریں تاکہ خوب یاد رہیں اور اگر دو تین لڑکیاں ایک جماعت میں ہوں تو ان کو تاکید کی جاوے کہ باہم ایک دوسری سے پوچھا کریں۔
نمبر۴۔ اگر پڑھانیوالا مرد ہو تو جو شرم کے مسائل اس مرتبہ حصہ کے اخیر میں بذیل سرخی بمسائل ذیل کے پڑھانیکا طریقہ" درج ہیں انکے متعلق حسب ہدایت مندرجہ ذیل عمل کرے۔
نمبر۵۔ ضمیمۂ اولیٰ کو حصہ کے ساتھ پڑھاوے اور ضمیمۂ ثانیہ کو پڑھانے کی ضرورت نہیں۔
نمبر۶۔ دیباچہ جو پہلے حصہ میں ہے اور شروع میں نہ پڑھایا تھا اگر اب سمجھ سکے تو پڑھاوے ورنہ جب سمجھنے کی امید ہو اسوقت پڑھاوے غرضیکہ وہ مضمون ضروری ہے کسی وقت پڑھا دینا چاہیئے اسیطرح جو اشعار دیباچہ کے ختم پر لکھے ہیں اگر وہاں دنہ ہو سکیں تو اب یاد کرا دے
نمبر۷۔ گھر میں جو لوگ مرد عورت پڑھنے کے قابل نہ ہوں انکے لئے ایک وقت مقرر کرکے سب کو جمع کرکے یہ مسائل سُنا سُنا کر سمجھا دیا کریں تاکہ وہ بھی محروم نہ رہیں۔
نمبر۸۔ پڑھانیوالیکو چاہیئے کہ پڑھنے والیوں کو ان مسئلوں کے موافق عمل کرنے کی خاص تاکید اور دیکھ بھال رکھے کیونکہ علم سے یہی فائدہ ہے کہ عمل کرے۔

محمد اشرف علی عفی عنہ

۵۱ عالمگیری ص ۲۵/۱۲ و بحر ص ۲۹۷/۲
۵۲ عالمگیری ص ۲۰۴/۱۲ و بحر ص ۳۰۰/۲
۵۳ عالمگیری ص ۲۰۴/۱۲
۵۴ ردالمختار ص ۱۴۳/۲
۵۵ عالمگیری ص ۲۰۷/۱۲ و ہدایہ ص ۲۰۵
۵۶ جو حکم یہاں بیان کیا گیا ہے وہ عورتوں کے متعلق ہے چنانچہ اگر مرد اپنی پیشاب گاہ کے سوراخ میں تیل وغیرہ ڈال لے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

ضمیمہ اولیٰ بہشتی زیور
مسماۃ بہ بہشتی جوہر کا تیسرا حصّہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزے کی فضیلت کا بیان

حدیث[1] میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کا سونا عبادت ہے اور اس کا خاموش رہنا تسبیح ہی (یعنی روزہ دار اگر خاموش رہے تو اسے تسبیح یعنی سبحان اللہ پڑھنے کا ثواب ملتا ہی) اور اس کا عمل (ثواب میں) بڑھایا جاتا ہے (یعنی اس کے اعمال کا ثواب بہ نسبت اور دنوں کے ان مبارک دنوں میں زیادہ ہوتا ہی) اور اسکی دعا مقبول ہے (یعنی روزے کی حالت کو قبولیت دعا میں خاص دخل ہے) اور اس کے گناہ بخشدیئے جاتے ہیں (یعنی گناہ صغیرہ معاف ہوجاتے ہیں)۔ حدیث[2] میں ہی کہ روزہ ڈھال ہے اور مضبوط قلعہ ہے دوزخ سے بچانے کیلئے (یعنی جسطرح ڈھال اور مضبوط قلعہ سے انسان پناہ لیتا ہے اور اور دشمن سے بچتا ہے اسیطرح روزے کے ذریعہ سے دوزخ سے نجات حاصل ہوتی ہے اسطرح کہ انسان کی قوت گناہوں کی کمزور ہوجاتی ہے اور نیکی کا مادہ بڑھتا ہے سو جب انسان باقاعدہ روزہ دار رہیگا اور اچھی طرح روزے کے آداب بجالاوے گا تو گناہ اس سے چھوٹ جائیں گے اور دوزخ سے نجات ملیگی۔ حدیث[3] میں ہے کہ روزہ ڈھال ہے جبتک کہ نہ پھاڑے (یعنی برباد نہ کرے روزہ دار) اسکو جھوٹ یا غیبت[4] سے (یعنی روزہ ڈھال کا کام دیتا ہے جیساکہ اوپر بیان ہوچکا ہے۔ مگر جبکہ اسکو گناہوں سے محفوظ رکھے اور اگر روزہ رکھا اور غیبت اور جھوٹ وغیرہ گناہوں سے نہ باز آئی تو گو فرض ادا ہوجاویگا مگر بہت بڑا گناہ ہوگا۔ اور روزے کی جو برکت حاصل ہوتی اس سے محرومی ہوگی)۔ حدیث[5] میں ہے روزہ ڈھال ہے دوزخ سے پس جو شخص صبح کرے اس حال میں کہ وہ روزہ دار ہو پس نہ جہالت کرے اس روز اور جبکہ کوئی آدمی اس سے جہالت سے پیش آوے تو اسے (بدلہ میں) برا نہ کہے اور اس سے بری گفتگو نہ کرے اور چاہیئے کہ کہدے تحقیق میں روزہ دار ہوں اور قسم اس ذات کی جسکے قبضہ میں محمد کی جان ہے بیشک بدبو روزہ دار کے منھ کی زیادہ محبوب ہے خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو[6] سے (یعنی قیامت کے روز اس بدبو کے عوض جو روزے کی حالت میں پیدا ہوتی ہے روزے دار کے منھ کے اندر مشک سے زیادہ پاکیزہ خوشبو آویگی اور وہ محبوب ہوگی خدا کو۔ اور یہ بدبو جو روزے دار کے منھ کے اندر دنیا میں پیدا ہوتی ہی وہ سبب ہے اس خوشبو کی حاصل ہونیکا جو قیامت کو میسر ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ روزہ دار کو ہر افطار کیوقت ایک ایسی دعا کی اجازت[7] ہوتی ہی جسکے قبول کرنیکا (خاص) وعدہ ہے۔

حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں سے فرمایا کہ تم روزہ رکھو اس لئے کہ روزہ ڈھال ہی دوزخ سے بچنے کے لئے اور زمانہ کی مصیبتوں[8] سے بچنے کے لئے (یعنی روزے کی برکت سے دوزخ اور مصائب وتکالیف سے نجات ملتی ہی

حدیث میں[9] ہے کہ تین ایسے آدمی ہیں کہ ان سے کھانے کا حساب (قیامت میں) نہوگا جو کچھ بھی کھاویں جبکہ وہ کھانا حلال ہو اور روزہ

[1] رواہ البیہقی
[2] رواہ البیہقی
[3] رواہ الطبرانی
[4] رواہ النسائی
[5] رواہ الحاکم
[6] رواہ ابن ماجہ
[7] رواہ الطبرانی

روزہ دار (ہے) اور سحری کھانے والا اور محافظ خدائے تعالیٰ کے راستہ میں (یعنی جو اسلام کی سرحد میں مقیم ہو اور کافروں سے ملک اسلام کی حفاظت کرے یہاں سے بہت بڑی رعایت روزہ دار کی اور سحری کھانے والے کی اور محافظ اسلام کی ثابت ہوئی کہ ان سے کھانے کا حساب ہی معاف کر دیا گیا لیکن اس رعایت پر بہت سے لذیذ کھانوں میں مصروف نہ ہونا چاہیئے بہت سی لذتوں میں مصروف ہونے سے خدا کی یاد سے غفلت پیدا ہو جاتی ہے اور گناہوں کی قوت کو ترقی ہوتی ہے خوب سمجھ لو بلکہ خدا کی اس نعمت کی بے حد قدر کرنی چاہیئے اور اس کا شکر اس طرح ادا کرنا چاہیئے کہ حق تعالیٰ کی خوب اطاعت کرے۔) حدیث میں ہے کہ جو روزہ دار کو روزہ افطار کرائے تو اس (روزہ افطار کرنیوالے) کو اس روزہ رکھنے والے کے ثواب کی برابر ثواب ملیگا۔ بغیر اس بات کے کہ روزہ دار کا ثواب کم ہو۔ (یعنی روزہ دار کا ثواب کچھ کم نہ ہوگا بلکہ حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنی طرف سے روزہ افطار کرانے والے کو اس روزہ دار کی برابر ثواب مرحمت فرمائیں گے۔ اگرچہ کسی معمولی ہی کھانے سے روزہ افطار کراوے گو وہ پانی ہی ہو) حدیث میں ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے (ثواب) مقرر کیا ہے بنی آدم کی نیکیوں کا دس گنے سے سات سو گنے تک۔ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ مگر روزہ (یعنی روزے میں سات سو کی حد نہیں ہے) اور روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اسکی جزا دوں گا (اس سے روزے کے ثواب کی عظمت کا اندازہ کرنا چاہیئے کہ جس کا حساب ہی نہیں معلوم کہ وہ ثواب کسقدر ہے اور خود حق تعالیٰ اسکو عطا فرماوینگے اور اس کا بندوبست ملائکہ کے ذریعہ سے نہ ہوگا سُبحانَ اللہ کیا قدر دانی ہے حق تعالیٰ کی تھوڑی سی محنت پر کسقدر عوض مرحمت فرماتے ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ روزے کی یہ تمام فضیلتیں جب ہی اپنا اثر دکھلاویں گی جبکہ روزے کا حق ادا کرے اور اسمیں جھوٹ غیبت اور تمام گناہوں سے بچے بعضے لوگ بالکل اور بعضے صبح کی نماز رمضان میں بے پروائی سے قضا کر دیتے ہیں ان کو اسقدر برکت اور ایسا ثواب میسر نہ ہوگا اور اس حدیث سے یہ شبہ نہ ہو کہ روزہ نماز سے بھی افضل ہے اسلئے کہ نماز تمام عبادات میں افضل ہے مراد اس مضمون سے یہ ہے کہ روزے کا بہت بڑا ثواب ہے اور بس۔ یہ غرض نہیں ہے کہ تمام عبادتوں سے روزہ افضل ہے) اور بیشک روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی جب ہوتی ہے جبکہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی قیامت کو ہوگی (خدائے تعالیٰ سے ملنے کیوقت جیسا کہ بعض احادیث میں تصریح بھی آئی ہے۔) حدیث میں ہے جبکہ رمضان (مبارک) کی پہلی رات ہوتی ہے کھولدئے جاتے ہیں دروازے آسمان کے اور ان دروازوں میں سے کوئی دروازہ رمضان کی آخر رات آنے تک بھی بند نہیں کیا جاتا اور ایسا کوئی مسلمان نہیں ہے کہ نماز پڑھے کسی رات میں رمضان کی راتوں میں سے مگر یہ بات ہے کہ لکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ڈہائی ہزار نیکیاں عوض ہر رکعت کے (یعنی ایک رکعت کے عوض ڈہائی ہزار نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے) اور بنا دیگا (حق تعالیٰ اس کیلئے ایک مکان جنت میں سرخ یاقوت سے جس کے ساٹھ دروازے ہوں گے اور ہر دروازے کے لئے ایک سونے کا محل ہوگا جو آراستہ ہوگا سرخ یاقوت سے پھر جب روزے دار روزہ رکھتا ہے رمضان کے پہلے دن کا تو اس کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں جو رمضان (گذشتہ) کی اس تاریخ تک کے ہیں پچھلے رمضان کی پہلی تاریخ تک (یعنی گناہ صغیرہ اس سال کے جو گذر گیا معاف کر دئے جاتے ہیں) اور مغفرت طلب کرتے ہیں اس کے لئے روزمرہ ستر ہزار فرشتے صبح کی نماز سے آفتاب چھپنے تک اور ملیگا اسکو ہر ایک

ہر رکعت کے جسکو پڑھتا ہے رمضان کے مہینہ میں رات میں یا دن میں ایک درخت (جنت میں) ایسا جس کے سایہ میں سوار پانچ سو برس چل سکتا ہے) کسقدر بڑی فضیلت ہے روزے کی مسلمانوں کبھی قضا نہ ہونے دو بلکہ ہمت ہو تو نفل روزوں سے بھی مشرف ہولیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے پوری طور پر محبت کرو جس نے اسقدر رحمت سے کام لیا کہ معمولی محنت میں اسقدر ثواب مرحمت فرمایا کم سے کم اپنے مطلب ہی کے لئے کہ جنت میں بڑی بڑی نعمتیں ملیں خدا کو اپنا محبوب بنالو)

حدیث میں ہے کہ بیشک جنت سجائی جاتی ہے ابتدائے سال سے آخر سال تک رمضان کے مہینے کیلئے اور بیشک حوریں بڑی بڑی آنکھوں والی بناؤ سنگار کرتی ہیں۔ ابتدائے سال سے آخر سال تک رمضان کے روزہ داروں کیلئے پس جبکہ رمضان آتا ہے جنت کہتی ہے اے اللہ میرے اندر داخل کردے اس مہینہ میں اپنے بندوں کو (یعنی حکم فرما دیجئے کہ قیامت کو میرے اندر داخل ہوں) اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں کہتی ہیں۔ اے اللہ مقرر فرمادے ہمارے لئے اس مہینہ میں خاوند اپنے بندوں میں سے سو جس شخص نے نہ لگائی مہینے میں کسی مسلمان کو تہمت اور نہ پی اس مہینہ میں کوئی نشہ لانیوالی چیز مٹادیگا اللہ تعالیٰ اس کی گناہ اور جس شخص نے تہمت لگائی اس ماہ میں کسی مسلمان کو یا پی اس مہینہ میں کوئی نشہ لانے والی چیز مٹادیگا حق تعالیٰ اس کی سال بھر کے نیک اعمال یعنی بہت گناہ ہوگا۔ کیونکہ بزرگ زمانہ میں جس طرح نیکیوں کا ثواب زیادہ ملتا ہے اسیطرح گناہوں کا عذاب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ ان لفظوں میں کسقدر دھمکی ہے غور تو کرو) سو ڈرو رمضان کے مہینے سے اس لئے کہ تحقیق وہ مہینہ اللہ کا ہے (جسمیں بندوں کو حکم ہوتا ہے کہ اللہ کی عادت اختیار کریں کھانا پینا چھوڑ دیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ کھانے پینے سے پاک رہتا ہے اسیواسطے یہ مہینہ خاص کیا گیا حق تعالیٰ کے ساتھ ورنہ سب مہینے اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں) تمہارے لئے گیارہ مہینے خدائے تعالیٰ نے مقرر کردیئے ہیں جن میں تم (کھانا) کھاتے ہو اور (پانی) پیتے ہو۔ اور لذت حاصل کرتے ہو۔ اور اپنی ذات کیلئے ایک مہینہ مقرر کیا ہے (جس میں کھانے پینے وغیرہ سے تم کو روکا گیا ہے) پس ڈرو رمضان کے مہینہ سے اس لئے کہ بیشک وہ مہینہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہے (تو اچھی طرح اسمیں اطاعت حق بجالاؤ اور گناہ نہ کرو۔ اگرچہ اطاعت ہمیشہ ضرور ہے لیکن خاص جگہ جیسے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ اور خاص ایام مثلاً رمضان وغیرہ میں نیکیوں کے کرنے اور گناہوں سے بچنے کا خاص اہتمام کرنا چاہیئے کہ بزرگ جگہ اور بزرگ دنوں میں نیکیوں کا ثواب زیادہ اور اسی طرح گناہوں کا عذاب بھی زیادہ ہوتا ہے) **حدیث** میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کے سامنے کھانا قریب کیا جائے اس حال میں کہ وہ روزہ دار ہو (یعنی روزہ افطار کرنے کے لئے کوئی چیز اس کے پاس رکھی جائے) تو چاہیئے کہ کہے (یعنی افطار سے پہلے یہ دعا پڑھے) بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ تَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ **حدیث** میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو مناسب ہے کہ چھوارے سے افطار کرے اس لئے کہ وہ برکت ہے پھر اگر نہ پاوے چھوارے تو مناسب ہے کہ افطار کرے پانی سے اس لئے کہ تحقیق وہ پاک کرنیوالی چیز ہے (بعض احادیث میں پانی ملے ہوئے دودھ سے افطار کرنے کا حکم بھی وارد ہوا ہے) **حدیث** میں ہے کہ جس نے روزے رکھے چالیس دن اس حال میں کہ وہ نہیں طلب کرتا ہے اس (روزہ رکھنے) سے مگر خدا کی رضامندی (یعنی فقط رضائے الٰہی مطلوب ہے

لہ رواہ البیہقی ۱۲ عہ [illegible] سہ رواہ البیہقی و ابن عساکر ۱۲ عہ رواہ الدارقطنی ۱۲ ھہ رواہ ابن خزیمہ وغیرہ ۱۲

کوئی اور غرض ریا وغیرہ مطلوب نہو تو نہ مانگے گا وہ اللہ سے کچھ مگر دیہ بات ہو کہ) دیگا اللہ اس کو وہ چیز یعنی چالیسؓ دن محض حق تعالیٰ کے راضی کرنے کیلئے روزے رکھنے سے دعا قبول ہونے لگتی ہے اور ایسا شخص حق تعالیٰ کا ایسا مقبول ہوجاتا ہے کہ اسکی ہر دعا جو اللہ کے نزدیک اس کیلئے بہتر ہوگی ضرور قبول ہوگی حضرات صوفیہ رضی اللہ عنہم نے چلہ نشینی تجویز فرمائی ہے یعنی چالیسؓ روز تک تمام تعلقات دنیا کو چھوڑ کر کسی مسجد میں عبادت کرنا اور روزے سے رہنا اس سے بہت بڑا نفع ہوتا ہے۔ دین کا اور نیکیوں کی عمدہ قوت پیدا ہوجاتی ہے اور اس کی برکت سے اللہ پاک کی طرف سے خاص خاص علوم عطا ہوتے ہیں اور فہم عمدہ ہوجاتا ہے)

رواہ الدیلمی عن واثلۃ ولفظہ من صام اربعین صیاماً ما یرید بہ الاوجہ اللہ تعالیٰ لم یسال اللہ تعالیٰ شیئاً الا اعطاہ

حدیث میں ہے کہ جس نے روزہ رکھا ہر محترم مہینہ میں جمعرات اور جمعہ اور سنیچر کو لکھے گا اللہ تعالیٰ اس کیلئے سات سو برس کی عبادت (یعنی سات سو برس کی عبادت کا ثواب اس کیلئے لکھا جاتا ہے اور محترم مہینے یعنی عزت کے مہینے چار ہیں رجب۔ ذیقعدہ۔ عشرہ ذی الحجہ یعنی بقرعید کے مہینے کے اول کے دس دن اور محرم مگر دسویں ذی الحجہ کو روزہ رکھنا منع ہے۔ رواہ ابن شاہین فی الترغیب ابن عساکر عن انس بسند ضعیف ولفظہ من صام فی کل شہر حرام الخمیس والجمعۃ والسبت کتب اللہ تعالیٰ لہ عبادۃ سبع مائۃ سنۃ حدیث میں ہے کہ جس نے روزہ رکھا تین دن کسی محترم مہینے میں جمعرات اور جمعہ اور سنیچر کے لکھے گا حق تعالیٰ اس کے لئے دو سال کی عبادت (یعنی اللہ تعالیٰ اس کو دو سال کی عبادت کا ثواب ان تین روزوں کی عیوض قیامت کے دن مرحمت فرماویں گے اور اس وقت یہ ثواب نامۂ اعمال میں لکھ لیا جاویگا۔ (رواہ طبرانی فی الاوسط عن ابن عباس بلفظ مَنْ صام ثلٰثۃ ایام من شہر حرام الخمیس والجمعۃ والسبت کتب اللہ تعالیٰ لہ عبادۃ سنتین انتہے۔

اعتکاف کی فضیلت کا بیان

حدیث میں ہے کہ جس نے اعتکاف کیا دس دن (اخیر عشرہ) رمضان میں ہوگا وہ (اعتکاف) مثل دو حج اور دو عمرہؓ کے (یعنی اسکو دو حج اور دو عمروں کا ثواب ملیگا) حدیث میں ہے جس نے اعتکاف کیا اسکو دین کی عبادت یقین کرکے اور ثواب حاصل کرنے کیلئے تو اس کے گذشتہ گناہ بخشدیئے جاویں گے (یعنی گناہ صغیرہ) حدیث میں ہے کہ پوری حفاظت سرحد اسلام کی چالیسؓ دن تک ہوتی ہے اور جو چالیس دن تک سرحد اسلام کی حفاظت کرے اسطرح کہ نہ فروخت کرے (کچھ) اور نہ خریدے اور نہ کرے کوئی بدعت پاک ہوجائے گا اپنے گناہوں سے مثل (پیدا ہونے) اس دن کے جس دن اسکو اسکی ماں نے جنا تھا (یعنی گناہوں سے بالکل پاک ہوجاوے گا اور حدیث میں حفاظت سرحد اسلام کی تشبیہاً اس کو فرمایا ہے کہ رباط سے اسلامی سرحد پر ملک اسلام کے تمام علاقے دنیا کے چھوڑ کر روزے نماز وغیرہ میں مشغول ہونا اور نفس کی ظاہری و باطنی حفاظت کرنا اور گناہوں سے بچنا مراد ہے اور گناہوں سے صغیرہ گناہ مراد ہیں اور یہی صورت چلہ نشینی کی صوفیہ کرام میں متعارف ہے)۔

عہ رواہ البیہقی ۱۲

لہ رواہ البیہقی ۱۲

رواہ الطبرانی عن ابی امامۃ بلفظ تمام الرباط رقال المناوی ای المرابط یعنی مرابط النفس بالاقامۃ علی مجاھدتھا لتتبدل اخلاقہا الردیئۃ بالحسنۃ) اربعون یوما ومن رابط اربعین یوما لم یبع ولم یشتر ولم یحدث حدثا (ای لم یفعل شیئا من الامور الدنیویۃ الغیر الضروریۃ) خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ کذا فی شرح الجامع الصغیر للعزیزی

لَیْلَۃُ الْقَدْر کی فضیلت کا بیان

حق تعالیٰ فرماتے ہیں لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَہْرٍ یعنی لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے مطلب یہ ہے کہ اس رات میں عبادت کرنے کا اسقدر ثواب ہے کہ اس کے سوا اور ایام میں ہزار مہینے عبادت کرنے سے بھی اسقدر ثواب نہیں میسر ہوسکتا جتنا ثواب کہ اس ایک رات عبادت کرنے میں مل جاتا ہے اس آیت کا شان نزول امام سیوطیؒ نے لباب النقول میں یہ نقل کیا ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ایک مرد کا جو بنی اسرائیل کی قوم میں سے تھا اور جس نے ہزار مہینے اللہ تعالیٰ کی راستے (یعنی جہاد) میں ہتھیار لگائے تھے پس تعجب کیا مسلمانوں نے اس بات سے اور افسوس کیا کہ ہمکو یہ نعمت کسطرح میسر ہوسکتی ہے سو نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے یہ (آئتیں) اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَہْرٍ یعنی یہ شب قدر بہتر ہے اُن ہزار مہینوں سے جن میں اس مرد نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہتھیار لگائے تھے (یعنی جہاد کیا تھا) اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا جو رات کو عبادت کرتا تھا صبح تک پھر جہاد کرتا تھا یعنی لڑتا تھا دشمن دین سے دن میں شام تک سو عمل کیا اس نے ہزار مہینے یہی عمل کہ رات کو عبادت کرتا تھا اور دن کو جہاد کرتا تھا پس نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے (آیۃ) لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَہْرٍ یعنی ان ہزار مہینوں سے جن میں اس مرد نے عبادت و جہاد کیا تھا یہ رات بہتر ہے۔ اے بھائیو اور بہنو اس مبارک رات کی قدر کرو کہ تھوڑی سی محنت میں کسقدر ثواب میسر ہوتا ہے اور اس رات میں خاص طور پر دعا قبول ہوتی ہے اگر تمام رات نہ جاگ سکو تو جسقدر بھی ہوسکے جاگو یہ نہ کرو کہ پست ہمتی سے بالکل ہی محروم رہو۔

حدیثؑ میں ہے کہ یہ مہینہ (یعنی رمضان) تمہارے پاس آگیا اور اسمیں ایک ایسی رات ہے کہ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس رات (کی برکت و طاعت و عبادت) سے محروم کیا گیا وہ تمام بھلائیوں سے محروم کیا گیا اور نہیں محروم کیا جاتا ہے اس رات کی برکتوں سے مگر محروم (یعنی ایسی بے بہا رات کی برکت جسے نہ ملی اور جس نے کچھ بھی عبادت اس شب میں نہ کی تو وہ بڑا بھاری محروم ہے جو ایسی نعمت سے محروم رہا) حدیثؑ میں ہے کہ بیشک اگر اللہ چاہتا تو تم کو لیلۃ القدر پر مطلع کر دیتا لیکن بعض حکمتوں سے بالتعیین اس پر مطلع نہیں کیا اس کو (رمضان کی) سات اخیر راتوں میں تلاش کروؑ (کہ ان راتوں میں غالب گمان شب قدر کا ہے اور تلاش کرنیکا مطلب یہ ہے کہ ان راتوں میں جاگو اور عبادت کرو تاکہ لیلۃ القدر میسر ہو جاوے۔ حدیثؑ میں ہے کہ لیلۃ القدر ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ اسی حدیثؑ میں ہے کہ لیلۃ القدر ستائیسویں شب (رمضان) کو ہوتی ہے (اس رات کی تعیین میں بڑا اختلاف ہے مگر مشہور قول یہی ہے کہ ستائیسویں شب کو ہوتی ہے بہتر یہ ہے کہ اگر ہمت اور قوت ہو تو اخیر کی دس راتوں میں جاگے اور اسمیں یہ ضرور نہیں کہ کچھ نظر آوے جب ہی اسکی برکت میسر ہو بلکہ کچھ نظر آوے

عن مجاہد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر رجلا من بنی اسرائیل لبس السلاح فی سبیل اللہ الف شہر فعجب المسلمون من ذلک فانزل اللہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادراک ما لیلۃ القدر۔
ؑ رواہ ابن ماجۃ ۱۲ ؑ رواہ الحاکم ۱۲ ؑ رواہ ابوداؤد ۱۲ ؑ ۱۲ رواہ ابوداؤد ۱۲

یا نہ آوے عبادت کرے اور برکت حاصل کرے اور مقصود یہی ہے کہ اس رات کی برکت اور اس قدر ثواب جو مذکور ہوا حاصل کرے کسی چیز کا نظر آنا مقصود نہیں۔

تراویح کی فضیلت

حدیث میں ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے تم پر رمضان کا روزہ اور سنت کیا ہے اس (کی رات) کا قیام (یعنی تراویح پڑھنا) پس جو شخص اس کا روزہ رکھے اور اس (کی رات) میں قیام کرے (یعنی تراویح پڑھے) ایمان کے اعتبار سے (یعنی روزے اور تراویح کو دین کا حکم سمجھے) اور ثواب طلب کرنے کی نیت سے اور یقین (ثواب کا) سمجھ کر تو ہوگا وہ (یعنی روزہ اور تراویح) کفارہ (یعنی مٹانیوالا) اس کیلئے جو گذرا (یعنی جو اس سے صغیرہ گناہ ہوئے وہ سب معاف ہو جاوینگے۔ پس اس مہینہ میں بہت نیکیاں کرنی چاہئیں (ایک فرض ادا کرنے سے ستر فرض کا اور نفل کام کرنے سے فرض کام کرنے کی برابر ثواب ملتا ہے)۔

عیدین کی راتوں کی فضیلت

حدیث میں ہے جو بیدار رہا (عید) الفطر کی رات اور (عید) اضحیٰ کی رات میں نہ مردہ ہوگا اس کا دل جس دن دل مردہ ہوں گے (یعنی قیامت کے دن کی دہشتوں سے محفوظ رہیگا جس روز کہ لوگ قیامت کی سختیوں سے پریشان ہوں گے۔

خیرات کرنے کے ثواب کا بیان

حدیث میں ہے کہ سخاوت اللہ پاک کی بہت بڑی عادت ہے (یعنی حق تعالیٰ بہت بڑے سخی ہیں) حدیث میں ہے کہ تحقیق بندہ صدقہ کرتا ہے روٹی کا ٹکڑا (پھر) وہ بڑھتا ہے اللہ کے نزدیک یہاں تک کہ ہو جاتا ہے مثل اُحد (پہاڑ) کے (یعنی اللہ پاک اس کا ثواب بڑھاتے ہیں اور اسقدر ثواب بڑھ جاتا ہے جیسے کہ اُحد کی برابر خرچ کرتا اور اس کا ثواب اسکو ملتا۔ لہذا تھوڑی بہت کا خیال نہ چاہیئے جو کچھ میسر ہو خیرات کرے۔ حدیث میں ہے کہ دوزخ سے بچو اگرچہ ایک چھوارے کا ٹکڑا ہی دیکر (یعنی اگرچہ تھوڑی ہی چیز ہو اسکو خیرات کرو اور یہ نہ خیال کرو کہ تھوڑی چیز کیا خیرات کریں یہ بھی ذریعہ بن جائے گی دوزخ سے نجات حاصل کرنے کا) حدیث میں ہے کہ روزی طلب کرو (اللہ سے) صدقہ کے ذریعہ سے (یعنی خیرات کرو اس کی برکت سے روزی میں ترقی ہوگی) حدیث میں ہے کہ احسان کے کام بری ہلاکتوں سے بچاتے ہیں اور پوشیدہ خیرات دینا اللہ تعالیٰ کے غصہ کو بجھاتا ہے اور اہل قرابت سے سلوک کرنا عمر بڑھاتا ہے (اگر نیک کام کرتے دیکھ کر دوسرے کو رغبت ہو تو ایسے موقع پر اس کام کا ظاہر طور پر کرنا بہتر ہے اور جو یہ امید نہ ہو تو خفیہ کرنا افضل ہے بشرطیکہ کوئی اور بھی خاص وجہ خفیہ یا ظاہر کرنے کی نہ ہو) حدیث میں ہے کہ سائل کا حق ہے (اس پر جس سے کہ وہ سوال کرے) اگرچہ وہ گھوڑے پر (سوار)

آوے (یعنی اگر گھوڑے سوار سوال کرے اس کو بھی دینا چاہئے اس لئے کہ ایسا شخص بظاہر کسی مجبوری سے سوال کریگا
یہ خیال نہ کرے کہ اس کے پاس تو گھوڑا ہے سو یہ کیسے محتاج ہو سکتا ہے پھر ہم اس کو کیوں دیں ہاں اگر کسی قوی قرینہ
سے معلوم ہو جاوے کہ یہ شخص حقیقت میں محتاج نہیں ہے بلکہ اس نے کھانے کمانے کا یہی پیشہ کر لیا ہے کہ بھیک مانگتا ہے
تو ایسے شخص کو خیرات دینا حرام ہے اور اس کو مانگنا بھی حرام ہے خوب سمجھ لو) **حدیث** میں ہے کہ اللہ تعالی کریم ہے
کرم کو پسند کرتا ہے اور دوست رکھتا ہے عالی اخلاق کو (یعنی ہمت کے نیک کاموں کو جیسے خیرات کرنا ذلت سے بچنا
دوسرے کی وجہ سے اپنی ذات پر تکلیف برداشت کرنا وغیرہ) اور ناپسند کرتا ہے حقیر اخلاق (و عادتوں) کو (جیسے پست ہمتی دینی
امور میں) **حدیث** میں ہے کہ بیشک صدقہ بجھاتا ہے اپنے اہل سے (یعنی صدقہ کرنیوالے سے) گرمی قبر کی اور ضرور یہی
بات ہے کہ سایہ حاصل کرے گا مسلمان اپنے صدقہ کے سایہ میں قیامت کے روز (یعنی صدقہ کی برکت سے قبر کی
گرمی دور ہوتی ہے اور قیامت کے دن سایہ میسر ہوگا) **حدیث** میں ہے کہ بتحقیق اللہ تعالی کے خاص بندے ہیں
جنکو (اس نے) خاص کیا ہے لوگوں کی حاجتوں (کے پورا کرنے) کے لئے (اور) مضطر ہوتے ہیں ان کی طرف لوگ اپنی حاجتوں
میں (یعنی لوگ مجبور ہو کر ان کے پاس جاتے ہیں اور حق جل شانہ نے ان حضرات کو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے منتخب
فرما لیا ہے) یہ لوگ حاجتوں کے پورا کرنے والے امن پانے والے ہیں اللہ کے عذاب سے۔

حدیث میں ہے کہ خرچ کر اے بلالؓ اور مت اندیشہ کر عرش کے مالک سے کمی کا (یعنی مناسب موقعوں پر خوب
خرچ کرو اور تنگی کا اندیشہ حق تعالی سے نہ کرو اور اس جگہ عرش کی ملکیت اللہ تعالی کی خاص طور پر فرمائی گئی اگرچہ وہ تمام چیزوں
کا مالک ہے سو یہ خصوصیت اس لئے فرمائی گئی کہ عرش نہایت عظیم الشان مخلوق ہے پس اسکو ذکر میں خاص کیا اور بتلا دیا کہ جس
ذات کو قبضہ و تحت میں ایسی عظیم الشان چیز ہے اور وہ ایسی بڑی چیز کا مالک ہے تو اس سے تنگی کا اندیشہ نہ چاہئے کیا یہ گمان ہو سکتا ہے
کہ ایسا بادشاہ اپنے کسی بندے کو دو روٹی نہ دیگا ہرگز یہ گمان نہیں ہو سکتا اور اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بیحد ہر
شخص خرچ کر ڈالے اور پھر پریشان ہو اور گھبراوے غرض یہ ہے کہ جو لوگ دل کے پختہ ہیں اور صبر کی ان میں پوری قوت ہے تو
وہ جسقدر چاہیں نیک کاموں میں صرف کریں کیونکہ وہ تکلیف سے پریشان نہیں ہوتے اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ جو قسمت میں
لکھا ہے وہ تو ہم کو ضرور ملیگا خیرات سے کمی نہ ہوگی بلکہ برکت ہوگی تو ایسی ہمت کی حالت میں بشرطیکہ کسی کی حق تلفی بھی نہو انکو اجازت
ہے اور ان کیلئے یہی اچھا ہے کہ ہر طرح کے نیک کاموں میں خوب صرف کریں اور جن کا دل کمزور ہے صبر کی ان میں قوت کم ہے آج
خرچ کر دینگے کل کو تنگی سے پریشان ہوں گے دل ڈانواں ڈول ہوگا اور نیت خراب ہوگی تو ایسے لوگ فقط ضروری موقعوں پر
جیسے زکوۃ و صدقہ فطر وغیرہ اور مروت کے موقعوں پر صرف کریں اس سے کمی نہ کریں خوب سمجھ لو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق خلیفہ
اول جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک بار حضور کی خدمت میں تمام مال چندہ اسلامی میں پیش کر دیا حضور نے فرمایا
کہ کچھ گھر بھی باقی رکھا ہے یا نہیں عرض کیا گھر تو اللہ اور رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں اور بس آپ نے وہ تمام مال قبول کر لیا

عہ کنز العمال ۱۲ عہ رواہ الطبرانی وغیرہ ۱۲ عہ رواہ الطبرانی ۱۲ عہ رواہ الطبرانی ۱۲ عہ رواہ البزار وغیرہ ۱۲ مترجم

کیونکہ حضرت خلیفۂ اوّل نہایت دل کے پختہ اور باہمت اور اعلیٰ درجہ کے خدا تعالیٰ کی راہ میں مال و جان نثار کرنیوالے تھے ان سے یہ اندیشہ نہ تھا کہ پریشان ہوں گے اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے تھوڑا سا سونا اللہ کی راہ میں پیش کیا۔ آپ نے قبول نہ فرمایا اسوجہ سے کہ وہ کمزور دل کے تھے اور اسقدر باہمت نہ تھے جیسے کہ حضرت ابوبکرؓ تھے خوب سمجھ لو حدیث میں ہے کہ ایک سائل ایک عورت کے پاس اس حالت میں آیا کہ اس عورت کے منہ میں لقمہ تھا سو اس عورت نے وہ لقمہ منہ سے نکالا اور اس سائل کو دیدیا (اس کے پاس اور کچھ دینے کو نہ تھا اس لئے ایسا کیا) پھر تھوڑی ہی مدت میں ایک لڑکا اس عورت کے پیدا ہوا پھر جب وہ لڑکا کچھ بڑا ہوا ایک بھیڑیا آیا اور اس کو اٹھا لے گیا پس نکلی وہ عورت دوڑتی ہوئی بھیڑیئے کے پیچھے اور کہتی ہوئی میرا بیٹا میرا بیٹا (میرے بیٹے کو بھیڑیا لئے جاتا ہے جو مدد کر سکے اسکی سو وہ مدد کرے) سو حکم فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو کہ بھیڑیئے کے پاس جا اور لڑکے کو اس کے منہ سے چھڑا لے اور فرمایا (حق عزشانہ نے فرشتے سے) اس کی ماں سے کہہ کہ اللہ تجھ کو سلام فرماتا ہے اور دیہ بھی کہ یہ لقمہ بدلہ (اُس) لقمہ کا ہے (دیکھو صدقہ کی یہ برکت ہوئی کہ لڑکا جان سے بچ گیا اور ثواب بھی ہوا خوب صدقہ کیا کرو تاکہ دین و دنیا میں چین سے رہو) حدیث میں ہے کہ نیکی (کی جگہ) بتلانے والا مثل نیکی کرنیوالے کے (ثواب میں)[1] ہے (یعنی جو شخص خود کوئی سلوک نکرے مگر اہل ضرورت کو ایسی جگہ کا پتہ بتلادے یا اس کی سفارش کر دے جہاں اس کا کام ہو جاوے تو اس بتلانے والے کو مثل اس نیکی کرنیوالے کے ثواب ملیگا جو خود اپنی ذات سے کسی کی مدد کرے حدیث میں ہے کہ تین آدمی تھے جن میں سے ایک کے پاس دس[2] دینار تھے سو صدقہ کر دیا اس نے ان میں سے ایک دینار اور دوسرے کے پاس دس[3] اوقیہ تھے سو صدقہ کر دیا اس نے ایک اوقیہ اور تیسرے کے پاس سو اوقیہ تھے سو صدقہ کر دیئے اُس نے ان میں سے دس[4] اوقیہ (تو) یہ سب لوگ ثواب میں برابر ہیں اس لئے کہ ہر ایک نے دسواں حصہ اپنے مال کا خیرات[5] کیا ہے (یعنی اگرچہ بظاہر خیرات ان میں سے بعضوں نے زیادہ کی ہے اور بعض نے کم مگر حق تعالیٰ تو نیت پر ثواب دیتے ہیں چونکہ ہر ایک نے اپنے مال کے اعتبار سے دسواں حصہ خیرات کیا اس لئے سب کو برابر ثواب ملیگا ایک دینار دس درہم کا ہوتا ہے اور ایک درہم چار آنے سے کچھ زائد کا اور اوقیہ چالیس[6] درہم کا ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے بڑھ گیا ایک درہم ایک لاکھ درہم سے (اور وہ یہ صورت ہے کہ) ایک شخص ہے کہ اس کے پاس دو[7] درہم ہیں ان میں سے ایک درہم اسنے خیرات کر دیا اور دوسرا شخص ہے کہ اس کے پاس بہت سا مال ہے پس اس نے اپنے مال میں سے ایک لاکھ درہم صدقہ کر دیئے (یعنی دونوں کے ثواب میں یہ فرق ہوا کہ پہلا شخص باوجود تھوڑا خیرات کرنے کے ثواب میں بڑھ گیا کیونکہ اپنا آدھا مال اُس نے خیرات کر دیا اور دوسرے نے اگرچہ ایک لاکھ صدقہ کئے لیکن چونکہ یہ عدد اس کے مال کثیر کے مقابلہ میں آدھے سے کم تھا اس لئے اسکو پہلے شخص سے کم ثواب ملا خوب سمجھ لو حق تعالیٰ کی کیسی رحمت ہے اُس کی قدر کرو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سائل سے انکار نہیں فرمایا اگر ہوا دیدیا ورنہ وعدہ فرمالیا کہ جب حق تعالیٰ دیگا اسوقت تم کو دینگے اور ترتیبات آپ نے اور آپ کے اہلبیت نے دو روز برابر بھی شکم سیر ہو کر کھانا[8] کی

[1] عـه رواہ مسلم ۱۲
[2] عـه متفق علیہ ۱۲
[3] عـه رواہ النسائی ۱۲
[4] عـه رواہ الطبرانی ۱۲
[5] عـه رواہ البزار ۱۲

روٹی بھی نہیں کھائی کیسی بیرحمی کی بات ہے کہ باوجود گنجائش کے اپنے بھائی مسلمانوں کی مدد نہ کرے اور خود چین کرے)
حدیث میں ہے کہ اللہ کا ہدیہ ہے مومن کیلئے سائل اس کے دروازے پر اور ظاہر ہے کہ ہدیہ اچھی طرح قبول کرنا چاہئے
خصوصاً اللہ تعالیٰ کا ہدیہ پس سائل کی خوب خدمت کرنی چاہئے) **حدیث** میں ہے کہ صدقہ کرو اور اپنے مریضوں کی دوا
کرو صدقہ کے ذریعہ سے اس لئے کہ صدقہ دفع کرتا ہے مرضوں کو اور بیماریوں کو اور وہ زیادتی کرتا ہے تمہاری عمروں اور نیکیوں میں
حدیث میں ہے کہ کوئی ولی اللہ عزوجل کا نہیں پیدا کیا گیا مگر سخاوت اور اچھی عادت پر (یعنی اللہ کے دوستوں میں سخاوت
اور اچھی عادت ضرور ہوتی ہے)

حج کی فضیلت کا بیان

حدیث میں ہے کہ ملائکہ مصافحہ کرتے ہیں ان حاجیوں سے جو سواری پر جاتے ہیں اور معانقہ کرتے ہیں ان حاجیوں سے جو پیدل جاتے
ہیں **حدیث** میں ہے کہ سوار حاجی کیلئے ہر قدم پر کہ جسکو اس کی اونٹنی طے کرتی ہے (اونٹنی ہو یا کوئی دوسری سواری سب کا یہی حکم ہے)
ستر نیکیاں (یعنی ستر نیکیوں کا ثواب) لکھی جاتی ہیں اور پیدل حاجیوں کیلئے ہر قدم پر جسکو وہ طے کرتا ہے سات سو نیکیاں لکھی جاتی
ہیں (یعنی پیدل چلنے والے کو ہر قدم پر سات سو نیکیوں کا ثواب ملتا ہے) **حدیث** میں ہے کہ حج کرنیوالا اور جہاد کرنیوالا اللہ عزوجل
کے مہمان ہیں اگر اس سے (یعنی اللہ سے) دعا کریں تو ان کی دعا قبول فرمائے اور اگر اس سے مغفرت طلب کریں تو ان کو بخشدے۔
حدیث میں ہے کہ حج کرنیوالا چار سو آدمیوں کی اپنے اہل قرابت میں سے (قیامت کے روز) شفاعت کریگا اور وہ پاک ہو جاتا ہے اپنے گناہوں
سے اسطرح جیسا کہ اسدن (پاک تھا) جسدن کہ اسکو اس کی ماں نے جنا تھا (بشرطیکہ حج قبول ہو جاوے پس چاہئے کہ ایسی بڑی نعمت
کو حلال روپیہ صرف کرکے اور عمدہ طور پر اسکے احکام بجالا کر حاصل کرے اے اللہ مجھ کو بھی ایسا ہی حج نصیب فرما۔ آمین اور معافی سے
یہ مراد نہیں ہے کہ جو اعمال ایسے فوت ہو گئے تھے جنکی قضا ادا کر سکتا ہے یا اس پر قرض ہے ان سے بھی سبکدوش ہو گیا انکی تو قضا کرنا ضرور ہے
اسلئے کہ یہ حقوق ہیں گناہ نہیں ہیں) **حدیث** میں ہے کہ جو حج کرے مال حرام سے پس کہے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ (یہ دعا ہے جو حج میں
پڑھی جاتی ہے یعنی تیری تابعداری میں حاضر ہوں اے اللہ میں تیری تابعداری میں حاضر ہوں) فرماتا ہے اللہ عزوجل لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ وَ
حَجُّكَ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكَ (یعنی نہ تیری لبیک قبول ہے اور نہ سعدیک قبول ہے اور تیرا حج تیرے منہ پر مارا گیا مطلب یہ ہے کہ تو ہماری اطاعت میں
حاضر نہیں ہے اس لئے کہ ہماری اطاعت میں حاضر ہوتا تو مال حلال خرچ کرکے آتا اور تیرا حج ہمارے عالی اور پاک
دربار میں بحیثیت مال کی وجہ سے مقبول نہیں اور اس کا پورا ثواب نہ ملیگا گو فرض ادا ہو جاویگا۔
حدیث میں ہے کہ جب تو حاجی سے ملے تو اسکو سلام کر اور اس سے مصافحہ کر اور اس سے درخواست کر اس بات کی کہ وہ تیرے
لئے مغفرت کی دعا کرے اس سے پہلے کہ وہ اپنے مکان میں داخل ہو اس لئے کہ اس کے گناہ بخشدئے گئے (پس وہ مقبول بارگاہ
الٰہی ہے اسکی دعا قبول ہونیکی خاص طور پر امید ہے اور جو دعا چاہے اس سے وہ دعا کراوے دین کی یا دنیا کی مگر اسکے مکان میں پہنچنے سے پہلے)

ضمیمہ ثانیہ بہشتی زیور حصہ سوم

مسمّٰی بہ تصحیح الاغلاط وتنقیح الاختلاط

نوٹ: اس مضمون کو صرف اہل علم ملاحظہ فرمائیں۔

اصل صـ۶ـ اگر دو رمضان کے کچھ کچھ روزے الخ تحقیق وجوب تعین سال کا حکم مختلف فیہ ہے اور بہشتی زیور میں احتیاط کو مدِ نظر رکھ کر قول وجوب کو اختیار کیا ہے پس اگر کسی نے بلا تعیین بہت سے روزے رکھ لئے اور اعادہ دشوار ہے تو دفعاً للحرج قول عدم وجوب کو اختیار کیا جاویگا اس مسئلہ کے متعلق سوال وجواب تتمہ ثالثہ امداد الفتاوی صـ۲۲ـ میں درج ہے۔

اصل صـ۱۹ـ سطر ۲۲ اگر فلانا کام کروں الخ صـ۲۲ خدا کے سوا الخ تحقیق۔ در مختار میں ہے الاصل ان الایمان مبنیة عند الشافعی علی الحقیقة اللغویة وعند مالک علی الاستعمال القرآنی وعند احمد علی النیة وعندنا علی العرف مالم ینو ما یحتملہ اللفظ فلا حنث فی لایہدم بیتا ببیت العنکبوت الا بالنیة فتح دالایمان مبنیة علی الالفاظ لا علی الاغراض فلو) اغتاظ علی غیرہ وحلف ان لا یشتری لہ شیئا بفلس فاشتری لہ بدرہم او اکثر شیئا لم یحنث اھ۔ شامی نے لکھا ہے ان قاعدة بناء الایمان علی العرف معناہا ان المعتبر ہو المعنی المقصود فی العرف من اللفظ المسمی وان کان فی اللغة او الشرع اعم من المعنی المتعارف ولما کانت ہذہ القاعدة موہمة اعتبار الغرض العرفی وان کان زائدا علی اللفظ المسمی وخارجا عن مدلولہ کما فی المسئلة الاخرة وکما فی المسائل الاربعة التی ذکرہا المصنف دفعوا ذلک الوہم بذکر القاعدة الثانیة وہی بناء الایمان علی الالفاظ لا علی الاغراض فقولہم لا علی الاغراض دفعوا بہ توہم اعتبار الغرض الزائد علی اللفظ المسمی وارادوا بالالفاظ والالفاظ العرفیة بقرینة القاعدة الاولی ولولاہا لتوہم اعتبار الالفاظ ولو لغویة او شرعیة فلا تنافی بین القاعدتین کما یتوہمہ کثیر من الناس حتی الشرنبلالی فحمل الاولی علی الدیانة والثانیة علی القضاء ولا تناقض بین الفروع التی ذکروہا ثم اعلم ان ہذا کلہ حیث لم یجعل اللفظ فی العرف مجازا عن معنی آخر کما فی لا اضع قدمی فی دار فلان فانہ صار مجازا عن الدخول مطلقا کما سیاتی ففی ہذا لا یعتبر اللفظ اصلا حتی لو وضع قدمہ ولم یدخل لا یحنث لان اللفظ ہجر وصار المراد بہ معنی آخر الخ۔

اس تفصیل سے چند باتیں معلوم ہوئیں (۱) الفاظ کے مقابلہ میں نیت کا کچھ اعتبار نہیں یعنی اگر کوئی ایسی نیت کرے جس کے الفاظ اصلا مساعدت نہ کرتے ہوں تو اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔

(۲) اگر کسی نے ایسے معنی مراد لئے جو الفاظ سے زائد ہوں یعنی الفاظ جزئی ہوں اور معنی مراد کلی یا معنی مراد کل ہوں اور الفاظ جزو تو یہ مراد لینا بیکار ہوگا۔ اور اگر ایسے معنی مراد لئے جو الفاظ کا فرد یا جزو ہیں تو وہ معنی معتبر ہو سکتے ہیں۔

(۳) مجاز عرفی اگر ایسا ہو کہ حقیقت بالکل چھوٹ گئی ہو تو اس مجاز عرفی کا اعتبار ہوگا اور حقیقت لغویہ کا اعتبار نہ ہوگا۔

لیکن میرے نزدیک یہ تینوں باتیں صحیح نہیں امر اول اس لئے کہ ایمان کا تعلق قصد وارادہ سے بھی ہے نہ کہ طلاق وعتاق وغیرہ کی طرح صرف الفاظ سے کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم وقولہ لکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان

پس اگر کسی نے کسی خاص نیت سے کوئی قسم کھائی اور ایسے الفاظ بولے جو اس نیت کے مطابق نہیں ہیں تو دیانۃً اس قسم کا اعتبار ہونا چاہیئے گو قضاءً نہ ہو۔ کیونکہ اس وقت یہ اس کی اصطلاح خاص ہوگی اور اصطلاح خاص کے مقرر کرنے کا اسے اختیار ہے۔ امر دوم اس لئے کہ اگر مجاز عرفی حقیقۃ لغویہ کے مباین ہو تو اس وقت اس کا اعتبار تو ہو سکتا ہے لیکن اگر معنی مجازی عرفی معنی لغوی سے عام ہوں تو ان کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔ دونوں صورتوں میں وجہ فرق معلوم نہیں ہوتی کیونکہ دونوں صورتوں میں معنی حقیقی بالکل چھوٹ گئے ہیں مگر ایک صورت میں معنی حقیقی معنی مجازی کا فرد یا اس کا جزو ہیں اور دوسری صورت میں اس کے مباین سو یہ فرق کوئی موثر فرق نہیں ہے اسی سے امر سوم کا مخدوش ہونا بھی ظاہر ہو گیا پس جبکہ وہ محل مخدوش ہو گئے جو ان قواعد کے لئے علامہ شامی وغیرہ نے تجویز کئے تھے تو اب کہا جاویگا کہ الایمان مبنیۃ علی العرف اور الایمان مبنیۃ علی الالفاظ لا علی الاغراض دونوں متعلق بہ قضا ہیں اور الایمان مبنیۃ علی الالفاظ لا علی الاغراض کے معنی یہ ہیں کہ ایمان قضاءً الفاظ عرفیہ پر مبنی ہیں نہ کہ ان اغراض پر جو کہ خلاف عرف ہوں پس ان دونوں قاعدوں میں کوئی تناقض نہیں ہے۔ رہا یہ امر کہ بعض جزئیات ان محامل کی تائید نہیں کرتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض اسوقت ہو سکتا ہے جبکہ دو امر ثابت ہو جائیں اول یہ کہ وہ جزئیات انھیں فقہاء نے نکالی ہیں جنھوں نے یہ قواعد بنائے ہیں یا جن فقہا نے یہ قواعد قائم کئے ہیں ان کو ان سے اتفاق ہے۔ دوم یہ کہ اس وقت سے اب تک عرف نہیں بدلا اور جو اس وقت عرف تھا جس وقت وہ نکالی گئی ہیں وہی عرف اب بھی ہے لیکن ان باتوں کا ثابت ہونا مشکل ہے اس لئے مخالفت بعض جزئیات سے ہمارے محامل کی تردید نہیں کی جا سکتی خصوصاً اس حالت میں جبکہ وہ مؤید بالدلائل ہوں اور جو محامل ان کے بیان کئے گئے ہیں محض بے دلیل ہوں ایسی حالت میں مسائل بہشتی زیور متعلق بایمان کو عرف زمانہ حال کا لحاظ رکھ کے اصول مذکورہ سے استخراج کی ضرورت ہے اس کی ضرورت اس سے ظاہر ہو سکتی ہے کہ فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی۔ ان فعلہ فعلیہ غضب اللہ او سخطہ او لعنتہ او ہو زان او سارق او شارب خمر او آکل ربا لایکون یمیناً لعدم التعارف فلو تعورف ہل یکون یمیناً ظاہر کلامہم نعم وظاہر کلام الکمال لا وتمامہ فی النہر اھ در مختار۔ اس پر شامی نے لکھا ہے قولہ ظاہر کلامہم نعم فیہ نظر لانہم لم یقتصروا علی التعلیل بالتعارف بل عللوا بما یقتضی عدم کونہ یمیناً مطلقاً وہو کون علیہ غضبہ دعاء علی نفسہ ولان الدعاء لا یستلزم الاجابۃ فلا یقتضی الامتناع عن الفعل فلا یکون یمیناً وکون ہو زان یحتمل النسخ ای الاباحۃ فلا یکون حرمتہ حرمۃ اسم اللہ فلا یلحق بہا ثم عللوا بعدم التعارف لانہ عند عدم التعارف لا یکون یمیناً وان کان مما یمکن الحلف بہ فی غیر الاسم فکیف اذا کان مما لا یمکن اھ بزیادۃ العبارات المقوسۃ۔ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ الفاظ مذکورہ اس وقت میں قسم کے لئے متعارف نہ تھے اور اسوقت ان سے معنی وصفی یعنی مفہومات تعلیقیہ مفہوم ہوتے تھے لہذا انھوں نے ان کو یمین نہیں کہا مگر ہمارے زمانہ میں الفاظ اگر میں تیرے یہاں کھانا کھاؤں تو گو کھاؤں سور کھاؤں وغیرہ قسم کیلئے متعارف ہیں اور ان سے معنی تعلیقی مقصود نہیں ہوتے بلکہ ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ تیرے گھر کا کھانا میرے لئے سور اور گو کی مانند حرام ہے اور چونکہ سور اور گو ان کے نزدیک اغلظ المحرمات

ہیں اسلئے تغلیظ حرمت کیلئے ان الفاظ کو ذکر کرتے ہیں پس یہ الفاظ اپنے معانی عرفیہ کے لحاظ سے طعا تک علی حرام سے زیادہ اغلظ ہیں اسلئے انکو بالاولی قسم ہونا چاہیئے پس انکو فقہا کی جزئیات مصرحہ پر قیاس کرکے ان پر قسم نہ ہونیکا حکم لگانا صحیح نہوگا اس مقام پر یہ بتلا دینا بھی ضروری ہے کہ بعض فقہاء نے یمین کے یہ معنی بیان کئے ہیں معنی الیمین ان تعلیق الحالف ما یوجب امتناعہ عن الفعل بسبب لزوم وجودہ ای وجود ما علقہ کالکفر عند وجود الفعل المحلوف علیہ کذا قول البدایہ اور وجہ اسکی یہ ہے کہ انھوں نے امر معلق کے اندر دو باتوں کا ہونا لازم سمجھا ہے۔ اول یہ کہ امر معلق محلوف علیہ کیلئے لازم ہو۔ اور دوسرا امر یہ کہ ناقابل باعث ہو کیونکہ جب یہ دونوں باتیں پائی جائینگی اسوقت امتناع حالف عن المحلوف علیہ متحقق ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ اور بدون امتناع کے حلف نہیں ہوسکتا۔ اس بنا پر انھوں نے ان فعل فعلیہ غضب اللہ وغیرہ کو یمین نہیں قرار دیا لیکن یہ صحیح نہیں اولاً اس لئے کہ امتناع واقعی تو کسی حلف میں بھی نہیں ہوتا وہ ظاہر۔ رہا التزام امتناع سو وہ جسطرح اور قسموں میں ہوتا ہے یونہی اگر میں ایسا کروں تو مجھ پر خدا کا قہر ٹوٹے مجھے مرتے وقت کلمہ نصیب نہو وغیرہ وغیرہ سے بھی ثابت ہوتا ہے اسلئے دونوں میں کچھ فرق نہیں اس پر اگر کہا جاوے کہ گو اسکی غرض امتناع ہے مگر اسکے الفاظ مستلزم امتناع نہیں ہیں تو اسکے دو جواب ہیں اول یہ کہ الفاظ گو اپنے معانی وضعیہ کے لحاظ سے مستلزم امتناع نہیں ہیں مگر معانی عرفیہ کے لحاظ سے ضرور مستلزم امتناع ہیں کیونکہ ان کے معنی عرفاً یہ ہوتے ہیں کہ میں عہد کرتا ہوں کہ یہ فعل نہ کرونگا اگر میں ایسا کروں تو میں اس سزا کا مستحق ہوں گا۔ اور میں اسے بخوشی قبول کرتا ہوں ان معنی کا مستلزم امتناع ہونا ظاہر ہے بلکہ عقلاً انکا موجب امتناع ہونا حلف بالطلاق والعتاق کے موجب امتناع ہونے سے زیادہ ہے کیونکہ لزوم طلاق وعتاق بر تقدیر وقوع فعل محلوف علیہ اسقدر ضرر رساں نہیں ہے جسقدر کہ استحقاق غضب الٰہی اور اس پر رضامندی اور اس کا التزام پس ان کلموں کو بالاولی قسم ہونا چاہیئے۔ اور ثانیاً اسلئے کہ جن باتوں کی بنا پر یمین کی یہ تعریف کی گئی ہے انمیں بھی کلام ہے۔ امر اول میں تو اسلئے کہ لزوم امر معلق للمحلوف علیہ کی ضرورت اسلئے ہے کہ اسکے سبب فعل ممتنع ہوجائیگا لیکن جب ہم حلف بالطلاق پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں لزوم طلاق موجب امتناع نہیں کیونکہ اگر کسی نے حلف بالطلاق کیا اور اسکے بعد اس نے اپنی عورت کو تین طلاقیں بطور خود دیدیں یا عورت نے مطاوعت ابن الزوج سے حرمت موبدہ حاصل کرلی ایسی صورتوں میں یہ تعلیق اسی محلوف علیہ کے کرنے سے مانع نہیں ہوسکتی تو اب بتلایا جاوے کہ یہ لزوم کیا مفید ہوسکتا ہے اور اب وہ اسکے لزوم کی وجہ سے اس فعل سے کیسے باز رہ سکتا ہے پس معلوم ہوا کہ اس امر کی ضرورت نہیں اور امر دوم پر اسلئے کہ ابن ہمام نے کہا ہے۔ کون الحرمۃ تحتمل الارتفاع اولا تحتملہ لا اثر لہ فانہ ان کان یرجع الی تحریم المباح فھو یمین مع ان ذلک المباح یحتمل تحریمہ الارتفاع وان لم یرجع الیہ لا یکون یمینا ولا معنی زیادۃ کلام لا دخل لہ۔ مطلب یہ ہے کہ یمین کا حاصل تحریم مباح ہے۔ پس جہاں تحریم مباح ہوگی خواہ موقت ہو یا موبد یمین ہوجاوے گی اور جہاں تحریم نہو گی یمین نہ ہوگی پس جبکہ حرمت محلوف علیہ موبد نہیں تو حرمت امر معلق کے موبد ہونے کی شرط لگانا کیا معنی مگر میں کہتا ہوں کہ امر معلق کا موبد بالحرمۃ ہونا تو درکنار خود محرم ہونا بھی ضروری نہیں کیونکہ حلف بالطلاق والعتاق میں امر معلق مباح بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے پس جبکہ باوجود اباحۃ ووجوب معلق کے بھی یمین ہوسکتی ہے تو حرمت قابل ارتفاع کی صورت میں یمین کیوں نہ ہوگی۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ یمین کے معنی ہیں۔ تحریم المباح ای التزام الامتناع عن الامر المباح بلفظ یدل علی ذلک الامتناع عرفا او فی اصطلاح الحالف۔ فقط۔

پس ضرورت ہے کہ عرف حال اور تعریف مذکور کو پیش نظر رکھ کر بہشتی زیور کے مسائل پر غور کیا جاوے اور جن میں عرف عرب اور عرف اہل ہند میں اختلاف ہے۔ انمیں جزئیات فقہیہ کا اتباع نہ کیا جاوے بلکہ اصول استنباط پر نظر کی جاوے۔ **تنبیہ**۔ یہ میری ذاتی رائے ہے جس کے ماننے کیلئے میں کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ فانی لست فی نفسی بفوق ان اخطیٔ الا ان یعصمنی اللہ۔ اور اسکے درج کرنے سے مقصود یہ ہے کہ جن لوگوں کو غور کرنے کے بعد یہ امر حق معلوم ہو وہ اسکو مان لیں۔ اور جن کو حق معلوم نہ ہو وہ اپنے فہم پر عمل کریں۔ اصل صـ ۴۳/۲۱ خدا کے سوا اور کسی کی قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی۔ **تحقیق**۔ تم اوپر پڑھ چکی ہو۔ قرآن کی۔ کلام اللہ کی۔ کلام مجید کی قسم کھانے سے قسم ہو جاتی ہے سو اس کی وجہ یہ ہے کہ کلام خدا کی صفت ہے اسلئے اس کی قسم کھانا گویا خدا ہی کی قسم کھانا ہے اور خدا کے سوا کسی اور کی قسم کھانے سے مراد یہ ہے کہ نہ اس کی ذات کی قسم کھاوے اور نہ اس کی کسی صفت کی بلکہ کسی اور شے کی قسم کھاوے جیسے سر کی یا آنکھوں کی وغیرہ وغیرہ اب رہی یہ بات کہ خدا کی ذات یا اس کی کسی صفت کی قسم کھاوے قسم ہوگی یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر خدا کی ذات کی قسم کھائی جیسے خدا کی قسم اللہ کی قسم تب تو قسم ہو ہی جائیگی جیسا کہ تم نے پڑھا ہے اور اگر خدا کی صفت کی قسم کھائی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ایسی صفت کی قسم کھائی ہے جس کی قسم کا رواج ہے جیسے کلام اللہ کی قسم تب تو قسم ہو جائیگی۔ جیسا کہ بہشتی زیور میں مذکور ہے اور اگر ایسی صفت کی قسم کھائی ہے جس کی قسم کا رواج نہیں ہے تو قسم نہ ہوگی جیسے خدا کے غضب کی قسم اس کے رحمت کی قسم اس مسئلہ کو بہشتی زیور میں بوجہ ضرورت نہ ہونے کے ذکر نہیں کیا کیونکہ ایسی قسم کوئی کھاتا نہیں ہے۔ حبیب احمد کیرانوی۔

تمام شد حصہ سوم بہشتی زیور مع ضمائم قدیمہ و جدیدہ

۱۔ دیکھو صـ ۱۹ ترجیح الراجح بابتہ ماہ محرم ۱۳۴۴ھ نمبر ۱۰۹/ج ۵

و

ترجیح الراجح بابتہ ماہ محرم ۱۳۴۴ھ نمبر ۱۰۶/ج ۵ صفحہ صـ ۲۰ فصل ہفتم در سنت ہونے دو روزہ یوم عاشورہ

سوال۔ ضروری دریافت یہ ہے کہ احقر نے بہشتی زیور کے تیسرے حصہ میں نفل روزے کے بیان میں دیکھا کہ محرم کی دسویں تاریخ میں روزہ رکھنا مستحب ہے احقر نے دسویں تاریخ کو ایک روزہ ہی رکھا۔ اب بعضے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ نویں اور دسویں کا رکھنا چاہیئے ایک روزے میں اختلاف ہے ایک نہیں رکھنا چاہیئے۔ اختلاف کیسا ارشاد فرمایا جاوے۔

الجواب۔ واقعی دو ہی روزے رکھنا چاہیئے۔ بہشتی زیور کی تالیف کے وقت اس مسئلہ کی پوری تحقیق نہ تھی۔ لیکن اگر نویں کو نہ رکھے تو گیارہویں کو رکھ لے۔ ۹ جمادی الثانی ۱۳۴۳ھ

از حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ

ملنے کا پتہ ☆ منیجر کتب خانہ اصح المطابع فریر روڈ کراچی ☆ پاکستان